نام کتاب	:	الاسماء والمصاهرات بین اھل البیت والصحابۃؓ
اردو نام	:	اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کے تعلقات
		(اسماء اور قرابت داری کی روشنی)
تصنیف	:	ابومعاذ السید بن احمد بن ابراہیم
ترجمہ	:	عنایت اللہ وانی

اہل بیت اور صحابہ کرامؓ کے تعلقات

(اسماء اور قرابت داری کی روشنی میں)

تالیف

ابومعاذ السید بن احمد بن ابراہیم

باحث مرکز الدراسات والبحوث۔ سیرۃ الآل والاصحاب

مترجم

عنایت اللہ وانی

انتساب

تمام گھر والوں کے نام:

والدہ اور شریک حیات کے نام

بیٹوں بلال، معاذ اور انس کے نام

ان کے ماموں ابو احمد اور ابو مریم کے نام

ان کے چچاؤں ابو احمد اور ابو عبد اللہ کے نام

اور "سیرۃ الآل والاصحاب" کے بہترین رفقاء کے نام

ابو حسین العنزی

ابو محمد الخالدی

ابو عبد الرحمن العنزی

ابو حسان المصری کے نام

اور ان تمام لوگوں کے نام جو اہل بیت اور صحابہ کرام سے محبت و عشق رکھتے ہیں

اللہ کی رحمت وسلامتی ہو ان سب پر۔

فہرست مضامین

باب اول

ہاشمی اور بالخصوص علوی خانوادے کی شخصیات کے اسمائے گرامی جن کے نام صحابہ کرام کے ناموں پر ہیں

دوسرا باب

اہل بیت اور صحابہ- رضوان اللہ علیہم اجمعین- کے مابین رشتہ داریاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف چند

سب سے پہلے ہم اپنے لئے اور آپ سب کے لئے اللہ سے دنیوی واخروی فوز وفلاح اور سعادت کی توفیق وہدایت کی دعا کرتے ہیں۔

ہم آپ کے سامنے یہ کتاب پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس کر رہے ہیں، جو اپنے حجم کے اعتبار سے تو مختصر لیکن معانی اور مفاہیم کے اعتبار سے عظیم ہے، اس کا مقصد صحابہ کرام اور اہل بیت کے سلسلہ میں پیدا کیے گئے شبہات وبے بنیاد دعووں کا پردہ چاک کرنا ہے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ مذہب ومسلک اور گروہ بندیوں سے بالاتر ہوکر اس کا مطالعہ کیا جائے تاکہ حق کو تسلیم کرنا آسان ہو جائے، کیونکہ حق کے علاوہ کوئی بھی چیز قابل اتباع نہیں ہے۔

اس کتاب میں صحابہ کرام اور اہل بیت کے مابین پائے جانے والے تعلق کو واضح کرنے والے دلائل ذکر کیے گئے ہیں جن کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی عذر باقی نہیں رہتا، اس سلسلہ میں ہر طرح کے قابل اعتماد مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے، لہذا ہم بہت ہی شکر گذار ہیں اس کتاب کے مؤلف کے جنھوں نے اہل بیت اور صحابہ کے ذکر خیر سے جواہر وموتی منتخب کرکے نکالے، جو بھی ان کے ناموں اور رشتہ داریوں سے متعلق پڑھے گا، اس کو یقین ہوجائے گا کہ ان کے مابین مستحکم تعلقات تھے، ارض کنانہ کے رہنے والوں سے تو یہ بات پوشیدہ بھی نہیں ہے، ہم یہاں پر صرف عام کلمہ گو حضرات کے لئے حجت ودلیل قائم کرنا چاہتے ہیں، اس کتاب میں اہل بیت اور صحابہ کے مابین پائی جانے والی رشتہ داریوں اور ان کے مابین پائے جانے والے جھگڑوں ایک جیسے ناموں کو بیان کیا گیا ہے، اللہ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں کو حق پر جمع فرمائے، اہل بیت اور صحابہ کرام سے مکمل محبت

وعقیدت اور نصرت دوستی کی توفیق مرحمت فرمائے، جو بھی ان کے حق میں زبان تشنیع دراز کرے یا کوئی بھی ادنیٰ سی بری بات اپنی زبان سے نکالے، اللہ ہمارے دلوں میں اس کی نفرت پیدا فرمائے، سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے انہی کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے، ہمارے آگے آگے عشرہ مبشرہ، امہات المومنین اور اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہوں اور ان تمام انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہمارا حشر ہو جن پر اللہ کا انعام ہوا۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

مبرة الآل والأصحاب

مقدمہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں جیسی کہ اس کی عظمت و کبریائی کے شایان شان ہیں، پاکیزہ اور مبارک حمد وستائش کے لائق وہی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد -صلی اللہ علیہ وسلم- اس کے بندہ اور رسول ہیں، درود وسلام ہو آپ پر، آپ ؐ کے آل واصحاب پر اور آپ کے تمام متبعین پر۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يآ أيها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساءً واتقوا الله الذي تساءلون به والأرحام إن الله كان عليكم رقيبا ﴾

ترجمہ: "لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو، یقین جانو کہ اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے"۔

یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کا ایک مظہر ہے کہ اس نے مٹی سے انسان کی تخلیق کی، اور انسانوں میں نسب اور رشتہ داری کا سلسلہ جاری کیا، تاکہ تمام انسان ایک دوسرے کو پہچان سکیں، وہ سب ایک باپ آدم -علیہ السلام- کی اولاد ہیں، اسی لئے صحابہ کرام کی بنو ہاشم میں آل عقیل، آل علی، آل جعفر اور آل عباس وغیرہم کے ساتھ قرابت ورشتہ داری تھی، ان کے ساتھ ان کے رشتے ہوتے تھے اور ان کو بھی رشتے دیتے تھے۔

اس میں کوئی شرم وحیا اور ذلت کی بات نہیں ہے؟ کہ وہ اسلام کے نام لیوا ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے محبت والفت ان کے رگ و پے میں جاگزیں ہے۔

لیکن بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ خدا نخواستہ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان عداوت ودشمنی اور اختلاف پایا جاتا ہے، اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ وہ بعض تاریخی روایات کا مطالعہ کرتے ہیں اور سند اور متن میں غور کئے بغیر ان کے سطحی اور ظاہری معنی کو بنیاد بنا لیتے ہیں، حالانکہ کتنی روایات ایسی ہیں جو ہم تک پہنچیں لیکن ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے، کیونکہ احادیث وروایات کی سب سے بڑی آفت ان کے غیر صحیح راوی ہیں، لیکن ایک باریک بین محقق جب صحابہ کبار اور پاکیزہ اہل بیت کے درمیان تعلقات کا مطالعہ کرتا ہے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کے درمیان کتنا ربط وتعلق اور ایک دوسرے کا زبردست احترام پایا جاتا تھا، یہی احترام واکرام تھا جس نے حبر الأمت (علامۂ امت) حضرت عبداللہ بن عباس کو حضرت زید بن ثابت کی اونٹنی کی لگام پکڑ کر چلنے پر آمادہ کیا۔ (مفصل روایت دیکھئے: طبقات ابن سعد ۲/۳۶۰) اور اسی اکرام واحترام کی بنیاد پر حضرت ابوبکر صدیق - رضی اللہ عنہ - نے یہ فرمایا کہ: ’’اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کرکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال کرو‘‘۔ (دیکھئے: صحیح بخاری، فضائل اہل البیت) اس سلسلہ میں ناقابل شمار نمونے، مثالیں، اقوال اور اعمال پیش کئے جا سکتے ہیں۔ (دیکھئے: صحیح بخاری، صحیح مسلم، کتب سنن میں باب فضائل أهل البيت، علامہ زمخشری کی ’’مختصر الموافقة بين أهل البيت والصحابة‘‘ محب الدین طبری کی ’’ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى‘‘۔)

ترجمہ: ''اور جو ان اگلوں کے بعد آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہمیں اور ہمارے ان سب بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی بغض نہ رکھ، اے ہمارے رب تو بڑا مہربان اور رحیم ہے''۔

اس کے بعد دوسری نسل آئی ان سب کی محبت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، خیر کے ساتھ ان سب کا تذکرہ کیا کرتے، تراجم ورجال کی کتابوں میں سے کوئی بھی مرجع یا کتاب ان کے ذکر خیر سے خالی نہیں ہے، ان کا تذکرہ کیا ہے تو ان کی تعریف وتوصیف کے ساتھ، ان کے اخلاق، ان کے درمیان پائی جانے والی محبت والفت اور ان کو حاصل ہونے والے انعامات اور رضائے الٰہی کا حقدار بننے پر ان کی شان میں مدح خوانی اور تعریفی کلمات کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسی گہرے ربط وتعلق کی وجہ سے عام صحابہ اور اہل بیت کے درمیان بہت سے رشتے ہوئے، یہاں تک کہ ایک باریک بین قاری یہ محسوس کرتا ہے کہ ہر صحابی کا اہل بیت سے کسی نہ کسی اعتبار سے کوئی رشتہ ضرور ہے اور اسی طرح اہل بیت میں سے بھی کوئی ایسا نہیں ہے جس کا عام صحابہ کرام کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق نہ ہو۔

اسی لئے مجھے مناسب معلوم ہوا کہ اہل بیت اور صحابہ کرام - رضی اللہ عنہم - کے درمیان پائی جانے والی قرابت داری کو واضح کرنے کے لئے اس پر کام کیا جائے، میں نے اس قسم کی تمام روایات، واقعات اور تاریخی حقائق کو ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے، البتہ میں نے اس سلسلہ میں امت مسلمہ کے مختلف گروہوں کے نزدیک ان کے ہاں مسلم مصادر ومراجع سے ان حقائق کو ثابت کرنے کا اہتمام کیا ہے، خاص طور پر ان کتابوں پر

بلا شبہ اسی گہرے ربط و تعلق کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو مددگار صحابہ کی صاحبزادیوں کو ازواج مطہرات بننے کے شرف سے نوازتے ہیں، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق اور نیک وعفت مآب حضرت حفصہ بنت فاروق امہات المومنین کا شرف حاصل کر لیتی ہیں اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم -رضی اللہ عنہما- کو ذی النورین حضرت عثمان بن عفان کی زوجیت میں دیتے ہیں۔

یہ بھی اہل بیت کے ساتھ اکرام ہی کا ایک اہم مظہر ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اہل بدر کے حصہ کے بقدر عطیہ دیا کرتے تھے اور یہ ان کے حق میں اکراماً واحتراماً کیا کرتے تھے۔ (دیکھئے: سیر أعلام النبلاء ۳/۲۶۶، ۲۸۵)

حضرت ابوبکر صدیق -رضی اللہ عنہ- کا مشہور قول ہے جس کو عام طور پر صحابہ نے اپنے لئے نمونہ بنا لیا تھا، آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں سے حسن سلوک کرنا مجھے اپنے قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (بخاری حدیث نمبر ۳۷۱۲، مسلم، حدیث نمبر ۱۷۵۹)

یہی طریقہ اور طرز عمل نسلاً بعد نسل تسلسل کے ساتھ جاری رہا، تابعین عظام، اہل بیت اور صحابہ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کیا کرتے تھے، ان کو ان کے مقام بلند کے اعتبار سے درجہ دیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل پیرا تھے: ﴿والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رءوف رحيم﴾ (الحشر: ۱۰)

استفادہ کیا ہے جو علمائے انساب کی تحریر کردہ ہیں، لہذا اس کے بعد شک وشبہ اور پوشیدگی کی کوئی بات باقی نہیں رہتی ہے، جب کہ اکثر علمائے انساب کا تعلق بلند پایہ علماء سے ہے، ان کی کتابیں اور کتب تراجم میں ان کے تراجم وتعارف خود اس کے شاہد عدل ہیں۔

میں نے حتی المقدور واپنی استطاعت کے بقدر ان اسماء اور قرابت داریوں کی ایک معتد بہ تعداد کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجھ سے بہت سی چیزیں چھوٹ بھی گئی ہیں جن کا میں احاطہ نہیں کر سکا، البتہ یہ حقیقت ہے کہ کسی چیز کے مکمل طور پر حاصل نہ ہونے کے اندیشہ کی وجہ سے اس کو بالکل ترک ہی نہیں کیا جاتا ہے، جن مراجع ومصادر پر میں نے انحصار کیا ہے ان میں سے اہم ترین مراجع مندرجہ ذیل ہیں:

۱- عمدة الطالب في أنساب أبي طالب، ابن عنبہ (ت ۸۲۸ھ) یہ اس فن کے بلند پایہ علمائے انساب میں سے ہیں۔

۲- الأصيلي في أنساب الطالبيين، ابن الطقطقی (ت ۷۰۹ھ) یہ بھی مشہور عالم انساب ہیں۔

۳- سر السلسلة العلوية، أبو نصر بخاری، سنہ ۳۴۱ھ جو باحیات تھے۔

۴- الإرشاد، شیخ مفید، (ت ۴۱۳ھ) یہ بھی بلند پایہ عالم ہیں۔

۵- منتهى الآمال في تواريخ النبي والآل، شیخ عباس قمی، یہ علمائے معاصرین میں بلند مقام کے حامل ہیں۔

۶- تراجم أعلام النساء، محمد حسین حائری، یہ علمائے معاصرین میں بلند مقام کے حامل ہیں۔

۷- كشف الغمة في معرفة الأئمة، علامہ اربلی، یہ مشہور زمانہ کتاب ہے،

اور کئی مرتبہ تین جلدوں میں چھپی ہے۔

۸- الأنوار النعمانیة، نعمت اللہ جزائری، (ت ۱۱۱۲ھ) یہ سوانح نگار علماء میں سے ایک بلند پایہ عالم ہیں، اور محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۱ھ) کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں، ان کی کتاب "الأنوار النعمانیہ" بھی مشہور زمانہ کتاب ہے۔

۹- أعیان النساء، شیخ محمد رضا حکیمی، یہ معاصر علماء میں سے ہیں۔

۱۰- تاریخ الیعقوبی، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب بن واضح، یہ عظیم مؤرخ ہیں، یہ ایک بلند مقام ومرتبہ کے حامل ہیں، ان کی کتاب دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے، اور یہ قدیم مؤرخین میں سے ہیں۔

مذکورہ کتب کے علاوہ بھی علمائے انساب کی دوسری کتابوں سے میں نے استفادہ کیا ہے، مثلاً:

۱- انساب الأشراف، احمد بن یحییٰ بلاذری (ت ۲۷۹ھ) یہ اہم علمائے انساب میں سے ہیں، اور ان کی کتاب اس فن میں حجت کی حیثیت رکھتی ہے، ان کی یہ کتاب کئی مرتبہ شائع ہوئی ہے، ہمارے سامنے جو ایڈیشن ہے وہ ڈاکٹر سہیل زکار کی تحقیق کے ساتھ تیرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔

۲- نسب قریش، مصعب زبیری (ت ۲۳۶ھ) ناشر: ا- لیفی پروفیسال، مطبوعہ: دار المعارف۔

۳- وہ کتاب جس سے ہم نے استفادہ کیا اور یہاں مصادر کی فہرست میں اس کی اہمیت کی وجہ سے خاص طور پر بیان کیا ہے وہ ہے: کتاب "المحبر" محمد بن حبیب، (ت ۲۴۵ھ) یہ کتاب باعتنا مروہ ایلزا لیختن، دار الآفاق الجدیدۃ سے

شائع ہوئی ہے۔

۴۔ مقاتل الطالبیین، ابو الفرج اصفہانی، یہ بھی اہم ترین کتابوں میں سے ہے، یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس کو کتاب "الاغانی" کے مصنف علامہ اصفہانی نے لکھا ہے، جو شخص علم الانساب کے تئیں علامہ اصفہانی کے اہتمام سے ناواقف ہو وہ ان کی کتاب کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکتا ہے، انہوں نے اس موضوع پر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں، مثلاً: الجمهرة في النسب، نسب عبد شمس، نسب بني شيبان، نسب آل المهلب، نسب بني كلاب، نسب بني تغلب، وغیرہ۔ علامہ اصفہانی کی وفات سن ۳۵۷ھ میں ہوئی۔

ان قرابت داریوں کے تذکرے کے پہلو بہ پہلو میں نے ایک مزید پہلو کو اجاگر کرنا مناسب سمجھا، وہ اہل بیت کے افراد کے نام، ان کی کنیت اور ان کے القاب کا ذکر، خاص طور پر خانوادۂ علوی کا تذکرہ، جس سے ایک قاری خود بخود ایسے حقائق و امور سے واقف ہوگا جن کو ضمناً بیان کیا جاتا ہے اور کبھی ان کی جانب توجہ نہیں دی جاتی ہے اور نہ ہی ان کو اصل سمجھا جاتا ہے۔

عنقریب قارئین کرام اس کو ملاحظہ فرمائیں گے کہ ابوبکر، عمر، عثمان، عائشہ، طلحہ اور ان جیسے دوسرے ناموں سے اہل بیت کے گھروں میں سے کوئی گھر خالی نہیں تھا، اور ایسا الفت و محبت، احترام و اکرام کی وجہ سے تھا۔

یہ سب نام تمام مصادر و مراجع میں موجود و محفوظ ہیں۔

اسی طرح میں نے اس ایڈیشن میں بعض اہم ضمیموں کا اضافہ کیا ہے جن کو میں نے بغیر کسی تبدیلی کے ہو بہو نقل کیا ہے، تاکہ قاری کے سامنے وہ چیزیں واضح ہو جائیں جو

ان کے لئے غیر واضح تھیں۔

قارئین کرام! اب ذرا اپنے مسلک وتعصب سے بالاتر ہو کر بصارت کے بجائے صرف بصیرت کے ساتھ مطالعہ کیجئے، ہوائے نفس کے بجائے عقل کا استعمال کیجئے، تاکہ آپ کے سامنے حقائق مکمل طور پر منکشف ہو جائیں۔

اے اللہ صرف اپنی رضا کی خاطر میرے اس عمل کو شرف قبولیت سے نواز دے، اس کو میرے لئے آسان فرما، میری مدد فرما، اور اس کو میری حسنات میں شامل فرما، اے وہ ذات جس کے ہاں پاکیزہ بات قبول ہوتی ہے۔

بلاشبہ تو بہترین مولی اور بہترین مددگار ہے۔

ابو معاذ السید بن احمد بن ابراہیم

سرزمین کنانہ

۷ر صفر ۱۴۲۳ھ / ۲۰ر اپریل ۲۰۰۲ء

مقدمہ

(دوسرا ایڈیشن)

تمام تعریفیں اللہ کے لئے سزاوار ہیں اور درود وسلام ہو خاتم رسل پر، آپ کے پاکیزہ اہل بیت پر، خیر کے حامل صحابہ پر اور قیامت تک ان سے محبت کرنے والوں پر۔

یہ بات قابل اطمینان اور باعث خوشی ہے کہ اس کتابچہ کو بہت زیادہ قبول عام حاصل ہوا، اللہ نے اس میں برکت عطا فرمائی اور لوگوں میں یہ عام ہوگئی، اس کے لئے تمام حمد وثنا اللہ ہی کے لئے ہیں۔

''مبرۃ الآل والاصحاب'' نے مجھے اس کام کو مزید منقح کرنے، انساب، اسماء اور مصاہرات سے متعلق مزید کچھ فوائد کا اضافہ کرنے اور کتب انساب وتراجم اور کتب تاریخ سے مزید مقارنہ کرنے کا مشورہ دیا تاکہ یہ کام مکمل اور قابل اطمینان ہو۔

اس مشورہ کے بعد اس کی تعمیل کے سوا میرے لئے کوئی چارہ کار نہ تھا، خاص طور پر مبرہ میں ایسے عظیم لوگ ہیں کہ ان میں سے سب سے ادنیٰ فرد کا مقام ومرتبہ میرے دل میں ایسا ہے کہ ان کی نصیحت میرے لئے حکم ہے، ان کا مشورہ لازمی حکم ہے اور ان کا اشارہ بھی میرے لئے فرض اور واجب العمل ہے، کیونکہ ان سب کا مقصد مسلمانوں کے مابین اصلاح ہے، ان کی غرض دلوں کو جوڑنا ہے ان کا ہدف پاکیزہ اہل بیت اور خیر کے حامل صحابہ کے تراث کو زندہ کرنا ہے اور اس کام کے ذریعہ ہم سب اللہ عزوجل کی رضا کے طلبگار رہیں۔

اس لئے میں نے بعض مفید چیزوں کا اضافہ کیا، اور میں نے کوشش کی کہ انساب کے سلسلہ میں یہ ایک ہلکا پھلکا مختصر سے مختصر مرجع بن جائے، جس کے اثرات دور رس ہوں، خوشبو کی طرح اس کا عطر پھیلتا رہے، لہٰذا جن چیزوں کو میں نے مناسب سمجھا ان سے اس کو آراستہ کیا، تا کہ قارئین کرام، جلیل القدر اہل بیت اور صحابہ کے انساب و مصاہرات سے واقف ہوسکیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ اس کام کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اس کے ناشرین کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور اس کو رب کریم کی رضا تک پہنچنے کا ذریعہ بنائے، بلا شبہ وہ سمیع و مجیب ہے۔

ابو معاذ السید بن احمد بن ابراہیم

یکم جمادی الآخرۃ ۱۴۲۶ھ مطابق ۷/ جولائی ۲۰۰۵ء

آپس میں مودت ورحمت کے تعلقات تھے۔

ناموں کی طرح یہی حال کنیت اور القاب کا بھی ہے

اس سلسلہ میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

علامہ کلینی نے "الکافی" میں اور علامہ مجلسی نے "بحار الانوار" میں ایک اہم ترین روایت نقل کی ہے کہ "جب حضرت معاویہ نے مروان بن حکم کو مدینہ کا گورنر بنایا اور یہ حکم دیا کہ قریش کے نوجوانوں کے لئے عطیہ جاری کریں اور انہوں نے ایسا ہی کیا تو علی بن حسین بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے پوچھا: کیا نام ہے؟ میں نے جواب دیا: علی بن حسین، انہوں نے پوچھا: آپ کے بھائی کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: علی، یہ سن کر انہوں نے کہا: علی اور علی! آپ کے والد چاہتے ہیں کہ اپنے تمام بچوں کا نام علی رکھ لیں! اس کے بعد میرا حصہ مجھے دیا میں اپنے والد کے پاس لوٹ کر آیا تو میں نے ان کو یہ بات بتائی، انہوں نے کہا: اگر میرے سو بچے ہوتے تو میں ان سب کا نام علی رکھنا پسند کروں گا"۔(۱)

مذکورہ روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی اولاد کا وہی نام رکھتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے، اور کیونکہ حضرت حسینؓ کو اپنے والد سے محبت تھی، اسی لئے اپنے تمام بیٹوں کا نام بھی علی ہی رکھنا پسند کیا۔(۲)

---

(۱) الکافی ۶/۱۹، بحار الانوار ۴۵/۳۳۱

(۲) (دیکھئے ناموں کے بارے میں شیعوں نے کتنا اہتمام کیا ہے یہاں تک کہ حر العاملی (ت ۱۱۰۴ھ) نے اپنی کتاب "تفصیل وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعۃ" میں مختلف ابواب قائم کئے ہیں، مثلاً: باب استحباب تسمیۃ الولد باسم حسن ... باب استحباب التسمیۃ باسماء الانبیاء والائمہ وبما دل علی العبودیۃ حتی =

لہٰذا اس وضاحت کے بعد اس کو تفصیل سے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ نام کے ذریعہ اپنے محبوب سے محبت والفت کا پتہ چلتا ہے، اس لئے تفصیل میں جائے بغیر اب اصل مقصود کی طرف آتے ہیں:

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

ہر صاحب عقل وبصیرت یہ بات جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق - جن کا نام عبد اللہ ہے - جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - کے خلیفہ ہیں، کسی عقلمند اور دانا شخص کے لئے اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جو بھی اپنے بچے کا نام ابوبکر رکھے گا یا اپنی کنیت رکھے گا تو وہ شخص اس نام والے شخص سے محبت اور ولایت کا جذبہ رکھتا ہے، صحابہ کرام میں ابوبکر کے نام سے جو سب سے زیادہ مشہور ہوئے ہیں وہ حضرت ابوبکر صدیق - رضی اللہ عنہ - ہیں۔

آپ - رضی اللہ عنہ - کا نسب:

ابوبکر (عبد اللہ) بن ابی قحافہ (عثمان) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر۔

آپ کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جد سادس (مرہ) سے ملتا ہے۔

= عبد الرحمن، باب استحباب التسمیۃ باسم محمد ... استحباب الاسم من اسمہ محمد أو أحمد أو علی ...... باب استحباب التسمیۃ بعلی، باب استحباب التسمیۃ بأحمد والحسن والحسین وجعفر وطالب وعبد اللہ وحمزۃ وفاطمۃ ......

......" اسی طرح اور دوسرے ابواب قائم کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نام رکھنا ایک اہم ترین معاملہ ہے اور اس سے بہت سی چیزیں معلوم ہوتی ہیں، دیکھئے وسائل الشیعۃ ج ۲۱ ص ۳۸۸، ۴۰۰، مطبوعہ: مؤسسۃ آل البیت لاحیاء التراث، بیروت ۱۴۱۳ھ (۱۹۹۳م)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مرہ کے درمیان چھ اجداد ہیں اور حضرت ابو بکرؓ اور مرہ کے درمیان بھی چھ اجداد ہیں، لہذا حضرت ابو بکر صدیقؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قعدد النسب (۱) میں آتے ہیں۔

آپؓ کی والدہ

ام الخیر (سلمی) بنت صخر بن عمر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ آپ کی والدہ کا نسب بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرہ سے جاملتا ہے، یہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد کے چچا کی صاحبزادی یعنی (آپ کے والد کی چچازاد بہن) تھیں، اور آپ صحابیہ تھیں۔

حضرت ابو بکرؓ کے ہم نام لوگوں کا تذکرہ

۱- ابو بکر بن علی بن ابی طالب

آپ حضرت حسین -رضی اللہ عنہ- کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، آپ کی والدہ لیلی بنت مسعود نہشلیہ ہیں۔

اس کا ذکر شیخ مفید نے "الارشاد" ص ۱۸۶، ۲۴۸، میں کیا ہے، "تاریخ الیعقوبی"

(۱) قعدد، یہ علمائے انساب کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کو ایسے دو لوگوں کے بارے میں استعمال کیا جاتا ہے جن کا نسب ماضی کے آباء واجداد میں سے کسی سے جاملتا ہو اور دونوں کے درمیان کے افراد کی تعداد بالکل برابر ہو، اس کا انطباق حضرت ابو بکر صدیقؓ پر ہوتا ہے کیونکہ ان کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاملتا ہے اور دونوں کے مابین "مرہ" تک اجداد کی تعداد بالکل برابر ہے، اسی طرح دوسرے صحابہ پر بھی اس کا انطباق ہوتا ہے۔

میں "اولادِ علی" کے ضمن میں اور شیخ عباس القمی کی "منتهى الآمال" (۲۶۱/۱) میں بھی ان کا تذکرہ ہے، اربلی نے بھی بیان کیا ہے کہ آپ کا نام محمد اور کنیت ابوبکر تھی، فرماتے ہیں: "اور محمد کی کنیت ابوبکر ہے......" (منتهى الآمال ۵۴۴/۱، بحار الانوار للمجلسی ۹۰/۴۲)

"الإرشاد" میں شیخ مفید کی عبارت کے الفاظ یوں ہیں: "فصل: أسماء من قتل مع الحسين بن علي عليه السلام (۱) من أهل بيته بطف ..... وعبد

(۱) یہاں پر "علیہ السلام" کے الفاظ ان کے کلام کو ہو بہو نقل کرنے کی وجہ سے لکھے گئے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کے لئے اس لقب کا استعمال کرنا درست نہیں ہے، اس مسئلہ میں کافی تفصیل ہے، اس مسئلہ کے بارے میں علماء کی ایک بڑی تعداد نے کلام کیا ہے، مثلا امام شافعی، امام احمد، ابن تیمیہ، ابن عاشور، ابن کثیر وغیرھم۔ علامہ ابن کثیر کے کلام کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے کیونکہ وہ زیادہ مکمل اور واضح ہے، فرماتے ہیں: "امام نووی "کتاب الاذکار" میں لکھتے ہیں: جہاں تک علیہ السلام کا تعلق ہے تو شیخ ابو محمد الجوینی کا قول یہ ہے کہ یہ درود کی طرح ہے لہذا اسے غائب کے لئے اس کا استعمال کیا جائے گا اور نہ ہی انبیاء کے علاوہ اور کسی کے لئے اس کا استعمال کیا جائے، مثلا علی علیہ السلام نہیں کہا جائے گا اور زندہ لوگ اور اموات سب اس سلسلہ میں برابر ہیں، جہاں تک حاضر موجود کا تعلق ہے تو اس کو خطاب کرتے ہوئے سلام علیک، سلام علیکم، السلام علیک یا علیکم کہا جائے، اس پر سب کا اتفاق ہے، ابن کثیر مزید فرماتے ہیں: بہت سی کتابوں میں یہ عبارت پائی جاتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے "علیہ السلام" استعمال کیا جاتا ہے اور دوسرے صحابہ کے لئے اس کا استعمال نہیں ہوا ہے، اگرچہ معنی کے اعتبار سے یہ درست ہے لیکن اس میں صحابہ کے مابین مساوات کا معاملہ ضروری ہے کیونکہ اس کا تعلق تعظیم و تکریم سے ہے، اور شیخین (ابوبکر و عمر) اور حضرت عثمان اس کے زیادہ مستحق ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین......" (تفسیر القرآن العظیم، ابن کثیر الدمشقی (ت ۷۷۴ھ) مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ ۵۱۷/۳، مزید دیکھئے تفسیر ابن عاشور، اور کتاب "[illegible]" مطبوعہ دار الایمان، الاسکندریہ ص ۲۵۰-۲۵۵)

اللہ و ابوبکر ابنا أمیر المؤمنین "۔(فصل: ان اہل بیت کے اسماء جو حضرت حسین بن علی علیہ السلام کے ساتھ مقام "طف" میں شہید ہوئے...... امیرالمؤمنین کے صاحبزادے عبداللہ اور ابوبکر"۔"الأنوار النعمانیہ "میں ہے:"اور محمد الاصغر جن کی کنیت ابوبکر تھی اور عبیداللہ یہ دونوں اپنے بھائی حسین (علیہ السلام) کے ساتھ شہید ہوئے "۔(الأنوار النعمانیہ ۱/۳۷۱)

اسی طرح دوسری متعدد کتب میں بھی منقول ہے، مثلاً:

"المعارف "ص ۲۱۰، ابن قتیبہ۔مطبوعہ: الھیئۃ المصریہ ۱۹۹۲ م

"الطبقات " ۳/۱۴، ابن سعد، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ

"تاریخ الرسل والملوک"۳/۱۹۲، ابن جریر طبری

"جمھرۃ أنساب العرب "۳۳، ابن حزم اندلسی

۲- ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب

آپ اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے، شیخ مفید نے "الارشاد "ص ۲۴۸ میں شہدائے کربلا میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔"تاریخ الیعقوبی " میں "حضرت حسن کی اولاد" میں شیخ عباس قمی کی "منتھی الآمال ۱/۵۴۴ میں "کربلا میں نوجوانان بنو ہاشم کی شہادت" میں ان کا تذکرہ کیا گیا ہے، اسی طرح "عمدۃ الطالب "ص ۱۰۷ میں بھی ان کا ذکر موجود ہے۔

شیخ مفید "الارشاد "میں فرماتے ہیں:"اور قاسم، ابوبکر اور عبداللہ، حسن بن علی علیہ السلام کے بیٹے ہیں"۔شیخ عباس قمی "منتھی الآمال " میں فرماتے ہیں:"ان کے

بعد ابو بکر بن الحسن علیہ السلام ہیں، ان کی والدہ ام ولد ہیں، آپ قاسم کے حقیقی بھائی تھے، عقبہ الغنوی نے آپ کو شہید کیا''۔ اسی طرح علامہ تستری نے بھی ''رسالۃ فی تواریخ النبی والآل'' ص ۸۲، مطبوعہ قم میں ذکر کیا ہے۔

مصعب زبیری کی ''نسب قریش'' ص: ۵۰ میں حضرت حسن کی اولاد کے ذیل میں تذکرہ یوں کیا گیا ہے: ''اور عمرو بن الحسن، قاسم اور ابو بکر ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، یہ ''طف'' میں شہید ہوئے.....''۔

ابن عنبہ نے یوں تذکرہ کیا ہے: ''اور شیخ الشرف العبیدلی کی روایت کے مطابق ابو محمد حسن کے سولہ بچے تھے، ان میں سے پانچ لڑکیاں اور گیارہ لڑکے تھے اور وہ ہیں: زید، حسن المثنیٰ، حسین، طلحہ، اسماعیل، عبداللہ، حمزہ، یعقوب، عبدالرحمٰن، ابو بکر اور عمر، ماہر انساب موضح کا قول ہے کہ عبداللہ ہی ابو بکر ہیں اور انہوں نے ایک اور نام قاسم کا اضافہ کیا ہے اور یہ اضافہ صحیح ہے.....''۔ (عمدۃ الطالب ص ۶۴، مطبوعہ مؤسسۃ انصاریان)

مندرجہ ذیل کتب میں بھی ان کا تذکرہ موجود ہے:

''تاریخ الرسل والملوک'' ابن جریر طبری ۳/ ۳۴۳، البدایۃ والنھایۃ، ۸/ ۱۸۹، ابن کثیر دمشقی، الکامل ۳/ ۳۴۳، ابن الاثیر، نہایۃ الارب ۲۰/ ۴۶۱، النویری ''سیر أعلام النبلاء'' ۳/ ۲۷۹، علامہ ذہبی۔

۳۔ ابو بکر علی (زین العابدین)

علی زین العابدین ابن الحسین شہید کی کنیت ابو بکر ہے۔

اربلی کہتے ہیں: جہاں تک آپ کی کنیت کا تعلق ہے تو مشہور یہ ہے کہ ابو الحسن

ہے، ابو محمد بھی بیان کی گئی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابو بکر ہے، (کشف الغمة، مطبوعہ: دار الاضواء، میں علی زین العابدین کے تعارف میں یہ قول منقول ہے۔)

۴-ابوبکر بن موسیٰ (الکاظم)

اربلی لکھتے ہیں، کہتے ہیں کہ "جنابذی نے یوں بیان کیا ہے: ابوالحسن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہم السلام)، آپ کی والدہ اُم ولد تھیں، آپ کی اولاد میں علی (الرضا)، زید، عقیل، ہارون، حسن، حسین، عبداللہ، اسماعیل، عبیداللہ، عمر، احمد، جعفر، یحییٰ، اسحاق، عباس، حمزہ، عبدالرحمٰن، قاسم اور جعفر الاصغر ہیں، اور عمر کی جگہ محمد اور ابوبکر بھی بیان کیا جاتا ہے۔" (کشف الغمة ۳/۱۰، ط۔ دار الأضواء)

۵-ابوبکر علی (الرضا) ابن موسیٰ (کاظم) ابن جعفر (الصادق)

علی (الرضا) کی کنیت ابوبکر تھی، اس کا ذکر النوری طبرسی نے اپنی کتاب "النجم الثاقب في ألقاب وأسماء الحجة الغائب" میں کیا ہے، فرماتے ہیں: "......۱۴-ابوبکر اور یہ امام الرضا کی ایک کنیت ہے، جیسے کہ ابوالفرج اصفہانی نے "مقاتل الطالبین" میں ذکر کیا ہے"۔

علامہ اصفہانی روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ 'ابوالصلت ہروی سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ایک دن مامون نے مجھ سے ایک مسئلہ دریافت کیا، میں نے جواب دیتے ہوئے کہا: اس کے بارے میں ہمارے ابوبکر نے بیان کیا ہے...... یہ سن کر ابن مہران نے مجھ سے کہا: تمہارے ابوبکر کون ہیں؟ میں نے جواب دیا، علی بن موسیٰ الرضا، انہی کی یہ کنیت تھی۔" (مقاتل الطالبین ص ۵۶۲)

۶-ابوبکر محمد (مہدی منتظر) ابن الحسن عسکری،کنیت:ابوبکر

مہدی منتظر جن کے بارے میں امامیہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ان کی پیدائش گیارہ سو (۱۱۰۰) سال سے بھی پہلے ہوئی ہے، ان کی ایک کنیت "ابوبکر" ہے، اس کا ذکر النوری الطبرسی نے اپنی کتاب "النجم الثاقب" میں کیا ہے (دیکھئے: لقب (۱۴) مہدی منتظر کی کنیت یالقب ابوبکر کیوں ہے؟

۷-ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب:

صاحب "انساب الاشراف" ص ۶۸ پر ان کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: "عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں...... اور ابوبکر ہیں جو حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے، ان سب کی والدہ "الخوصاء" قبیلہ ربیعہ سے ہیں......"

خلیفہ بن خیاط نے اپنی "تاریخ" ص ۲۴۰ میں ان لوگوں کے اسماء بیان کرتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا ہے جو بنو ہاشم میں سے "حرۃ" کے دن شہید ہوئے، صحیح قول وہی ہے جو ابن خیاط نے بیان کیا ہے۔

علامہ ذہبی "سیر أعلام النبلاء" میں بیان کرتے ہیں: ابوبکر بن عبداللہ بن عمر بن خطاب کو بھی گرفتار کر کے شہید کیا گیا، اور ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ....کو بھی"۔ (سیر أعلام النبلاء ۳/۴۹۰، ط۔دار الکتاب العربی)

ابن قتیبہ کی تصنیف کردہ "المعارف" میں ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر کی والدہ کا نام "الخوصاء بنت حفصہ" ہے، فرماتے ہیں: "عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں: جعفر، علی، عون، عباس، محمد، عبیداللہ اور ابوبکر ہیں، ان کی والدہ الخوصاء بنت حفصہ ہیں جن کا تعلق قبیلے بنو

تیم اللہ بن ثعلبہ سے ہے، ان کے علاوہ صالحؒ، موسیٰ، ہارون اور یحییٰ دوسری ماں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد النہشلی کے بطن سے ہیں، جو حضرت علیؓ کی وفات کے بعد ان کی زوجیت میں آئی تھیں اور معاویہ، اسحاق، اسماعیل اور قاسم دوسری مختلف ماؤں کے بطن سے ہیں، اور حسن اور عون الاصغر کی والدہ جمانہ بنت المسیب الفزاریہ ہیں"۔ (المعارف ص: ۲۰۷)

اس کے علاوہ دیکھئے: ابن حزم کی "جمہرۃ أنساب العرب" ص: ۶۹، انھوں نے بھی جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں "ابوبکرؒ" کا تذکرہ کیا ہے۔ "معاویہؓ" کے ذیل میں مفصل عبارت آئے گی۔

ایک اہم نوٹ

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عبداللہ بن جعفر کی زوجیت میں حضرت علی کی زوجہ لیلیٰ بنت مسعود التمیمیہ (۱) اور ان کی صاحبزادی زینب بنت علی رہیں، زینب بنت علی کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں اور ان کی اولاد "زینبیون" کہلاتی ہے۔

۸- ابوبکر بن الحسن (المثنیٰ) ابن الحسن (السبط) ابن علی بن ابی طالب

علامہ اصفہانی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: بصرہ میں ابراہیم بن الحسن المثنیٰ کے ساتھ جو شہید ہوئے ان میں ابوبکر بن الحسن بن الحسن ہیں"۔ (مقاتل الطالبیین ص ۱۸۸)

---

(۱) آپ نہشلیہ، دارمیہ اور تمیمیہ ہیں، نہشل بن دارم کی اولاد میں سے ہیں، اور دارم زید مناۃ بن تمیم کے بیٹے ہیں، "نسب قریش" ص: ۷۵ میں ان کا نام ہے: آمنہ یا لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک بن معتب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قیس، اور آپ کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہیں، اسی طرح آپ ثقفیہ بھی ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عمر بن خطاب (۱) جلیل القدر صحابہ میں سے ہیں، اور جو بھی عمر کے نام سے اپنے آپ کو یا اور کسی کو موسوم کرے وہ عمر بن خطاب سے تبرک وتیمن کی نیت سے ایسا کرتا ہے۔

آپ کا نسب:

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب۔

آپؓ کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "کعب" جا کر ملتا ہے، آپؓ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ ہیں، آپ کی والدہ

---

(۱) کسی بھی شخصیت کو طعن وتجریح کا اس قدر نشانہ نہیں بنایا گیا جتنا کہ حضرت عمر بن الخطاب کو (عظیم امر تب ہونے اور اہم کردار ادا کرنے والا ہونے کے باوجود) بنایا گیا، آپ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام اہم مواقع پر موجود رہے، آپؓ اور حضرت ابو بکر صدیق، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیروں کی طرح تھے، یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے البتہ اس پہلو پر الگ کتاب لکھنے کا ارادہ ہے، آپ کے نسب پر – جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے – جن کتب میں طعن وتشنیع کی گئی ہے وہ یہ ہیں: "إلزام الناصب" ص:۱۹۳، "الصراط المستقيم إلى مستحقي التقديم" ۳/۲۸، "فرحة الزهراء" ص:۱۹-۲۱، "كشكول البحراني" ۳/۲۱۳، "بحار الأنوار" ۳۱/۱۰۰، ۹۱-۱۰۱ مطبوعہ دار القلم للطباعة والنشر ۱۴۲۱ھ، "تفسير القمي" ۲/۹۵-۹۶، آیت "الزاني لا ينكح إلا زانية أو مشركة" "كشف الحق وعقد الصدق" اور ابن ابی الحدید کی شرح "مثالب الخلفاء ومثالب قريش" "مثالب النواصب" اور اس کے علاوہ بھی بہت سی کتابیں ہیں۔

کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "مرۃ" سے جا ملتا ہے۔

ابن الکلبی (ت ۲۰۴ھ) کے بیان کے مطابق بنو عدی زمانہ جاہلیت میں شرفاء اور مقام ومرتبہ کے حامل لوگوں میں تھے، ابن الکلبی کہتے ہیں: "اور نفیل بن عبد العزی آپ (حضرت عمر) کے جد امجد تھے، قریش آپ کے پاس اپنے فیصلے لے جاتے تھے"۔ (جمہرۃ النسب ص ۱۰۵-۱۰۶)

جہاں تک اسلام میں حضرت عمر بن خطابؓ کے مقام ومرتبہ کا تعلق ہے تو کتب صحاح وسنن آپؓ کے فضائل ومناقب سے بھری ہوئی ہیں، جو تفصیل چاہتا ہو وہ ان کتب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔ آپ کے فضائل ومناقب کے لئے آپؓ کے عہد خلافت کی فتوحات اور روم وفارس میں اسلام کی اشاعت سے واقف ہونا کافی ہے۔

اہل بیت میں عمر بن خطاب کے ہمنام لوگوں کا تذکرہ:

ا۔ عمر الأطرف بن علی بن ابی طالب:

آپ کی والدہ ام حبیب الصہباء تغلبیہ ہیں، اور فتنہ ارتداد میں حاصل شدہ قیدیوں میں سے ہیں، اس کا تذکرہ مختلف مصادر میں کیا گیا ہے، مثلاً:

"سر السلسلۃ العلویۃ" ص ۱۲۳، عمر الاطرف کے نسب میں، "منتہی الآمال" ۱/۲۶۱ میں مذکور ہے: "عمر اور رقیہ الکبری جڑواں ہیں"۔ بحار الأنوار ۴۲/۱۲۰ "الارشاد" باب أولاد أمیر المؤمنین علیہ السلام ۱/۳۵۴ مطبوعہ: دار المفید، کشف الغمۃ ۲/۶۶ مطبوعہ: دار الاضواء، تاریخ الیعقوبی ۲/۲۱۳، مطبوعہ: دار صادر یعقوبی کو نام کے بارے میں وہم ہوا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے "عمرو" بیان کیا ہے۔

ماہر انساب ابن عنبہ کہتے ہیں: ''امیر المومنین علی - علیہ السلام - کے پسماندگان میں پانچ افراد ہیں: حسن، حسین، محمد بن الحنفیہ، اور عباس (شہید ''لقب'') اور عمر الاطرف ......'' ۔ (عمدۃ الطالب ص ۱۰۳، مطبوعہ مکتبۃ الحیاۃ بیروت اور ص ۶۰ مطبوعہ مؤسسۃ انصاریان)

اور ابن قتیبہ ''المعارف'' ص ۲۱۰ مطبوعہ: الھیئۃ المصریۃ میں لکھتے ہیں: ''اور عمر اور رقیہ ان دونوں کی ماں تغلبیہ ہیں، خالد بن ولید نے فتنہ ارتداد کے موقع پر ان کو قیدی بنایا تھا اور حضرت علی نے ان کو خرید لیا تھا......''۔

''نسب قریش'' میں مصعب الزبیری بیان کرتے ہیں: ''عمر بن علی، اور رقیہ یہ دونوں جڑواں ہیں، ان کی ماں الصہباء ہے'' ۔ ص ۴۳ ط دار المعارف، ''الأصيلي في أنساب الطالبيين'' ص ۱۳۳، تحقیق: مہدی الرجائی۔

یہ مشہور و معروف نام ہے بہت سی کتب مصادر میں ان کا تعارف و تذکرہ موجود ہے، صدقات کی تولیت و ذمہ داری کا عہدہ غصب کرنے کے بارے میں ان کا قصہ مشہور ہے، ان کے تعارف کے لئے مزید دیکھئے: ''سير أعلام النبلاء'' ۴/۱۳۴، طبقات ابن سعد ۵/۱۱۸، ''التقریب'' نمبر ۴۹۵۱، ص ۴۱۶، ''الجرح والتعديل'' ابن ابی حاتم ۶/۱۳۴۔

ایک اہم نوٹ

ماہر نسب ابن الطقطقی (ت ۷۰۹ ھ) نے حضرت علیؓ کے ایک دوسرے بیٹے کا بھی تذکرہ کیا ہے، جن کا نام ''عمر الاصغر'' ہے، میرا خیال یہ ہے کہ یہ ان کا وہم ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ''عمر الاطرف'' مراد لیا ہو، البتہ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا ایک دوسرا بیٹا ہو کیونکہ انہوں نے ان کی والدہ کا بھی نام بیان کیا ہے اور وہ ہے: أم الحنين الكلابية تھا۔

"الصہباء" لہذا یہ ممکن ہے کہ حضرت علی کے دو بیٹوں کا نام عمر ہو جن میں سے ایک چھوٹا (اصغر) ہو اور دوسرا بڑا ہو، اور وہ "الاطرف" ہو۔

ابن الطقطقی کا کلام یوں ہے: امیر المومنین علیہ السلام کی اولاد نرینہ جن کی اولاد نہیں ہوئی پندرہ ہیں: عون، اسماء بنت عمیس خثعمیہ کے بطن سے (درج)(1) محمد، اسماء بنت عمیس خثعمیہ کے بطن سے (درج)، عثمان شہید، "طف" ام البنین کے بطن سے، یحیی، اسماء بنت عمیس کے بطن سے (درج) عمر الاصغر، ام البنین کے بطن سے، عباس الاصغر، ام ولد کے بطن سے (درج)، عبید اللہ، لیلی الدارمیہ کے بطن سے، مصعب بن زبیر کے ساتھ شہید ہونے والے (درج)، صالح، ام ولد کے بطن سے ابوبکر، لیلی الدارمیہ کے بطن سے (درج)، عبدالرحمن ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص بن ربیع ہیں اور ان (امامہ) کی ماں زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (درج) محمد، امامہ بنت أبی العاص کے بطن سے، (درج) جعفر، الحنفیہ کے بطن سے (درج) یعنی ان کا انتقال ہو گیا اور کوئی اولاد نہیں ہوئی، جعفر، ام البنین کے بطن سے، شہید "طف" درج) عبداللہ، ام البنین کے بطن سے شہید "طف" (درج) عبید اللہ، اسماء بنت عمیس کے بطن سے، (درج)۔ (الاصیلی ص ۵۶-۵۸، ط۔ مکتبۃ المرعشی، تحقیق: مہدی الرجائی)

ابن الطقطقی کے کلام میں کئی جگہ وہم ہے، ان میں سے بعض کی جانب محقق مہدی الرجائی نے اشارہ کیا ہے، محقق الرجائی کہتے ہیں: "شاید عمر کے بارے میں ان کو اشتباہ ہو گیا ہے، عمر الاطرف کی وجہ سے، عمر الاصغر نہیں ہے۔" (حاشیہ ص ۵۷، الاصیلی)

---

(1) درج: یہ خاص اصطلاح ہے جس کو علمائے انساب ایسے بچے کے لئے استعمال کرتے ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے ہی بچپن میں انتقال کر جائے۔

دوسرا اہم نوٹ

بلاذری نے "انساب الأشراف" میں حضرت علی بن ابی طالب کی اولاد کے ذیل میں بیان کیا ہے: "عمر بن خطاب نے عمر بن علی کو اپنے نام سے موسوم کیا تھا اور ان کو ایک غلام ہبہ کیا تھا جس کا نام مورق تھا"۔ (انساب الأشراف ۱۹۲/۲، تحقیق وتعلیق: شیخ محمد باقر المحمودی، مطبوعہ:۔ مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴م)

۲-عمر بن الحسن بن علی بن ابی طالب

آپ کی والدہ ام ولد ہیں، اپنے چچا حضرت حسین کے ساتھ کربلا میں شہادت پائی۔ (دیکھئے: "عمدة الطالب" ص ۱۱۶، ص ۶۴، مطبوعہ: مؤسسة انصاریان ص ۱۰۷، مطبوعہ: جل المعرفۃ۔

یعقوبی اپنی "تاریخ" میں کہتے ہیں: "حسن کی نرینہ اولاد آٹھ تھی اور وہ حسن، زید، عمر، قاسم، ابوبکر، عبدالرحمن، طلحہ اور عبداللہ ہیں، یہ مختلف ماؤں سے تھے......۔

نوٹ

بعض کو "عمر" کے بارے میں وہم ہو گیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو "عمرو" لکھا ہے، صحیح وہی ہے جس کو ہم نے یہاں بیان کیا ہے کہ ان کا اصل نام عمر بن حسن ہے، جن لوگوں نے "عمرو" لکھا ہے، ان میں شیخ مفید نے "الارشاد" ۲۰/۲، ط۔ دار المفید میں اور اربلی نے "کشف الغمہ" ۱۸۴/۲، ط۔ دار الأضواء میں۔

ان کے نام کے بارے میں مصعب زبیری کو بھی "نسب قریش" میں اشتباہ ہو گیا ہے، وہ حسن بن علی کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "اور عمرو بن الحسن، قاسم اور

ابوبکر، ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، طف میں شہید ہوئے۔ (ص: ۵۰)

اسی طرح ابن طباطبا یحییٰ بن محمد بن قاسم حسنی (ت ۴۷۸ھ) کو بھی وہم ہوا، وہ "امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ذیل میں لکھتے ہیں: "......اور بقیہ نرینہ اولاد میں طلحہ ان کی ماں اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ہیں۔ عمرو، حسین، ان کی ایک بیٹی ہوئی جس کا نام ام سلمہ ہے۔ عبد الرحمن، عبد اللہ، محمد، جعفر، حمزہ ہیں، یہ سب بغیر اولاد کربلاء میں شہید ہوئے اور بعض کی کوئی اولاد نہ ہوئی"۔ (ابناء الإمام في مصر والشام ص ۷۷، طبع مکتبہ المعرفہ، باہتمام سید یوسف بن عبد اللہ جمل اللیل)۔

شاید قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہو کہ ہم نے "عمرو" کے بجائے "عمر" کے نام کو کیوں راجح قرار دیا؟!

اس کا جواب یہ ہے کہ: ابن عنبہ (۱) جو کہ مشہور عالم اور ماہر انساب ہیں، ان کے

---

(۱) ابن عنبہ: آپ کا نام شریف احمد بن علی بن حسین بن علی بن مہنا بن عنبہ الاصغر ہے، آپ کا نسب موسیٰ (الجون) بن عبد اللہ (المحض) سے جا ملتا ہے، آپ کی ولادت سن ۷۴۸ھ اور وفات سن ۸۲۸ھ میں ایران کے کرمان علاقے میں ہوئی، آپ کی اہم تصنیفات میں: عمدۃ الطالب في أنساب آل أبي طالب" ہے، انساب پر آپ کی دوسری کتابیں بھی ہیں، مثلاً: عمدۃ الطالب الصغری (اس کا نام المشجرہ بھی ہے) الفصول الفخریۃ في الأصول البریۃ، بحر الأنساب في نسب بني هاشم، تحفۃ الطالب في النسب، صاحب روضات الجنات آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: آپ علمائے امامیہ کے عظیم علماء میں سے ہیں، شیخ عباس قمی اپنی آپ کا تعارف کرواتے ہوئے "الکنی والالقاب" میں لکھتے ہیں: "آپ جلیل القدر علامہ ہیں، ماہر انساب ہیں، سید تاج الدین ابن معیہ نسابہ کے داماد ہیں، شہید اول کے شیخ ہیں، آپ علمائے امامیہ میں سے حق گوئی تک ان کے عظماء میں سے ہیں، آپ نے سید ابن معیہ کی بارہ سال تک فقہ، حدیث میں، نسب میں اور ادب میں شاگردی کی۔

بارے میں کوئی کلام نہیں کیا جاسکتا ہے، ماہر انساب ابن معیہ کے شاگرد ہیں، بڑے اساتذہ سے پڑھا، اپنی کتاب میں اس فن کے اساتذہ اور ماہرین کے واسطہ سے اقوال نقل کیے ہیں، مثلاً: ''سر السلسلة العلوية '' کے مصنف أبو نصر بخاری، شیخ الشرف العبیدلی وغیرہ سے۔

انہی ابن عنبہ نے شیخ الشرف العبیدلی سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن کے بیٹوں میں ''أبو بکر وعمر'' ہیں، پھر أبو نصر بخاری سے نقل کیا ہے کہ ''ابو نصر'' بخاری کہتے ہیں کہ حسن بن علی کی اولاد میں تیرہ اولاد نرینہ ہوئی، اور چھ لڑکیاں، حسن کے بیٹوں میں سے چار حیات رہے: زید، حسن، حسین الأثرم اور عمر، البتہ حسین الأثرم اور عمر کی جلدی ہی وفات ہوگئی...... (عـمـدة الطالب ص۶۸، مطبوعہ: أنـصـاريـان ص۱۰۳ اور طـ جل المعرفة) میں اس طرف بھی اشارہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ''عمدۃ الطالب'' کا ایک دوسرا ایڈیشن بھی ہے، وہ ''منشورات دار مكتبة الحياة '' بیروت سے شائع شدہ ایڈیشن ہے، جس کی مراجعت اور موازنہ کا کام لـجـنـه إحـيـاء التراث کے اشراف میں ہوا ہے، میری نظر سے وہ ایڈیشن گذرا ہے، البتہ ابھی وہ ایڈیشن میرے پیشِ نظر نہیں ہے۔

اسی طرح ابن عنبہ (ت ۲۷۶ھ) نے اپنی کتاب ''المعارف'' ص۲۱۲، میں اس جانب اشارہ کیا ہے کہ ان کا نام ''عمر'' ہے، فرماتے ہیں: ''حسن کی اولاد میں یہ لوگ ہیں: حسن، (جن کی ماں خولہ بنت منظور بن فزاریہ ہیں) زید، ابو الحسن (ان دونوں کی ماں عقبہ بن مسعود بدری کی بیٹی ہیں) اور عمر اور ان کی ماں ثقیفہ...... ہیں''۔

اسی بنیاد پر ہم نے ''عمر'' کو ترجیح دی۔

اسی طرح ان کے نام کے بارے میں علامہ تستری کو بھی "تواریخ النبی والآل" میں وہم ہوا ہے، انہوں نے اس بحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے لہذا وہاں آپ تفصیل سے دیکھ سکتے ہیں۔ (ص:۱۲، مطبوعہ: دار الشرافۃ، تحقیق: شیخ محمود الشریفی اور استاذ علی الکرجی)

صاحب "مختصر ذخائر العقبی" نے بھی ایسے ہی ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: "حضرت حسن کے گیارہ بچے پیدا ہوئے اور وہ ہیں: عبداللہ، قاسم، حسن، زید اور عمر ...

(مختصر ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى، تلخیص: مؤسسۃ ذوی القربی، مطبوعہ: بیروت ص:۲۲۸)

عباس قمی فرماتے ہیں: "یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ امام حسن -علیہ السلام- کے بیٹوں میں سے حسین الاثرم، عمر، زید اور حسن المثنی سب کے علاوہ اور کوئی زندہ نہیں رہا......" (منتھی الآمال ۱/۳۳۲)

۳- عمر بن الحسین بن علی بن ابی طالب

علامہ تستری فرماتے ہیں: "ابوحنیفہ دینوری اور ابن اعثم کوفی نے آپ علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ کا ایک بیٹا "عمر" کے نام سے تھا، پہلے (ابو حنیفہ) نے (معرکۂ طف کے ذکر اور وہاں کے شہداء کی تعداد بیان کرنے کے بعد) فرمایا ہے: "ان کے گھر کے لوگوں میں صرف ان کے دو بیٹے باقی رہے، ایک علی الاصغر، یہ سن مراہقت تک پہنچ چکے تھے، اور دوسرے عمر، یہ چار سال کے ہوئے تھے، ایک روز یزید نے عمر بن حسین سے کہا: کیا تم میرے اس بیٹے سے مقابلہ کر سکتے ہو؟ یعنی خالد سے، یہ ان کے ہم جولیوں میں سے تھے، انہوں نے جواب دیا: بلکہ ایسا کیجئے، مجھے ایک تلوار دیجئے اور

اس کو بھی بتا کہ میں اس سے لڑوں اور پھر آپ دیکھیں گے کہ ہم میں زیادہ بہادر کون ہے، یہ سن کر یزید نے ان کو چمٹا لیا اور کہا: اچھی طرح سے پہچانتا ہوں سانپ کا بچہ سانپ ہی ہوتا ہے۔

دوسرے (یعنی ابن اعثم کوفی) نے بھی اسی طرح بیان کیا ہے البتہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ ''عمر سات سال کے تھے''۔ (رسالة في تواريخ النبي والآل مجلد ۱۲ کا آخر، اسی طرح ''تستری'' کی ''قاموس الرجال'' ط۔ قم، ص ۸۳، اور مطبوعہ: دار النشر الطبعة ص ۱۴۲-۱۴۳)

۴- عمر (الأشرف) ابن علی (زین العابدین) ابن الحسین الشہید

آپ کی والدہ اُم ولد ہیں، آپ کو ''اشرف'' اس لئے لقب دیا گیا کیوں کہ ایک عمر اور بھی ہیں جن کا لقب ''الأطرف'' ہے، وہ عمر بن علی بن أبی طالب ہیں۔ دیکھئے ''الإرشاد'' ص ۲۶۱، ''عمدة الطالب'' ص ۲۲۳، ''کشف الغمة'' ۲/۲۶۲، ط۔ دار الأضواء، ''الأصیلی'' ص ۲۷۶)

نعمة اللہ الجزائری فرماتے ہیں: ''جہاں تک ان کی اولاد کا تعلق ہے تو ان کے پندرہ لڑکے ہیں: محمد الباقر علیہ السلام (ان کی والدہ ام عبد اللہ فاطمہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں) أبو الحسن زید اور عمر، ان دونوں کی والدہ اُم ولد ہیں......''
(الأنوار النعمانية ۱/۳۷۵، ط۔ شرکت چاپ)

ابن عنبہ عمر الاشرف کے تذکرہ کے آخر میں فرماتے ہیں: ''ان کو ''الاشرف'' عمر الاطرف کے مقابلہ میں کہا گیا ہے، کیونکہ عمر الاطرف کو ایک ہی طرف (جانب) سے

فضیلت حاصل ہے یعنی اپنے والد امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی جانب سے"۔ (عمدۃ الطالب ص ۵۳۳، ط: جلی المعرفہ، ص ۲۸۱، انصاریان ایڈیشن)

مزید دیکھئے: "نسب قریش" ص ۶۱، "جمہرۃ أنساب العرب" ص ۵۳، "المعارف" ص ۲۱۵، "سیر أعلام النبلاء" ۴/ ۳۸۷، "البدایۃ والنہایۃ ۹/ ۱۰۳)

علامہ مفید "الارشاد" ۲/ ۱۷۰ میں فرماتے ہیں: "عمر بن علی بن الحسین جلیل القدر، فاضل، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے صدقات کے والی تھے، اور متقی و پرہیزگار اور سخی تھے۔

ابن الطقطقی کہتے ہیں: "جہاں تک عمر الاشرف کا تعلق ہے..... تو وہ بنو ہاشم کے ایک بلند پایہ عالم اور فضل و کرم والے انسان تھے....." (الاصیلی ص ۲۷۶)

۵- عمر (الشجری) ابن علی (الاصغر) ابن عمر (الاشرف) ابن علی (زین العابدین)

ان کا تذکرہ متعدد علماء نے کیا ہے مثلاً:

ابن عنبہ "عمدۃ الطالب" ص ۳۸۲ میں فرماتے ہیں: "جہاں تک عمر الشجری ابن علی بن عمر الاشرف کا تعلق ہے تو ان کا ایک ہی لڑکا ہوا اور وہ ابو عبد اللہ محمد ہیں، اور ابو عبد اللہ محمد کے دو لڑکے ہوئے اور وہ عمر و علی ہیں....." (عمدۃ الطالب ص ۳۸۲ مطبوعہ: انصاریان ص ۵۳۳ مطبوعہ: جلی المعرفہ)

شیخ عباس القمی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "عمر الاشرف نے ام سلمہ بنت امام حسن - علیہ السلام - سے شادی کی، اور کتب انساب میں مذکور ہے

کہ عمر الاشرف کا ایک ہی بیٹا ہوا اور وہ علی الاصغر ہیں، جو محدث تھے، صادق علیہ السلام سے احادیث روایت کرتے تھے، ان کے تین بیٹے ہوئے جن کے نام یہ ہیں: ابوعلی القاسم، عمر الشجری، اور ابومحمد الحسن۔ اور عمر الاشرف علم الہدیٰ سید مرتضیٰ اور ان کے بھائی السید الرضی کی والدہ کے دادا ہیں۔" (منتہی الآمال ۲/۶۴، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں: جہاں تک عمر بن علی -جن کا لقب الاشرف ہے- کا تعلق ہے تو وہ صاحب سیادت و قیادت اور قدر و منزلت والے شخص تھے......

ابوالجارود بن المنذر فرماتے ہیں: میں نے ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے پوچھا: آپ کو اپنے بھائیوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جہاں تک عبداللہ کا تعلق ہے تو وہ میرا دست و بازو ہے جس سے میں پکڑتا ہوں (یہ عبداللہ ان کے حقیقی بھائی ہیں) اور جہاں تک عمر کا تعلق ہے وہ میری آنکھوں کی مانند ہے جن سے میں دیکھتا ہوں اور جہاں تک زید کا تعلق ہے تو وہ میری زبان ہے جس سے میں بولتا ہوں، اور رہے حسین تو وہ نہایت صابر و بردبار ہیں، عاجزی و انکساری کے ساتھ زمین پر چلتے ہیں"۔ (منتہی الآمال ۲/۶۳، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ)

ابن الطقطقی "عمر بن علی زین العابدین" کے نسب کے ذیل میں فرماتے ہیں: "عمر الاشرف کے پانچ بیٹے ہوئے، بعض ان میں سے ایسے تھے جن کی کوئی اولاد نہ ہوئی، اور بعض صاحب اولاد تھے، وہ یہ ہیں: محمد، موسیٰ، جعفر، علی، علی الاصغر (محدث) محمد بن عمر الاشرف کی نسل صرف علی بن محمد بن عمر بن محمد تک چلی اور علی الاصغر کے تین بیٹے ہوئے:

قاسم، عمر الشجری، اور ابو محمد الحسن......" (الاصیلی ص ۲۷۷)

۶-عمر بن محمد بن عمر (شجری) ابن علی (الاصغر المحدث) ابن علی بن عمر (الاشرف)

ان کے نسب کا بیان اور تذکرہ عمر (الاشرف) اور عمر (الشجری) کے ذیل میں گذر چکا ہے، ان کی تفصیلات کے لئے انہی مصادر و مراجع کی طرف رجوع کیجئے۔

ابن عنبہ سے مروی ہے کہ "جہاں تک عمر الشجری ابن علی بن عمر الاشرف کا تعلق ہے تو ان کا ایک ہی بیٹا ہوا اور وہ ابو عبداللہ محمد ہیں، اور ابو عبداللہ محمد کے دو بیٹے ہوئے اور وہ عمر اور علی ہیں......" (عمدۃ الطالب ص ۲۸۲)

۷-عمر بن یحییٰ بن الحسین بن زید الشہید ابن علی بن الحسین بن علی بن أبی طالب

محمد الاعلمی الحائری نے "تراجم أعلام النساء" میں حسن بن عبیداللہ بن اسماعیل بن جعفر الطیار کی صاحبزادی کے نام کے ذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ (تراجم أعلام النساء ص ۳۵۹)

ابن عنبہ کہتے ہیں: "جہاں تک یحییٰ ابو الحسین ابن ذی الدمعۃ کا تعلق ہے اور انہی کی اولاد اہل بیت بھی ہیں اور تعداد میں بھی سب سے زیادہ۔ ان کے سات بیٹے ہوئے، ان میں سے تین کم اولاد والے ہیں اور وہ ہیں: قاسم، حسن الزاہد اور حمزہ، اور چار زیادہ اولاد والے ہیں اور وہ ہیں: محمد الاصغر الاقاسی، عیسیٰ، یحییٰ بن یحییٰ اور عمر بن یحییٰ"۔ (عمدۃ الطالب، ص ۲۴۴، ط۔ أنصاریان)

ابن الطقطقی کہتے ہیں: جہاں تک عمر بن یحیی کا تعلق ہے تو وہ رئیس وسردار ہیں، اوران کے تین بیٹے ہوئے......" (الاصیلی ص ۲۴۹)

۸- عمر (ابو علی) ابن یحیی بن الحسین (النقیب) ابن احمد (محدث وشاعر) ابن عمر بن یحییٰ بن الحسین بن زید (شہید) ابن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب:

یہ عمر بن یحییٰ (جن کا ذکر ہو چکا) کے پوتوں میں سے ہیں، ابن الطقطقی کہتے ہیں: "جہاں تک ابو علی عمر الرئیس بن الحسین النقیب کا تعلق ہے وہ امیر الحجاج ہیں اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے راستے درست کروائے، قرامطہ سے صلح کی، اور حجر اسود کو اپنی جگہ رکھوایا، تیرہ حج کیے، ہر شخص ان کے جنازہ میں شریک ہوا، ان کے تیرہ بیٹے ہوئے، ان میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے....." (الاصیلی، ص ۲۵۴)

ابن عنبہ نے بھی ابو علی عمر بن یحییٰ کے بارے میں اسی طرح کا کلام کیا ہے، دیکھیے: "عمدۃ الطالب ص ۲۵۴، ط۔ انصاریان)

۹- عمر بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن سالم بن ابی یعلی ابن ابی البرکات محمد ابن (ابو طاہر) عبداللہ ابن (ابو الفتح) محمد الاشتر (ابو الرجا) ابن عبید اللہ (الثالث) ابن علی بن عبید اللہ (الثانی) ابن علی (الصالح) ابن عبید اللہ (الاعرج) ابن الحسین (الاصغر) ابن علی (زین العابدین) رضی اللہ

ان کا تذکرہ ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" ص ۲۹۷، ط۔ انصاریان میں کیا ہے،

ان کے مکمل سلسلۂ نسب اور اولاد کے بارے میں حسین الاصغر بن علی (زین العابدین) کی اولاد کا تذکرہ پڑھیے۔

۱۰-عمر (ابوعلی) المختار النقیب بن مسلم (ابوالعلاء) ابن ابی علی محمد (الامیر) ابن محمد (الاشتر)

ان کا تذکرہ ابن الطقطقی نے حسین الاصغر کی اولاد کے ذیل میں کیا ہے۔ (الاصیلی ص ۲۹۶)

۱۱-عمر ابن الحسن (الافطس (چپٹی ناک والے) ابن علی (الاصغر) ابن علی (زین العابدین) ابن الحسین (شہید)

ان کا تذکرہ ابن عنبہ نے علی الاصغر کی اولاد کے ذیل میں کیا ہے۔ (عمدۃ الطالب ص ۳۱۵، ط۔ انصاریان۔ عنقریب ان کا ذکر آگے آرہا ہے۔)

۱۲-عمر بن علی بن عمر بن الحسن (الافطس، چپٹی ناک والے)

یہ عمر (ابن الحسن) کے پوتے ہیں:

ابن عنبہ کہتے ہیں: "جہاں تک عمر بن الحسن (الافطس) کا تعلق ہے "فخ" میں موجود تھے، ان کا صرف ایک لڑکا "علی" ہوا، اور پھر علی بن عمر کے پانچ لڑکے ہوئے اور وہ ہیں: ابراہیم، عمر، یہ آذربیجان میں تھے،...... اور رہے عمر بن علی بن الحسن (الافطس) تو ان کی اولاد میں حمزہ بن محمد ہیں......" ۔ عمدۃ الطالب، ص ۳۱۵، مطبوعہ: انصاریان) مزید دیکھیے: "نسب قریش" ص ۷۳)

ابن الطقطقی نے ذکر کیا ہے کہ ''حسن الافطس'' کے پانچ بیٹے ہوئے: علی، عمر، حسن، عبداللہ اور حسن المکفوف''۔ (الاصیلی ص۳۱۴-۳۱۵)

نوٹ:

ابن عنبہ کہتے ہیں: ''جہاں تک حسین بن الافطس کا تعلق ہے تو ان کی والدہ۔ جیسا کہ ابوالحسن العمری نے کہا ہے۔عمریہ ہیں اور وہ خالد بن ابوبکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی بیٹی ہیں''۔ (عمدۃ الطالب، ص۳۱۵، مطبوعہ: انصاریان) اور ''نسب قریش'' ص ۳۷ میں ہے: ''اور ان کی ماں جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہیں۔''

۱۳-عمر (منجورانی) ابن محمد بن عبداللہ بن محمد الأطرف (عمر الأطرف ابن علی بن أبی طالب کی اولاد سے ان کا تعلق ہے)

ان کا تذکرہ ابن عنبہ نے کیا ہے، فرماتے ہیں: ''اور جہاں تک عمر المنجورانی ابن محمد کا تعلق ہے، ان کی نسبت بلخ کے منجوران علاقہ کی طرف کی جاتی ہے.....علوی خاندان میں سب سے پہلے اس علاقہ میں یہی داخل ہوئے ہیں، ان کے چار بیٹے ہوئے .....''

(عمدۃ الطالب ص۳۳۵، مطبوعہ: انصاریان، اور ص۴۶۷، مطبوعہ: جل المعرفۃ)

۱۴-عمر بن جعفر (الملک الملتانی) ابن ابی عمر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر (الأطرف):

ان کا تذکرہ ابن الطقطقی نے ''الاصیلی'' ص ۳۳۳ میں عمر الأطرف ابن علی ابن

ابی طالب کی اولاد کے ذیل میں کیا ہے۔

۱۵- عمر بن موسیٰ (الکاظم) ابن جعفر (الصادق)

ابن الخشاب نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ "ان کے بیس سے زائد بیٹے تھے، جن میں عمر اور عقیل بھی ہیں اور اٹھارہ بیٹیاں تھیں"۔ (دیکھیے: "تواریخ النبی والآل، علامہ تستری، ص ۱۲۶، مزید دیکھیے: "کشف الغمہ" ۳/ ۹، مطبوعہ: دار الأضواء اور "بحار الأنوار" ۲۸۸/۴۸ ج ۵)

اربلی نے "کشف الغمہ" میں یوں بیان کیا ہے: "جہاں تک ان کی اولاد کا تعلق ہے تو یہ کہا گیا ہے کہ ان کے بیس بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہوئیں، ان کے بیٹوں کے نام یوں ہیں: علی الرضا، زید، ابراہیم، عقیل، ہارون، حسن، حسین، عبد اللہ، اسماعیل، عبید اللہ، عمر..... عمر کی جگہ محمد کا نام بھی آیا ہے۔" ("کشف الغمہ ۳/ ۹، مطبوعہ، دار الأضواء)

اس کے بعد اربلی نے یہی عبارت جنابذی کے حوالے سے دوبارہ نقل کی ہے اور عمر کا نام بھی ذکر کیا ہے اور ابوبکر کا بھی اضافہ کیا ہے۔

۱۶- عمر بن عبد اللہ بن محمد بن عمران بن علی بن أبی طالب

شیخ عباس القمی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ واقعہ "فخ" میں شریک نہ ہو سکے، کئی لڑکیاں اور پانچ بیٹے ان کے ہوئے، وہ ہیں: سلیمان، ابراہیم، محمد، عبد اللہ اور جعفر، ان کی بیٹیوں میں: فاطمۃ الکبریٰ - جو ام جعفر کے لقب سے مشہور ہیں- ہیں، ان سے عمر بن عبد اللہ بن محمد بن عمران بن علی بن ابی طالب نے شادی کی"۔ (منتہی الآمال ۱/ ۳۶۸، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ)

تی نے عمران بن علی بن ابی طالب ذکر کیا ہے، میرے خیال کے مطابق یہ ان سے سہو ہوا ہے، کیونکہ حضرت علی کا کوئی ایسا بیٹا نہیں ہے جس کا نام عمران ہو، میرا خیال ہے کہ ان کا نام عمر ہے نہ کہ عمران۔

۱۷۔ عمر بن محمد بن عمر (الاطرف) ابن علی بن أبي طالب

ابن عنبہ عمر (الاطرف) کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اور عمر کی وفات مقام ''ینبع'' میں ہوئی جب کہ وہ ستتر (۷۷) سال کے تھے...... ان کا ایک ہی لڑکا ہوا اور وہ ان کا بیٹا محمد ہے، محمد کے چار بیٹے ہوئے: عبداللہ، عبیداللہ، عمر۔ ان کی والدہ خدیجہ بنت زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام ہیں۔ اور چوتھے جعفر، ان کی والدہ ام ولد ہیں۔'' (عمدۃ الطالب ص ۳۴۱ مطبوعہ: جل المعرفۃ)

''عمر'' کے سلسلہ میں حسن اختتام:

یہ ہے اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابۂ کرام کے تعلق سے محبت والفت، خاص طور پر حضرت عمرؓ کے ساتھ، کوئی اولاد یا قبیلہ ایسا نہیں ہے جس میں عمر نام کا کوئی شخص نہ ہو، قارئین کرام! آپ نے میرے ساتھ ان تمام ناموں کو ملاحظہ فرمالیا جو بھی علمائے انساب۔ خاص طور پر ابن عنبہ نے ''عمدۃ الطالب'' میں اور ابن الطقطقی نے ''الأصیلي في انساب الطالبین'' میں ذکر کیا ہے، کیا اس کے بعد اہل بیت اور عمر بن الخطاب کے مابین محبت ومودت کے سلسلہ میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے۔

یہاں تک کہ کسی بھی زمانہ میں انہوں نے ان کے نام تک کو ترک نہیں کیا، حضرت

علی بن ابی طالبؓ سے سوال کیا گیا: جب کہ حضرت فاطمۃ الزہراء۔رضی اللہ عنہا۔کی وفات ہوئی اور انہوں نے دوسری شادی کی اور ان کا ایک بیٹا ہوا جس کا نام محمد (ابن الحنفیہ) رکھا، اس کے بعد دوسرا بیٹا ہوا تو لوگ مبارکباد دینے کے لئے آئے اور بیٹے کے نام کے بارے میں پوچھنے لگے، آپؓ نے جواب دیا: محمد کے بعد ابوبکر کے سوا اور کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا ہے، اس کے بعد تیسرا بیٹا ہوا تو اس کا نام عمر رکھا، پھر چوتھا بیٹا ہوا تو اس کا نام عثمان رکھا...... ان سے پوچھا گیا: اے علی! آپ نے اپنے چچا کو کیسے مؤخر کر دیا؟ (یعنی حضرت عباس کا نام پہلے کیوں نہیں رکھا؟) انہوں نے جواب دیا: جیسے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ان کو مؤخر کیا۔ اس کے بعد انہوں نے ام البنین کلابیہ کے بطن سے ہونے والے بیٹے کا نام عباس رکھا۔(۱)

جو بھی مہدی الرجائی کی کتاب "المعقبین فی أنساب الطالبین" کی فہرست کو بغور پڑھے گا تو وہ دیکھے گا کہ اس میں اٹھارہ مرتبہ "عمر" کا نام آیا ہے اور وہ سب کے سب

---

(۱) ابن عساکر نے محمد بن سلام کی ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے عیسیٰ بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب سے پوچھا: آپ کے دادا علی نے عمر نام کیسے رکھ دیا؟ انہوں نے کہا: میں نے اس کے بارے میں اپنے والد سے معلوم کیا تو انہوں نے مجھے اپنے والد کے حوالے سے اور انہوں نے عمر بن علی بن ابی طالب کے حوالے سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب کے خلیفہ بننے کے بعد میں پیدا ہوا، میرے والد حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا: اے امیر المومنین آج کی رات میرے ہاں ایک لڑکے کی پیدائش ہوئی ہے، حضرت عمر نے کہا: اس کو مجھے دے دیجئے، حضرت علی نے کہا: ٹھیک ہے، حضرت عمر نے کہا: میں نے اس کا نام عمر رکھا، اور اپنا غلام "موزق" اس کو دے دیا۔ (تاریخ دمشق ۲۰۳/۴۸)

خانوادۂ ابی طالب علویین میں سے ہیں، مندرجہ ذیل سطور میں ان کے نام کتاب میں موجود ترتیب کے اعتبار سے دیے جا رہے ہیں:

عمر بن احمد بن میمون ابن احمد بن حمزہ الحتّی، عمر بن جعفر الملتانی، عمر بن الحسن الافطس، عمر بن الحسین بن محمد الحائری، عمر بن شکر بن ناصر بن ابراہیم العراقی الزیدی، عمر بن عبداللہ بن احمد بن علی الحتّی، عمر الاشرف ابن علی زین العابدین علیہ السلام، عمر الاصغر ابن علی بن ابی طالب علیہ السلام، عمر بن علی بن عمر الاشرف، عمر بن محمد بن احمد بن الحسین بن محمد الکوفی الزیدی، عمر بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن سالم الاشتری العبیدلی، عمر المختار بن مسلم بن محمد بن محمد الاشتر العبیدلی، عمر بن هبۃ اللہ بن ناصر بن زید النقیب الزیدی عمر الرئیس بن یحییٰ بن الحسین ذی العبرۃ، عمر الرئیس بن یحییٰ بن الحسین النقیب الزیدی، عمر بن ابی المقدام۔

☆ حضرت عثمان بن عفان -رضی اللہ عنہ- اور ان کے ہمنام لوگوں کا تذکرہ

آپ خلیفۂ ثالث، ذی النورین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں- حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم- (رضی اللہ عنہما) کے شوہر اور شہید الدار ہیں۔

آپ کا نسب

عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب عبد مناف کے ساتھ جا ملتا ہے۔

آپ کی والدہ

اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب۔ آپ کا نسب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف کے ساتھ جا ملتا ہے۔

آپ کی والدہ (یعنی حضرت عثمان بن عفان کی دادی) ام حکیم (البیضاء) بنت عبد المطلب - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی - ہیں۔ یہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ دونوں تو اَم یعنی جڑواں ہیں۔(۱)

---

(۱) اگرچہ حضرت عثمان بن عفان - رضی اللہ عنہ - کا یہ نسب اظہر من الشمس ہے لیکن ان پر بھی نسب کے سلسلہ میں طعن کیا گیا ہے، دیکھئے: ابن الکلبی کی ''مثالب العرب'' تحقیق: نجاح الطائی، اسی کتاب سے بعد کے ایسے لوگوں نے نقل کیا ہے جن کو نسب کے بارے میں کوئی واقفیت نہیں ہے، مزید دیکھئے: ''الزام النواصب'' تحقیق: عبد الرضا نجفی، ص ۱۹۵ مطبوعہ: ۱۳۲۰ھ اور ''الصراط المستقیم إلی مستحقی التقدیم'' ۳/ ۳۰، ان کتابوں میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس نسب کے بارے میں طعن کیا گیا ہے۔

حضرت عثمان کے ہم نام لوگوں کا تذکرہ

۱- عثمان بن علی بن ابی طالب

آپ حضرت حسین کے ساتھ کربلاء میں شہید ہوئے، آپ کی والدہ ام البنین بنت حزام الوحیدیہ الکلابیہ ہیں، بہت سے علمائے انساب اور مؤرخین نے اس کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً: شیخ مفید نے "الارشاد" ص ۱۸۶-۲۴۸، میں، محمد رضا الحکیمی نے "أعیان النساء" ص ۵۱ میں، یعقوبی نے اپنی "تاریخ" میں اولاد علی کے ذیل میں، شیخ عباس القمی نے "منتھی الآمال" ۱/۲۷۴، میں تستری نے "تواریخ النبی والآل" امیر المؤمنین کی اولاد کے ذیل میں (مطبوعہ: دار الشراقہ)

ابن الطقطقی "الاصیلی" ص ۵۷، میں فرماتے ہیں: "عثمان ام البنین کے صاحبزادے، یوم الطف کے شہید" اسی طرح "مصعب الزبیری" نے "نسب قریش" ص ۴۳ مطبوعہ: دار المعارف میں تذکرہ کیا ہے۔

بلاذری "أنساب الأشراف" ۲/۱۹۲ میں فرماتے ہیں: "عثمان، جعفر الاکبر اور عبد اللہ کی پیدائش ہوئی اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ شہید ہوئے ......" (أنساب الاشراف: تحقیق: محمد باقر المحمودی، مطبوعہ: موسسۃ الاعلمی ۲/۱۹۲)

اسی طرح دیکھئے: "تاریخ الطبری" ۳/۱۲۶، تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۳۴، "الکامل فی التاریخ" ابن اثیر ۳/۳۴۳، البدایہ والنھایہ ۷/۳۲۳۔

= حضرت عثمان بن عفان - رضی اللہ عنہ - کے نسب اور آپ کے تعارف کے بارے میں دیکھئے: تلمسانی کی "الجوهرة في نسب النبي صلى الله عليه وسلم والعشرة" مطبوعہ مرکز زاید للتراث ۲/۱۷۷، اور "الإصابة" مطبوعہ: بیت الأفكار الدولية" ص ۸۹۰، ۶۸۴۴، "أسد الغابة" ۳/۵۸۴)

اہم نوٹ

ممکن ہے کہ حضرت علی کے عثمان کے نام کے دو بیٹے ہوں: عثمان الاکبر، جن کا تذکرہ گذر چکا، اور عثمان الاصغر، جیسے کہ عمر الاکبر (جو الاطرف) ہیں اور عمر الاصغر بھی پائے جاتے ہیں۔

اس کا تذکرہ مسعودی نے "مروج الذھب" ۲/۲۱۳ نے کیا ہے، اسی طرح علامہ تستری نے "تواریخ النبی والآل" ص ۱۱۸، مطبوعہ: دار الشرافۃ میں نقل کیا ہے۔

۲- عثمان بن عقیل بن ابی طالب:

بلاذری نے "أنساب الأشراف" ص ۷۰ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: "عقیل کے مسلم.....اور عثمان بیٹے ہوئے"۔

ابن حزم کہتے ہیں: "یہ عقیل بن ابی طالب کے بیٹے ہیں اور وہ یہ ہیں: عبد اللہ، عبد الرحمن، یہ دونوں حضرت حسین کے ساتھ شہید ہوئے، مسلم- جو کوفہ میں شہید ہوئے- علی، حمزہ، جعفر، سعید، ابو سعید، عیسیٰ، عثمان اور یزید، یہی ان کی کنیت تھی"۔ (جمہرۃ أنساب العرب ص ۶۹)

☆ طلحہ بن عبید اللہ۔رضی اللہ عنہ۔اور ان کے ہم نام لوگ

آپ کا نسب:

طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب ''مرۃ'' کے ساتھ جا ملتا ہے، اور حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ کعب بن سعد بن تیم کے ساتھ جا ملتا ہے۔

آپ کی والدہ

صحابی جلیل، مستجاب الدعوۃ علاء بن الحضرمی (۱) کی بہن، صعبہ بنت عبد اللہ عماد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عویف الحضرمی (۲)

---

(۱) حضرت علاء بن الحضرمی: آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا گورنر مقرر فرمایا، اس کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے ان کو اس منصب پر برقرار رکھا، آپ لشکر کے ساتھ سمندر میں اترے، ان کا قصہ مشہور ہے، آپ مستجاب الدعوات تھے اور فضلائے صحابہ میں سے تھے۔
کیا جس شخص کا نسب ایسا ہو اس کے بارے میں طعن کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے!! حضرت طلحہ کے نسب کے بارے میں بہت سے گمراہ اور خواہش نفس کی پیروی کرنے والوں نے طعن کیا ہے، ابن الکلبی اور اس کی کتاب ''مثالب العرب'' سے اس قسم کے اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

(۲) علامہ ابن حجر حضرت علاء بن الحضرمی کا تعارف کرواتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: '' آپ کا نام عبد اللہ بن عباد بن اکبر بن ربیعہ بن مالک بن عویف تھا''۔ ص ۹۲۸، ۶۳۹۲، مزید دیکھئے: المواھب اللطیفہ ص ۱۲۹، نسب قریش ص ۲۸۰، اس میں ہے: آپ کی والدہ صعبہ بنت الحضرمی ہیں، اور آپ عبد اللہ بن عماد ہیں۔

طلحہ کے ہمنام لوگوں کا تذکرہ

۱۔ طلحہ بن حسن بن علی بن ابی طالب

آپ کا تذکرہ متعدد علمائے انساب اور مورخین نے کیا ہے، مثلاً: یعقوبی نے اپنی تاریخ میں اولاد حسن کے ذیل میں، ص ۲۲۸، تستری نے ''تواریخ النبی والآل'' ص ۱۴۰، مطبوعہ: دار الشرافہ میں، فرماتے ہیں: ''اور حسین الاثرم، طلحہ، فاطمہ، ام اسحاق کے بطن سے پیدا ہوئے''۔

ابن قتیبہ ''المعارف'' ص ۲۱۲، میں فرماتے ہیں: ''حسن کی اولاد میں: حسن۔ ان کی ماں خولہ بنت منظور بن زبان الفزاریہ ہیں۔ زید، ابو الحسن۔ ان دونوں کی ماں ام عقبہ بن مسعود امیدری ہے۔ عمر۔ ان کی ماں ثقفیہ ہیں۔ حسین الاثرم۔ ام ولد کے بطن سے۔ طلحہ۔ ان کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں.....''۔

اسی طرح ان کا تذکرہ ''نسب قریش'' ص ۵۰ میں بھی کیا گیا ہے، عنقریب اس کو نقل کیا جائے گا۔

مصعب الزبیری کہتے ہیں: ''طلحہ بن الحسن درج ہیں (یعنی بچپن میں ہی ان کا انتقال ہوگیا) ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ہیں، اور ان کی اخیافی بہن فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب اور آمنہ بنت عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق ہیں۔'' (نسب قریش ص ۵۰)

واللہ اسی طرح صحابہ اور اہل بیت کے مابین نسب، رشتہ داریاں اور تعلقات ہیں۔

طلحہ کے نام کے بارے میں ایک اہم بات

طلحہ بن عبید اللہ تیمی چار اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سالف (۱) ہیں، حضرت طلحہ نے چار ایسی خواتین سے نکاح کیا جن میں سے ہر ایک کی بہن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھی؛ آپ نے حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق سے شادی کی جو حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق کی بہن ہیں، حمنہ بنت جحش سے شادی کی جو سیدہ زینب بنت جحش کی بہن تھی، فارعہ بنت ابی سفیان سے شادی کی جو ام حبیبہ بنت ابی سفیان کی بہن ہیں، اور رقیہ بنت ابی امیہ سے شادی کی جو سیدہ ام سلمہ (ہند) بنت ابی امیہ کی بہن ہیں، رضوان اللہ علیہن جمیعا۔

۲-طلحہ بن حسن (المثلث) ابن الحسن (المثنیٰ) بن الحسن (السبط) بن علی بن ابی طالب:

ابن الطقطقی کہتے ہیں: ''اور حسن المثلث کے پانچ بیٹے ہیں: محمد، عبد اللہ، عباس، طلحہ اور علی''۔ (الاصیلی ص ۱۴۲)

---

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلف وہ شخص کہلاتا ہے جس کی بیوی امہات المومنین میں سے کسی کی بہن ہو۔

☆ حضرت معاویہ بن ابی سفیان -رضی اللہ عنہ- اور ان کے ہم نام لوگوں کا تذکرہ:

آپ کا نسب

معاویہ بن ابی سفیان (صخر) بن حرب بن أمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب جد ثالث، عبد مناف سے جا کر ملتا ہے، اسی طرح علی بن ابی طالب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی سے بھی جد ثالث، عبد مناف سے جا ملتا ہے۔

آپ کی والدہ

ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب، آپ کا نسب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف سے جا ملتا ہے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قعدد النسب میں آتی ہیں، کیونکہ ان کے درمیان اور عبد مناف کے درمیان تین اجداد ہیں، اور اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں بھی ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب یوں ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف اور حضرت ہند کا نسب ہے: ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

حضرت ہند کی سوتیلی مائیں

☆ صفیہ بنت أمیہ بن حارثہ بن الأوقص السلمیہ

☆ آمنہ بنت نوفل بن عبد مناف، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا نسب عبد

مناف سے جاملتا ہے۔

☆ قلابہ بنت جابر بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی، آپ کا نسب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لؤی سے جاملتا ہے۔

☆ تماضر بنت الحارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی، ان کا نسب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لؤی سے جاملتا ہے۔

☆ العصماء بنت سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب کعب سے جاکر ملتا ہے۔

☆ عائشہ بنت عبد العزیٰ بن قصی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب قصی کے ساتھ جاملتا ہے۔

☆ ام حظیا: آپ کا نام ہے، ریطہ بنت کعب بن سعد بن تیم بن مرہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب مرہ سے جاملتا ہے۔

☆ قیلہ بنت حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب کعب کے ساتھ جاملتا ہے۔

معاویہ بن ابی سفیان اور آپ کی والدہ ہند بنت عتبہ کے نسب کے بارے میں ہم یہ تفصیلات جمع کر سکے، آپ کی والدہ جلیل القدر صحابیہ ہیں، آپ نے بیعت کی اور مخلصانہ اسلام قبول کیا، زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں ادوار میں اہم مقام ومرتبہ کی حامل تھیں۔

قارئین کرام نے آپ (ہند) کا اور آپ کی ماؤں کا نسب ملاحظہ فرمایا، یہ خصوصیت ہند بنت عتبہ کے علاوہ اور کسی صحابیہ کو حاصل نہیں ہے، کیا اس نسب کے بعد بھی

حضرت ہند اور ان کے نسب کے بارے میں کلام ہو سکتا ہے؟!!(۱)

حضرت معاویہ کے ہم نام لوگوں کا تذکرہ

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

یہ عبداللہ کے بیٹوں میں سے ایک ہیں، ان کے والد نے ان کا نام معاویہ بن ابی سفیان کے نام پر رکھا، ان معاویہ کی بھی اولاد ہوئی، (دیکھئے: ''انساب الاشراف'' ص ۱۸-۲۰، ''عمدۃ الطالب'' ص، ۳۷، مطبوعہ: انصاریان)

ابن عنبہ ''عمدۃ الطالب'' میں فرماتے ہیں: ''ہمارے شیخ ابوالحسن عمری فرماتے ہیں، عبداللہ کا انتقال عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں ہوا، آپ کی عمر نوے برس کی تھی، عبداللہ کے بیس بیٹے ہوئے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوبیس ہوئے، ان میں معاویہ بن عبد اللہ ہیں، جو اپنے والد کے وصی تھے، ان کو معاویہ کے نام سے اس لئے موسوم کیا کیونکہ معاویہ بن ابی سفیان نے ان سے ان کا مطالبہ کیا تھا اور انہوں نے ان پر ایک لاکھ درہم خرچ کئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دس لاکھ درہم خرچ کئے......

معاویہ کی اولاد میں محمد، یزید، علی، صالح تھے.....'' (عمدۃ الطالب ص ۳۷-۳۸، مطبوعہ: انصاریان)

مصعب زبیری کہتے ہیں: ''عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں علی، معاویہ، اسحاق، اسماعیل تھے، یہ سب عبداللہ بن جعفر کے بیٹے تھے.....'' (نسب قریش، ص ۸۳، مطبوعہ:

---

(۱) علم الانساب کے بارے میں ناواقف اور بے خبر لوگوں نے یہ بہتان تراشا ہے کہ ہند بنت عتبہ (نعوذ باللہ) زمانہ جاہلیت میں غلط قسم کی عورت تھیں اور...... جس کو لکھتے ہوئے قلم بھی ابا کرتا ہے، دیکھئے ''الزام الناصب'' ص ۱۲۶، ''مثالب العرب'' ابن الکلبی، اور ''ربیع الابرار'' ۲/۱۲۱-۱۲۲۔

دار المعارف)

ابن حزم، جعفر بن ابی طالب کی اولاد کے بارے میں تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''یہ جعفر بن ابی طالب کے بیٹے ہیں: عبد اللہ، محمد، عون۔ ان کی ماں اسماء بنت عمیس ہیں۔ اور عبد اللہ بن جعفر کے بیٹے یہ ہیں: علی، معاویہ، اسماعیل، اسحاق، محمد، عون الاکبر، عون الاصغر، حسین، جعفر، عباس، ابوبکر، عبید اللہ، یحییٰ، صالح، موسیٰ، ہارون اور یزید...... پھر معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بیٹے ...... صالح بن معاویہ اور یزید بن معاویہ ہوئے ...... اور پھر یزید بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بیٹے خالد بن یزید ہوئے......''۔ (جمہرۃ انساب العرب، ص ۶۹)

اُم المومنین عائشہ (صدیقہ) بنت ابی بکر صدیق - رضی اللہ عنہا -

آپؓ کا نسب

حضرت عائشہ بنت ابی بکر (عبد اللہ) بن ابی قحافہ (عثمان) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی (۱)

---

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق، پاک طینت، عفت مآب، سات آسمانوں کے اوپر سے جن کی براءت کا اعلان ہوا، اور اس قرآن کو منبر ومحراب پر تا قیام قیامت پڑھا جاتا رہے گا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی بہت سے الزامات کا نشانہ بننا پڑا حالانکہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وآبرو اور دنیا وآخرت میں آپ کی زوجہ مطہرہ ہیں، آپ کے فضائل ومناقب اتنے ہیں کہ یہاں پر ان کا استیعاب ناممکن ہے، آپ نے تقریبا (۲۲۱۰) احادیث نبویہ بیان کی ہیں، جن میں سے (۱۷۴) پر امام بخاری ومسلم کا اتفاق ہے جب کہ وہ روایات جو صرف امام بخاری نے نقل کی ہیں ان کی تعداد (۵۴) اور صرف امام مسلم نے (۹) احادیث بیان کی ہیں، امام احمد نے اپنی مسند میں آپ کی (۲۳۰۹) احادیث (۲۴۰۶۵) سے (۲۶۳۷۴) تک بیان کی ہیں، امام ابن تیمیہؒ سے جب حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ - رضوان اللہ علیھما - کے مابین افضلیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اپنی (جلالت قدر وشان) کے باوجود صرف دونوں کے فضائل بیان کئے اور پھر توقف اختیار کیا حالانکہ حضرت خدیجہؓ کی جلالت شان اور ان کے ساتھ محبت رسول معروف ہے، لیکن علامہ ابن تیمیہؒ کا توقف اختیار کرنا حضرت عائشہ صدیقہ کی جلالت شان کی دلیل ہے، ان کے فضل وکمال کے لئے یہ کافی ہے کہ ان کا اجر وثواب قیامت تک جاری رہے گا، چاہے ان کے بارے میں زبان طعن وتشنیع دراز کرنے والے کیا کچھ کہتے رہیں۔ اللہ ہمیں اپنی امان میں رکھے، قلم بھی ان چیزوں کو لکھنے سے قاصر ہے جن کو حبیب مصطفیٰ کی محبوب ترین زوجہ مطہرہ کے بارے میں کہا گیا ہے، کتاب ''الشہاب الثاقب'' ص ۲۷۶ میں اس طرح کی لغو باتیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کا نسب مرۃ سے جا ملتا ہے اور مرۃ رسول اکرم ﷺ کے جدِ سادس ہیں۔

آپ کی والدہ

اُم رومان بنت عامر الکنانیہ ہیں، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام "زینب" یا "دعد" ہے آپؓ بھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تمام گھر والے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضرت عائشہ کے ہمنام لوگوں کا تذکرہ

۱-عائشہ بنت جعفر الصادق

عمر کحالہ کہتے ہیں: عائشہ بنت جعفر الصادق، عبادت وصلاح کی پروردہ خاتون ہیں: سن ۱۴۵ھ میں ان کی وفات ہوئی اور قرافہ مصر میں آپ کی تدفین ہوئی (اعلام النساء، ص ۳۲۱ مطبوعہ: موسسۃ الرسالۃ)۔ عمر کحالہ نے ان کا تعارف مندرجہ ذیل مصادر سے نقل کیا ہے:

"لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" علامہ شعرانی (مخطوط)
"نور الابصار فی مناقب آل البیت المختار" شبلنجی۔

۲-عائشہ بنت موسیٰ (الکاظم) ابن جعفر (الصادق)

آپ موسیٰ الکاظم کی صاحبزادیوں میں سے ہیں، علمائے انساب اور مورخین کی ایک بڑی تعداد نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

دیکھئے: شیخ مفید کی "الارشاد" ص ۳۰۲، فرماتے ہیں: ان کی اولاد اور ان سے متعلق واقعات کا تذکرہ کے سلسلہ میں باب ...... اور ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کے سینتیس

لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں، جن میں یہ لوگ ہیں:

۱۔ ...۲۔ ......۳۳۔ عائشہ......'' (الارشاد، ص ۳۰۲) ابن عنبہ ''عمدۃ الطالب''

(ص ۱۷۷، مطبوعہ: انصاریان، ص ۲۲۴، مطبوعہ: منشورات دار الحیاۃ) میں فرماتے ہیں:

''ان کی بیٹیوں کے نام یہ ہیں: ام عبد اللہ، قسیمہ، لبابہ، ام جعفر، آمنہ، کلثم، بریہہ، ام القاسم، محمودہ، امینہ الکبریٰ، علیہ، زینب، رقیہ، حسنہ، عائشہ، ام سلمہ، اسماء، ام فروہ، آمنہ (منقول ہے کہ ان کی ایران کی وادی کی قبر مصر میں ہے) حلیمہ، رملہ، میمونہ، امینہ الصغریٰ، عباسہ......''

عمدۃ الطالب ص ۱۷۷-۱۷۸، بحوالہ: المجدی، ابن الحسن العمری، مطبوعہ: انصاریان، اور ص: ۲۲۷، مطبوعہ: جبل المعرفۃ)

تعجب ہوتا ہے کہ شیخ عباس القمی نے ''منتہی الآمال'' میں عائشہ کا نام موسیٰ الکاظم کی بیٹیوں میں ذکر ہے، لیکن محقق مترجم کے لئے یہ بات ناقابل فہم ہے، انہوں نے حاشیہ میں بغیر کسی تعلیق اور بیان کے ان کا نام ''عباسہ'' لکھا ہے لیکن کس دلیل کی بنیاد پر انہوں نے ایسا کیا یہ سمجھ میں نہیں آتا ہے؟ حالانکہ موسیٰ الکاظم کی بیٹیوں میں ''عباسہ'' کا ذکر کیا گیا ہے، تو گویا وہ دو ہیں (یعنی ایک عائشہ اور ایک عباسہ) لیکن یہ حقیقت ہے کہ عباسہ کا نام معروف نہیں ہے بلکہ اہل بیت میں سے یہ نام کسی کا نہیں ملتا ہے؟ (دیکھئے: منتہی الآمال ۲/۲۹۴، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ)

''انوار النعمانیہ ۱/۳۸۰ میں ہے: ''اور جہاں تک ان کی اولاد کی تعداد کا تعلق ہے تو وہ سینتیس ہیں جن میں لڑکے اور لڑکیاں سب شامل ہیں وہ یہ ہیں: امام علی الرضا...... اور ......عائشہ''۔

لہٰذا ایسا اس نام کے ساتھ اہل بیت کی محبت کی ایک واضح دلیل ہے، یہاں تک کہ

موسیٰ الکاظم نے بھی عائشہ کا نام رکھا۔ اگرچہ موسیٰ الکاظم کی اولاد کی تعداد کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس میں کسی طرح کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان کی ایک بیٹی کا نام ''عائشہ'' ہے

ابونصر بخاری فرماتے ہیں: ''موسیٰ کے اٹھارہ بیٹے اور بائیس بیٹیاں ہوئیں، (سر السلسلۃ العلویہ، ص ۵۳)

علامہ تستری نے ان کی بیٹیوں کے نام یوں بیان کئے ہیں: ''فاطمۃ الکبریٰ، فاطمۃ الصغریٰ، رقیہ، رقیۃ الصغریٰ، حکیمہ، ام کلثوم، ام سلمۃ، ام جعفر، لبابہ، علیۃ، آمنہ، حسنۃ، بریہہ، عائشہ، زینب، خدیجہ'' (تواریخ النبی والآل، ص ۱۲۵-۱۲۶)

۳- عائشہ بنت جعفر بن موسیٰ (کاظم) ابن جعفر (الصادق)

ابومحمد الحسن العمری ''المجدی'' میں فرماتے ہیں: جعفر بن موسیٰ (الکاظم) ابن جعفر الصادق (ان کو الخواری کہا جاتا ہے اور یہ ام ولد کے بطن سے پیدا ہوئے) کی آٹھ بیٹیاں تھیں اور وہ یہ ہیں: حسنۃ، عباسہ، عائشہ، فاطمۃ الکبریٰ، فاطمہ، اسماء، زینب، ام جعفر......'' (عمدۃ الطالب ص ۲۳، مطبوعہ: منشورات دار الحیاۃ، ص ۱۹۹، مطبوعہ: انصاریان، بحوالہ: العمری کی المجدی'')

۴- عائشہ بنت علی (الرضا) ابن موسیٰ (الکاظم)

ان کا تذکرہ ابن الخشاب نے اپنی کتاب ''موالید اھل البیت'' میں کیا ہے، فرماتے ہیں: ''علی الرضا کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی اور ایک بیٹی ہوئی، وہ یہ ہیں: محمد القانع، حسن، جعفر، ابراہیم، حسین، اور بیٹی کا نام عائشہ ہے، (تواریخ النبی والآل ص ۱۲۸، مطبوعہ:

دار الشرافۃ) یہی قول بہت سے علماء نے بیان کیا ہے، مزید دیکھئے: ''کشف الغمۃ'' ۲/۲۶۷-۲۸۴، بحار الانوار ''۴۹/۲۲۱'' ج ۱۱ ص ۲۲۲۔

۵-عائشہ بنت علی (الہادی) ابن محمد (الجواد) ابن علی (الرضا)

انکا تذکرہ شیخ مفید نے ''الارشاد'' میں کیا ہے، فرماتے ہیں: ''ابو محمد الحسن کی اولاد میں ان کے بیٹے ان کے جانشین ہوئے، وہی ان کے بعد امامت کے منصب پر فائز ہوئے، ان کے علاوہ حسین، محمد، جعفر، اور عائشہ ان کی اولاد میں ہیں''۔
(الارشاد، ص ۳۳۴)

۶۔ عائشہ بنت محمد بن الحسن بن جعفر بن الحسن (المثنی) ابو الحسن (السبط) ابن علی بن ابی طالب:

ان کا تذکرہ شیخ عباس القمی نے کیا ہے، حسن، بن جعفر کے احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جہاں تک حسن بن جعفر کا تعلق ہے تو یہی ''فخ'' کے واقعہ میں شریک نہ ہو سکے، انکی کئی بیٹیاں اور پانچ لڑکے ہوئے وہ ہیں: سلیمان، ابراہیم، محمد، عبداللہ، جعفر ...... سلیمان اور ابراہیم اپنے والد ہی کی حیات میں اس دنیا سے چل بسے، اور محمد ''سلیق'' کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کی والدہ ملیکہ بنت الحسن بن داود بن الحسن المثنی ہیں، ایک بیٹی اور دو بیٹے ان کے وارث ہوئے، وہ ہیں عائشہ، محمد، علی''۔
(منتہی الآمال ۱/۳۲۸، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام کے بارے میں بہترین تتمہ:

شاید قارئین کرام کے ذہن میں یہ بات آئے کہ عائشہ نام رکھنے سے کیا

استدلال کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عائشہ نام رکھ کر عائشہ بنت صدیق کے علاوہ اور کسی کا نام ذہن میں ہو اور اسی کے نام سے موسوم کیا ہو، کیونکہ عائشہ نام کی اور بھی خواتین پائی گئی ہیں، جیسے کہ علی بن ابی طالب کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو عثمان کے نام سے موسوم کیا، اور عثمان بن مظعون کے نام پر نام رکھا حالانکہ تاریخ دمشق میں عمر بن علی کے تعارف میں منقول ہے کہ انہوں نے ان کا نام عثمان بن عفان کے نام پر رکھا

اس اشکال کا جواب نہایت ہی آسان ہے، میں نے تمام کتب تراجم وتاریخ کو دیکھا، تحقیق کی کہ صحابیات میں عائشہ کے نام سے اور کون کون سی خواتین پائی جاتی ہیں، تو سوائے صدیقہ بنت صدیق کے اور مجھے کوئی خاتون اس نام کی نہیں مل سکی، لہذا بتائے کہ عائشہ صدیقہ کے علاوہ اور کون مراد ہو سکتی ہیں؟!

تراجم صحابہ کے بارے میں مندرجہ ذیل تین اہم ترین کتابوں میں آپ بذات خود دیکھ سکتے ہیں:

"الطبقات الکبریٰ" ابن سعد، "اسد الغابۃ" ابن اثیر، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی۔ ابن سعد (متوفی ۲۳۰ھ) نے ۵۷۲ خواتین صحابیات کا تعارف کرایا ہے، اور یہ تعداد نبی اکرم ﷺ کی قرابت دار خواتین، ازواج مطہرات اور ان صحابیات کے علاوہ ہے جنہوں نے اپنے آپ کو رسول ﷺ کے لئے ہبہ کیا تھا۔

صحابیات کی اتنی بڑی تعداد میں عائشہ نام کی صرف چھ خواتین ہیں اور یہ چھ بھی سب کی سب صحابیات نہیں ہیں بلکہ ان میں تابعات بھی ہیں، اگر چہ ان کے بارے میں علماء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے، عائشہ نام کی خواتین یہ ہیں:

۱۔ عائشہ بنت جزء: بنو ظفر یعنی کعب بن الخزرج سے ان کا تعلق ہے (۸/۳۱۵)

۲۔ عائشہ بنت عمیر: قبیلہ خزرج کی سلمہ شاخ سے ان کا تعلق ہے (۸/۳۲۵)

۳۔ عائشہ بنت طلحہ: انہوں نے ازواج مطہرات سے روایات بیان کی ہیں، یہ بالاتفاق تابعیہ ہیں۔ (۱۵/۸)

۴۔ عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص: انہوں نے ازواج مطہرات سے روایات بیان کی ہیں، ان کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، ابن حجر عسقلانی کا رجحان یہ ہے کہ یہ صحابیہ ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص کی دو بیٹیاں ہیں: عائشہ کبریٰ اور عائشہ صغریٰ، صغریٰ تابعیہ ہیں اور کبریٰ صحابیہ ہیں، طبقات ابن سعد، ۳۶۵/۸؛ مزید دیکھئے: الاصابہ (۷۰۲) ۳۴۸/۴، مطبوعہ: مکتبہ مصر)

۵۔ عائشہ بنت قدامہ: یہ بھی ازواج مطہرات سے روایت کرتی ہیں، یہ صحابیہ ہیں، (طبقات ابن سعد ۳۶۵/۸، الاصابہ (۷۱۱) ۳۸۱/۴)

۶۔ عائشہ بنت جحر: یہ بھی ازواج مطہرات سے روایت کرتی ہیں، (طبقات ابن سعد ۴۷۳/۸) علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان کا تذکرہ نہیں کیا ہے، شاید وہ ان کو تابعیہ سمجھتے ہیں۔

کیا ان تمام میں حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق سے زیادہ کوئی اور مشہور ومعروف خاتون ہے؟

جہاں تک ابن حجر عسقلانی کا تعلق ہے تو انہوں نے عائشہ نام کی نو (۹) خواتین کا تذکرہ کیا ہے، جن میں پہلے نمبر پر حضرت عائشہ صدیقہ کا تذکرہ ہے اور ابن سعد کی طرح عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص، عائشہ بنت قدامہ کا بھی تذکرہ کیا ہے، لیکن انہوں نے مزید ان خواتین کا تذکرہ کیا ہے:

عائشہ بنت ابی سفیان بن الحارث بن زید الانصاریہ،

عائشہ بنت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس، عائشہ بنت عبد الرحمن بن عتیک النضریہ، عائشہ بنت عمیر بن الحارث بن ثعلبہ الانصاریہ، عائشہ بنت معاویہ بن المغیرہ بن ابی

العاص بن امیہ۔

قارئین کرام اگر بذات خود تحقیق کریں تو حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق سے زیادہ مشہور و معروف اور کوئی عائشہ نام کی خاتون نہیں مل سکتی ہے، اگر یہ کتاب صرف ناموں اور رشتہ داریوں کے بیان پر مشتمل نہ ہوتی تو یہاں پر حضرت عائشہؓ کے فضائل اور اہل بیت سے ان کی محبت کے واقعات کو تفصیل سے بیان کیا جاتا جو کہ ناقابل شمار ہیں، رضوان اللہ علیہم، البتہ اس موقعہ پر میں بحث و تحقیق کا کام کرنے والوں کو اس طرف متوجہ کروں گا کہ وہ اس موضوع پر کام کریں، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی سیرت (۱) پر متعدد کتابیں تصنیف کی گئی ہیں لیکن اہل بیت کے فضائل کے بارے میں حضرت عائشہ کی مرویات (۲) (بیان کردہ روایات) کا موضوع مزید کام کا متقاضی ہے۔

---

(۱) یہاں یہ اشارہ کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ علامہ سید سلیمان ندوی کی تصنیف کردہ "سیرت عائشہؓ" حضرت عائشہ کی سیرت پر لکھی ہوئی کتابوں میں سب سے زیادہ اہم اور مکمل کتاب ہے، میں نے اس موضوع پر دیگر کتابیں بھی پڑھی ہیں لیکن یہ کتاب اس موضوع پر اپنی مثال آپ ہے، اسی طرح اس کے علاوہ دو کتابیں ہیں وہ بھی اہمیت کی حامل ہیں:

۱- ڈاکٹر عبدالقادر محمد عطا صوفی کی کتاب "دفع الکذب المبین" مطبوعہ: مکتبۃ الغرباء الاثریہ۔

۲- شیخ عرفان حسونۃ الدمشقی کی کتاب "نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲) حضرت عائشہ کی بیان کردہ روایات کی تعداد کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے کہ علامہ ابن حزم اور علامہ ابن الجوزی کے نزدیک ان کی مرویات کی تعداد (۲۲۱۰) ہے اور یہی صحیح قول ہے، میری نظر سے ایک مخطوطہ گذرا جس میں تمام صحابہ کی الگ الگ مرویات بیان کی گئی ہیں، اس کا نمبر ۲۰۰ م ک ل ہے، مکتبہ جمعہ الماجد لحفظ مخطوطات کویت یونیورسٹی میں یہ موجود ہے: اور یہ مکتبۃ الاسد الوطنیہ دمشق سے حاصل کیا گیا ہے، اس میں حضرت عائشہ کی مرویات کی تعداد (۲۰۵۵) بیان کی گئی ہے، یہ گذشتہ قول کے برخلاف ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اہل کساء کے مابین تعلق و محبت

یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اہل کساء(۱) کے مابین محبت و الفت کی سب سے اہم دلیل ہے کہ وہ احادیث جو اہل کساء(جو اہل بیت میں سب سے افضل اور اہم ہیں) کے بارے میں منقول ہیں، حضرت عائشہ ہی ان روایات کو روایت کرنے والی ہیں، آپؓ نے اس موقع کا اپنی نگاہوں سے مشاہدہ کیا ہے اور پوری امانت اور باریک بینی کے ساتھ اس کو بیان بھی کیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے حدیث کساء سے استدلال کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس مخصوص خصوصیت کی وجہ سے یہ اہل بیت سب سے زیادہ افضل ہیں۔

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ - رضی اللہ عنہا - سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کالے بالوں سے منقش چادر زیب تن فرمائے ہوئے تھے، اس کے بعد حضرت حسن بن علی آئے تو ان کو اس چادر میں داخل کیا، پھر حضرت حسین آئے، وہ بھی ان کے ساتھ شامل

---

(۱) حدیث الکساء حضرت ام سلمہ کے واسطہ سے امام ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے نقل کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں: میرے گھر میں " إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا " کا نزول ہوا، اس وقت گھر میں حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن، اور حسین موجود تھے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو ایک چادر کے پیچھے رکھا جو آپ اوڑھے ہوئے تھے اور فرمایا: یہ اہل بیت ہیں اے اللہ ان کو پاک و صاف فرما، یہ حدیث حضرت ام سلمہ سے بہت سے طرق سے منقول ہے، اسی طرح حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت انسؓ کے واسطے سے بھی منقول ہے، البتہ سب سے صحیح ترین حدیث حضرت عائشہ کے واسطے سے صحیح مسلم میں ہے۔

ہو گئے، پھر حضرت فاطمہ آئیں تو ان کو بھی ان کے ساتھ داخل کیا، پھر حضرت علی آئے ان کو بھی شامل فرمایا، اس کے بعد آپ نے فرمایا: " إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھرکم تطھیرا " (الاحزاب: ۳۳)

اہل کساء کی فضیلت کے بارے میں یہ نص صریح ہے، اس کو حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق نے روایت کیا ہے، حضرت ام سلمہ- رضی اللہ عنہا- سے دوسرے طرق سے بھی یہ حدیث منقول ہے لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث اس باب میں صحیح ترین روایت ہے۔

ایک فاضل دوست نے اس طرف میری توجہ مبذول کرائی کہ واقعۂ کساء کے سلسلہ میں صحیح ترین روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے واسطے سے منقول ہے، اسی حدیث کی بنیاد پر حضرت علیؓ کو اہل بیت میں سب سے نمایاں مقام حاصل ہوا، اس کے بعد حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین کا مقام و مرتبہ ہے، یہ سب رسول ﷺ کا کنبہ ہیں اور اہل بیت میں انہی کو سب سے زیادہ نمایاں مقام و حیثیت حاصل ہے، اگر حدیث کساء نہ ہوتی تو اہل بیت میں حضرت علیؓ کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا۔

لہذا ذرا غور فرمائیے، حضرت عائشہؓ کے دل میں اہل بیت کے تعلق سے مخلصانہ محبت نہ ہوتی تو وہ ایک ایسی حدیث کیونکر بیان کرسکتی تھیں جس سے اہل کساء کی فضیلت ظاہر ہوتی ہو؟

اس طرح سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت کردہ اس حدیث کے ذریعہ ایک بہت بڑا اشکال دور ہو گیا جو علماء کے ذہنوں میں پیدا ہوسکتا تھا، جیسے حضرت علیؓ رسول اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، ایسے ہی عقیل اور جعفر بھی ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ قریبی

آپ کے چچا حضرت عباسؓ اور حضرت حمزہؓ ہیں، حضرت جعفرؓ کافی پہلے ایمان لائے حبشہ کی جانب دو مرتبہ ہجرت کی اور آپ کا فضل وکمال بھی معروف ہے لیکن حدیث کساء نے چار اہل بیت کو مخصوص فضیلت عطا کی، حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہی رول رہا ہے کہ ان سے ہمیشہ خیر کا ہی ظہور ہوتا ہے، جیسے کہ تیمم کی مشروعیت میں بھی وہی سبب بنیں، اس کے علاوہ بھی تمام مسلمانوں کے لئے بالخصوص صحابہ کے لئے بہت سے خیر کا ذریعہ بنیں۔

رسول اللہ ﷺ کے جگر کے گوشہ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی فضیلت کے بارے میں بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک حدیث بیان کی ہے جو صحیحین میں موجود ہے (۱)

اس حدیث کو یہاں نقل کیا جاتا ہے جیسے کہ امام بخاریؒ نے اس کو اپنی سند سے حضرت عروہ کے واسطے سے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے، بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مرض الوفات میں اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے کچھ سرگوشی فرمائی

(۱) مزی نے حضرت عروہ بن زبیر کے واسطے سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ رسول ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور ان سے آہستہ سے گفتگو فرمائی تو وہ رو پڑیں پھر دوبارہ کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں، حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہ سے پوچھا رسول اکرم ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا تھا جس پر آپ رو پڑیں اور پھر دوبارہ کچھ فرمایا تو ہنس پڑیں، انہوں نے جواب دیا: پہلے مجھ سے بات کی تو اپنی وفات کے بارے میں آپ نے خبر دی تھی جس کی وجہ سے میں رو پڑی، پھر دوبارہ مجھ سے بات کی اور فرمایا کہ میں آپ کے گھر والوں میں سب سے پہلے آپ سے ملوں گی جس پر میں ہنس پڑی۔

علامہ مزی فرماتے ہیں مختلف طرق سے یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے منقول ہے، دیکھئے: تہذیب الکمال فی أسماء الرجال مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۴ء ج ۱۱ ص ۵۱-۵۷ تحقیق: عمر سید شوکت، صحیح بخاری میں یہ حدیث حضرت عائشہؓ کے واسطے سے منقول ہے۔

جس کی وجہ سے انکی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، پھر دوبارہ انکو بلایا اور کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں، اس سلسلہ میں ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: پہلے آنحضورﷺ نے پہلے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو مجھ کو بتایا کہ اسی مرض میں آپ اس دنیا سے چل بسیں گے، اس لئے میں رو پڑی پھر دوبارہ سرگوشی فرمائی تو مجھے بتایا کہ میں اہل بیت میں سب سے پہلے آپؐ سے ملوں گی، اس لئے میں ہنس پڑی۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبیﷺ باب مناقب قرابۃ رسول اللہﷺ ومنقبۃ فاطمۃ علیہا السلام بنت النبیﷺ حدیث ۳۷۱۵)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ بیان کرتے ہیں کہ مسروق نے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ: حضرت فاطمہ حاضر خدمت ہوئیں، ان کی چال رسولﷺ کی چال کی طرح محسوس ہو رہی تھی، آنحضورﷺ نے فرمایا: بیٹی! خوش آمدید، یہ کہنے کے بعد آپؐ نے انکو اپنی دائیں جانب بٹھایا، پھر آہستہ سے ان سے کوئی بات ارشاد فرمائی جسکی وجہ ان کی آنکھیں اشکبار ہوئیں، پھر آپؐ نے دوبارہ ان سے کوئی بات ارشاد فرمائی تو وہ ہنس پڑیں، میں (حضرت عائشہ) نے سوچا کہ میں نے آج سے پہلے ایک ہی وقت میں حزن وملال اور فرحت شادمانی کہیں نہیں دیکھی ہے (جیسے کہ آج حضرت فاطمہ کو دیکھا) اس لئے میں نے حضرت فاطمہ سے دریافت کیا کہ آنحضورﷺ نے کیا ارشاد فرمایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: میں آنحضورﷺ کے بتائے ہوئے راز کو فاش نہیں کرسکتی ہوں، پھر جب آنحضورﷺ دنیا سے چلے گئے تو میں نے ان سے دوبارہ دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا، جبرئیل امین ہر سال ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور فرماتے تھے لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے، لہذا اس سے میں یہی سمجھتا ہوں کہ میری رحلت کا وقت اب قریب آگیا ہے، اور تم میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے

ملوگی، میں تمہارے لئے بہترین پیش رو ہوں، یہ سن کر میں رو پڑی تھی، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا تھا کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہو؟ یہ سن کر میں ہنس پڑی تھی۔(۱)

دیکھئے غور فرمایئے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول سے کیسی محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ آپؓ فرماتی ہیں: ''حضرت فاطمہ کی چال رسول ﷺ کی سی چال محسوس ہو رہی تھی'' کیا اس طرح کی بات اہل بیت سے محبت کرنے والے اور تعلق رکھنے والے کے علاوہ اور کوئی کہہ سکتا ہے!!

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول سے ہی علماء نے حضرت فاطمۃ الزھراءؓ کی وفات کی تحدید و تعیین کی ہے، علامہ زہری حضرت عروہ کے واسطے سے اور وہ حضرت عائشہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ: رسول ﷺ کے بعد حضرت فاطمہ چھ ماہ حیات رہیں:(۲)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن زریع، روح بن قاسم سے اور وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے کبھی بھی حضرت فاطمہ سے افضل کسی کو نہیں دیکھا ہے سوائے ان کے والد (آنحضور ﷺ) کے ۔(۳)

---

(۱) علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث کو نقل کیا ہے، مزید دیکھئے: الاصابہ ۴/۳۰۲، مکتبہ مصر، مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۴۲، ص ۹۲۴ مطبوعہ: دار ابن الجوزی۔

(۲) تہذیب الکمال ۱۱/۴۹، الاصابہ ۴/۳۰۵، علامہ عسقلانی فرماتے ہیں: صحیح حدیث میں حضرت عائشہؓ کے واسطے سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ نبی کریم ﷺ کے بعد چھ ماہ حیات رہیں۔

(۳) علامہ ابن حجرؒ اس کے بعد فرماتے ہیں: علامہ طبرانی نے اس کو ابراہیم بن ھاشم کے تعارف میں المعجم الاوسط میں نقل کیا ہے، اور اس کی سند شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

حضرت عائشہؓ کی طرف سے اس طرح کے اقوال کے بعد کیا انکے بارے میں کوئی کلام ہوسکتا ہے؟!

اس لئے اہل بیت اپنی بیٹیوں کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نام سے کیوں نہ موسوم کرتے، جب کہ ان کے درمیان محبت والفت پائی جاتی تھی اور دلوں میں ایک دوسرے کی محبت جاگزیں تھی، اگر موقع ہوتا تو میں اس پہلو پر مزید روشنی ڈالتا، لیکن یہ اس وقت ہمارا موضوع نہیں ہے البتہ جتنا کچھ لکھا جا چکا ہے ہدایت حاصل کرنے کے لئے یہی کچھ کافی ہے۔

ایک اور حدیث اس سلسلہ کی منقول ہے جس کو حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت صدیقؓ ہی بیان کرتی ہیں اور وہ حضرت فاطمۃ الزہراء کی فضیلت کے سلسلہ میں ہے، اگر حضرت عائشہؓ اور اہل کساء کے مابین ادنیٰ سا بھی اختلاف ہوتا تو کبھی بھی اس حدیث کو وہ روایت نہ کرتیں:

امام احمد نے اپنی مسند میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ سے کہا: میں تمہیں یہ خوشخبری نہ سناؤں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اہل جنت کی عورتوں کی سردار چار خواتین ہیں: مریم بنت عمران، فاطمہ بنت رسول ﷺ خدیجہ بنت خویلد اور آسیہ فرعون کی بیوی، یعقوب (راوی) نے اپنے مزاحم کے الفاظ ذکر کئے ہیں۔ (۱)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک اسکالر حضرت فاطمۃ الزہراء کے بارے میں تحقیقی کام

(۱) مسند احمد حدیث نمبر ۱۳۲۳۶ ص ۹۵۲، کتاب فضائل الصحابہ، مطبوعہ دارابن الجوزی، اسی طرح حاکم نے بھی اپنی مستدرک (۳: ۸۵) میں اس کو نقل کیا ہے۔

کررہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ وہ موسوئی کام ہوگا، کیونکہ بہتر ہوتا کہ اگر وہ ایک فصل ان تمام روایات کے لئے خاص کرتے جو حضرت صدیقہؓ کے واسطے سے حضرت فاطمہ کے بارے میں منقول ہیں۔ یہ کام ان کے لئے باعث اجر وثواب ہوتا!

اہم اور دلچسپ خاتمۂ بحث

متعدد دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب اس دنیا سے چل بسے تو آپ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں تھے، اور وہ آپ کے نہایت قریب پہنچی تھیں بلکہ آپ کا سر اس وقت انکی گود میں تھا۔

امام بخاریؒ نے اپنی سند سے ہشام سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب بیمار تھے تو ازواج مطہرات کے ہاں جاتے اور پوچھتے: کل کس کے ہاں باری ہوگی؟ ایسا آپ حضرت عائشہ کی باری کے اشتیاق میں یہ سوال کیا کرتے تھے حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: جب میری باری آئی تو آپ پرسکون و مطمئن ہوگئے۔ (۱)

امام مسلم نے بھی اپنی سند سے حضرت عائشہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں: رسول اکرم ﷺ پوچھا کرتے تھے: آج کس کی باری ہے؟ اور کل میں کس کے ہاں ہوں گا؟ حضرت عائشہؓ کی باری کے اشتیاق میں آپ ایسا کرتے تھے فرماتی ہیں: پھر جب میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے میری گود میں آپ کی روح قبض فرمائی (۲)

مذکورہ روایت کی طرح ایک روایت مجھے صاحب الاحتجاج یا مختصرات کے ہاں

---

(۱) فتح الباری شرح صحیح البخاری حدیث نمبر ۳۷۷۴۔

(۲) صحیح مسلم (شرح النووی) کتاب فضائل الصحابہ، باب فی فضل عائشہ، حدیث نمبر ۲۴۴۳، مزید دیکھئے حدیث نمبر ۲۴۴۴۔

بھی ملی، ان کا نام ابو علی محمد بن محمد الاشعث کوفی ہے، چوتھی صدی کے بلند پایہ علماء میں سے ہیں، کتاب "مکتبۃ نینوی الحدیثۃ" طہران سے شائع ہوتی ہے، ص ۲۱۳، پر حدیث درج ہے کہ: "آنحضورﷺ اس حال میں تھے کہ آپؐ نے مسواک طلب کی اور پھر اس کو حضرت عائشہ کے پاس یہ کہکر بھیجوایا: اپنے منھ سے اس کو چبا کردو، میں نے ایسا ہی کیا پھر وہ مسواک آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپؐ اس سے مسواک کرنے لگے اور فرمانے لگے: اے حمیراء! میرا لعاب دہن تمہارے لعاب دہن کے ساتھ مل گیا، اس کے بعد آپؐ نے اپنے لب مبارک ہلاتے ہوئے نگاہ اٹھائی، گویا کہ آپؐ کسی کو مخاطب کررہے تھے اور پھر آپ کی روح پرواز کرگئی۔"

یہ حدیث نہایت اہم ہے، اس سے آنحضورﷺ کے نزدیک حضرت عائشہؓ کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

اس حدیث کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہ اہل سنت والجماعت کے علاوہ دوسرے طرق سے منقول ہے، اسی لئے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں: اللہ کے مجھ پر انعامات میں سے ایک بہت بڑا یہ انعام ہے کہ رسولﷺ میرے گھر میں میری باری کے دن اور میری گود میں ہوتے ہوئے اس دنیا سے تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت میرے اور آپؐ کے لعاب دہن کو جمع فرمایا، عبدالرحمٰن بن ابو بکر داخل ہوئے تو ان کے ہاتھ میں مسواک تھی، اور رسولﷺ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو میں

نے دیکھا کہ آپؐ ان کی جانب دیکھ رہے ہیں، میں سمجھ گئی کہ آپؐ مسواک کرنا چاہتے ہیں، میں نے کہا: کیا میں آپ کے لئے اس کو لے لوں؟ تو آپؐ نے اپنے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں، میں نے اس کو لیا لیکن آپ خود مسواک چبا نہیں پا رہے تھے، میں نے عرض کیا: میں نرم کر کے دوں؟ آپؐ نے اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ہاں، میں نے اس کو چبایا پھر آپؐ نے مسواک کی، دوسری روایت میں ہے کہ بہترین طریقہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی (1)

(1) دیکھئے: صحیح بخاری، باب مرض النبی ﷺ، باب آخر ما تکلم النبی ﷺ

دوسرا باب

اہل بیت اور صحابہ -رضوان اللہ علیہم اجمعین- کے مابین رشتہ داریاں

لغوی بحث

قاموس المحیط میں مذکور ہے: ''الصھر'': کسرہ کے ساتھ: قرابت اور دامادی کی وجہ سے ہونے والی حرمت، اس کی جمع: أصہار اور صہراء ہے، بیٹی کا شوہر (داماد) اور بہن کا شوہر سب اصہار میں داخل ہیں.....'(القاموس المحیط، مطبوعہ: الرسالہ، مادہ: ''صہر''

المعجم الوسیط میں ہے: أصھر إلیہ : وہ اس سے یا کسی قوم سے قریب ہوا، اور أصھر بھم ''ان سے شادی کی''

''لسان العرب'' میں'' اصہار اور اختان'' کے مابین باریک فرق اور مزید تفصیل بیان کی ہے، میں اس کو یہاں نقل کرتا ہوں:

'' اصہار: عورت کے گھر والوں کو کہتے ہیں، مرد کے گھر والوں کو'' ختن'' کہا جائے گا.....(لسان العرب، مطبوعہ: دار المعارف، مادہ ''صہر''

اس کے بعد صاحب ''لسان العرب'' نے امام فراء، زجاج اور ازہری کی تشریح نقل کی ہے جو انہوں نے اس آیت کے سلسلہ میں بیان کی ہے:

'' وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً .''

(الفرقان: ۵۴)

علامہ ابن حجر عسقلانی اس لفظ کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: صہر: مرد

اور عورت دونوں کے اقارب اور رشتہ داروں کے لئے بولا جاتا ہے بعض لوگ اس کو عورت کے اقارب کے ساتھ خاص کرتے ہیں...... مصاہرہ کا اصل مفہوم مقاربت (قریب ہونا) ہے، راغب کہتے ہیں: صہر ختن ہی کے مفہوم میں ہے، ابن الاعرابی کہتے ہیں: اصھار: ہر اس شخص کو کہیں گے جو جوار کی وجہ سے، نسب کی وجہ سے یا شادی کی وجہ سے قریبی بن جائے ......(فتح الباری، رقم الحدیث: (۳۷۷۹، ص ۲۵۳ / ۷، مطبوعہ: دار الفکر)

نیز شیر رسول ﷺ نے بہت سے صحابہؓ کو رشتہ دار بنایا، اس کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کے ساتھ نکاح کر کے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے ساتھ رشتہ داری قائم کرتے ہیں، اسی طرح اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو حضرت علی بن ابی طالب کی زوجیت میں دینے میں اور حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو حضرت عثمانؓ بن عفان کی زوجیت سے دینے میں اس بات کی دلیل پائی جاتی ہے کہ آپ اس کے ذریعہ ان چاروں صحابہ سے تعلقات و روابط کو مضبوط و مستحکم کرنا چاہتے تھے، سخت ترین مراحل میں جن کی جانفشانیاں اور قربانیاں اسلام کے لئے معروف تھیں۔

عربوں کے ہاں یہ بات عرف میں داخل تھی کہ رشتہ مصاہرت کا احترام کریں، رشتہ مصاہرت ان کے ہاں مختلف قبائل کے مابین تقرب کا ایک اہم ترین ذریعہ تھا، داماد سے دشمنی یا جنگ وہ اپنے لئے گالی اور عار سمجھتے تھے ......"۔ (الرحیق المختوم، ص ۴۸۰-۴۸۱)

علامہ مبارکپوریؒ نے امہات المومنین کے ساتھ رسول اکرم ﷺ کے نکاح کرنے کی حکمتوں اور اسباب پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

اہل بیت اور آل بیت صدیق۔رضوان اللہ علیہم اجمعین۔
کے مابین رشتہ داری

۱۔محمد بن عبداللہ۔رسول اللہ ﷺ

آپ نے حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ سے نکاح فرمایا، اور یہ ایسی رشتہ داری ہے، جس کا علمائے سیرت، تاریخ اور انساب میں سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے، لیکن یہاں پر ہم چند ایسے دلائل نقل کرتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ رشتہ من جانب اللہ اسی کے حکم سے اور اسی کی حکمت کے تحت ہوا ہے:

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اپنی سند سے حضرت عائشہؓ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تین راتوں کو مجھے خواب میں تمہیں دکھایا گیا، فرشتہ ایک ریشمی کپڑے میں تمہاری تصویر لے کر آیا، اور کہا: یہ آپ کی زوجہ ہیں، میں نے جب تمہارا چہرہ دیکھا تو وہ تم ہی تھی، لہذا میں نے کہا: اگر یہ من جانب اللہ ہوگا تو یہ ہو کر رہے گا''۔ (صحیح مسلم بشرح نووی، باب فی فضل عائشہ، حدیث ۲۴۳۸، ۲۴۳۹)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن دہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ ہیں، یہ صحابیہ ہیں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نسب کنانہ سے جاملتا ہے۔

۲۔حسن بن علی بن ابی طالب:

آپ نے حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ سے شادی کی، اس

شادی کا تذکرہ علامہ تستری نے "تواریخ النبی والآل" ص ۱۰۷ میں حضرت امام حسن کی ازواج کے ضمن میں کیا ہے، اور ابن حبیب نے "المحبر" ص ۴۴۸ میں یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت حسین بن علی سے نہ کہ حضرت حسن سے شادی کی، میرے خیال میں یہ ان کو وہم ہو گیا ہے، پھر اس کے بعد ان کا نکاح عاصم بن خطاب سے، پھر منذر بن زبیر سے ہوا، اور وہ ان کے سب سے پہلے شوہر تھے پھر وہ دوبارہ انہی کی زوجیت میں آ گئیں۔(۱)

۳-اسحاق بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

آپ نے ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے شادی کی، یہ ام فروہ کی بہن ہیں۔

ان کا تذکرہ محمد الاعلمی حائری نے "تراجم اعلام النساء" ص ۲۶۰ میں کیا ہے، لیکن انہوں نے نام اسحاق بن جعفر بن ابی طالب بیان کیا ہے۔

میرے خیال کے مطابق ان سے یہ خطا ہوئی ہے، کیونکہ یہ اسحاق، عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے بیٹے ہیں، انساب کی جملہ کتابوں میں ایسے ہی تحریر ہے۔

ان اسحاق کا لقب اسحاق العریضی ہے۔

ابن عنبہ نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "ان میں اسحاق العریضی ہیں، ان کی ماں ام ولد ہیں"۔ (عمدۃ الطالب ص ۳۷، مطبوعہ انصاریان)

---

(۱) یہ بھی منقول ہے کہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق سے حضرت حسین بن علی نے شادی کی، جیسے کہ اس کا تذکرہ ابن عساکر نے ابن سعد (الطبقات ۸/۴۶۸) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ البتہ کتب انساب اس کے بارے میں خاموش ہیں، اور یہی وجہ ہے اس نے متن میں اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔

اس کے علاوہ مزید دیکھئے: نسب قریش ص ۸۳، جعفر بن ابی طالب کی اولاد میں،

اور "المعارف" ابن قتیبہ، ص ۲۰۸۔

۴۔ محمد (الباقر) ابن علی (زین العابدین) ابن الحسین

آپ نے ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے شادی کی، انہی کے بطن سے جعفر صادق کی ولادت ہوئی، اس نکاح کا تذکرہ مندرجہ ذیل لوگوں نے کیا ہے:

شیخ مفید نے "الارشاد" ص ۲۷۰، میں محمد اعلمی الحائری نے "تراجم اعلام النساء" ص ۲۷۸۰ میں، ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" ص ۲۲۵، مطبوعہ: دار الحیاۃ میں، ابن الطقطقی نے "الاصیلی" ص ۱۴۹ میں اور "نسب قریش" ص ۲۳، میں۔

جعفر صادق کا ایک مشہور قول ہے جس کو متعدد کتب میں بیان کیا گیا ہے، یہاں پر ماہر انساب ابن عنبہ کا کلام نقل کیا جاتا ہے، فرماتے ہیں: "ابو عبد اللہ کی اولاد میں صرف جعفر صادق۔ علیہ السلام۔ پیدا ہوئے، ان کی والدہ ام فروہ بنت قاسم (فقیہ) ابن محمد بن ابی بکر ہیں، اور ان کی والدہ کی والدہ (نانی) اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر ہیں۔ اسی لئے (جعفر) صادق علیہ السلام کہتے تھے: ابوبکر نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے، ان کو عمود الشرف (شرف کا مرکز و ستون) کہا جاتا ہے"۔ (عمدۃ الطالب ص ۱۷۶، مطبوعہ: انصاریان)

دو مرتبہ جننے سے مراد یہ ہے کہ دو طرف سے ان کا سلسلۂ نسب ملتا ہے، والدہ کی جہت سے بھی، کیونکہ وہ قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق کی صاحبزادی ہیں، اور ان کی والدہ کی والدہ (نانی) کی جہت سے بھی، کیونکہ وہ اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق ہیں۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ دو مرتبہ سے دو الگ الگ اعتبار سے مراد ہے، ایک نسب کے

اعتبار سے اور ایک علم اور اس کے حصول کے اعتبار سے، کیونکہ امام جعفر صادق نے مختلف شیوخ سے علم حاصل کیا ہے جن میں قاسم بن محمد بن ابی بکر بھی ہیں اور یہ جلیل القدر فقہاء مدینہ میں ہیں، دوسرا مفہوم میرے خیال میں بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے اگرچہ یہ بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ قاسم بن محمد بن ابی بکر مدینہ کے سات فقہاء میں سے ایک ہیں اور قاسم حضرت عائشہ صدیقہ کی گود میں پروان چڑھے اور ان سے علم حاصل کیا اور انہی سے روایات بیان کیں۔

جہاں تک ام فروہ کا تعلق ہے تو ان کے تقویٰ اور پاکیزگی کے سلسلہ میں اہل تراجم نے اتنا کچھ نقل کیا ہے جس میں سب کے لئے کفایت ہے، شیخ عباس القمی فرماتے ہیں: ''میری والدہ ان خواتین میں سے تھیں جو ایمان لائیں، تقویٰ اختیار کیا اور عمدہ کام کئے اور اللہ تعالیٰ عمدہ کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے......''۔

شیخ جلیل علی بن حسین مسعودی ''اثبات الوصیۃ'' میں فرماتے ہیں: ام فروہ اپنے زمانہ کی خواتین میں سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار تھیں، علی بن حسین - علیہ السلام - سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں......

ام فروہ جلیل القدر اور معزز خاتون تھیں، یہاں تک کہ جعفر صادق کو ابن المکرمہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا، (منتہی الآمال في تواریخ النبي والآل ۲/۱۹۱) مطبوعہ: الدار الاسلامیہ، بیروت - اور المکتبۃ الجعفریۃ - السالمیۃ الکویت)

ابونصر بخاری کی ''سر السلسلۃ'' میں بھی اسی طرح کے تعریفی کلمات موجود ہیں۔

ایک اہم بحث

''ابو بکرؓ نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے'' اس مقولہ کے مصادر کے بارے میں حق الیقین

جعفر صادق کا یہ مقولہ ''ابو بکر نے مجھے دو مرتبہ جنا ہے'' بہت مشہور و معروف ہے، لیکن میں نے جب حال میں ہی مختلف ویب سائٹوں پر اور انٹرنیٹ کے صفحات پر مطالعہ کیا تو بعض خواہش پرست لوگوں کی جانب سے اس بات کا انکار دیکھنے کو ملا کہ اہل بیت کے جلیل القدر علماء میں سے کسی سے بھی اس طرح کا مقولہ منقول ہو سکتا ہے۔

اس لئے میں نے مختلف مصادر و مراجع کے ذریعہ اس مقولہ کو حوالوں کے ساتھ بیان کرنا مناسب سمجھا اور یہ حوالے ایسے ہیں جن کے بارے میں ان کی اہمیت اور ان کے ناقلین کے صدق حدیث کی وجہ سے شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے، ان کی تفصیل یوں ہے:

۱- عمدۃ الطالب في نسب آل أبي طالب، تألیف: جمال الدین احمد بن عنبہ (ت ۸۲۸ھ) مطبوعہ: جل المعرفۃ، اور مکتبۃ التوبۃ، ریاض ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳م، اس کی عبارت یوں ہے: ''ابو عبد اللہ کی اولاد میں جعفر صادق- رحمہ اللہ تعالیٰ- ہوئے، ان کی والدہ ام فروہ بنت قاسم (فقیہ) ابن محمد بن ابی بکر ہیں، ان کی والدہ کی والدہ (نانی) اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر ہیں، اسی لئے صادق- رضی اللہ عنہ- کہا کرتے تھے: ابو بکر نے مجھے دو مرتبہ جنا

ہے، ان کو عمود الشرف (شرف کا مرکز وعمود) کہا جاتا تھا۔“

۲- کشف الغمہ فی معرفۃ الأئمۃ: تالیف: ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی (ت ۶۹۳ھ) مطبوعہ: دار الاضواء، بیروت ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م، ص ۳۲۵)

فرماتے ہیں: ”حافظ عبد العزیز الأخضر جنابذی - رحمہ اللہ - نے فرمایا: ”ابو عبد اللہ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب...... آپ کی ماں ام فروہ تھی، جن کا نام قریبہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق - رضی اللہ عنہ - تھا، اور ان کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق تھیں، اسی لئے جعفر - علیہ السلام - نے فرمایا: ”بلاشبہ مجھے ابوبکر نے دو مرتبہ جنا ہے“۔ (۲/ ۳۲۷)

۳- الأصیلی فی أنساب الطالبیین، صفی الدین محمد بن تاج الدین علی بن الطقطقی الحسنی (ت ۷۰۹ھ) مطبوعہ: مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی المرعشی النجفی، تحقیق وترتیب: سید مہدی الرجائی۔

اس کی عبارت یوں ہے: ”اور جہاں تک تعلق ہے ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق - علیہ السلام - کا...... ان کی اور ان کے بھائی عبد اللہ کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں، اور ان کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر ہیں، اسی لئے جعفر بن محمد - علیہ السلام - کہا کرتے تھے: مجھے ابوبکر نے دو مرتبہ جنا ہے“۔ ص ۱۴۹۔

مندرجہ بالا مراجع کافی وشافی ہیں، اس مشہور مقولہ کی جانب اکثر علماء نے اشارہ کیا ہے، مثلاً علامہ مجلسی نے ”بحار الانوار“ میں، اور بھی دوسرے حضرات نے تذکرہ کیا ہے۔

۵-موسیٰ (الجون) ابن عبداللہ (محض) ابن الحسن (المثنیٰ) ابن الحسن (السبط) ابن علی بن ابی طالب:

آپ نے ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبید اللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق سے شادی کی، ان کے بطن سے عبداللہ پیدا ہوئے، علماء میں سے اس کا تذکرہ صاحب "تراجم أعلام النساء" ص ۳ ۲۷ نے، ابونصر بخاری نے "سر السلسلة العلوية" ص ۴۰ میں، اور عمدة الطالب ص ۱۰۲ مطبوعہ انصاریان، ص ۱۳۴ مطبوعہ دار الحیاة میں کیا ہے۔

۶-اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے کلثم بنت اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے شادی کی، مصعب الزبیری کہتے ہیں: "اور اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: یحییٰ ... خدیجہ بنت اسحاق؛ ان کی ماں کلثم بنت اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ہیں، اور ان کے ماں شریک بھائی قاسم بن ابراہیم بن ولید بن محمد بن ہشام بن اسماعیل مخزومی ہیں"۔ (نسب قریش، ص ۶۵)

اہل بیت اور آل زبیر (رضوان اللہ علیہم)

کے مابین رشتہ داریاں

۱- صفیہ بنت عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی)

آپ نے حضرت عوام بن خویلد سے شادی کی، اور ان کے بطن سے حضرت زبیر بن العوام پیدا ہوئے، کتب انساب وتاریخ میں علماء کی ایک بڑی تعداد نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۲- اُم الحسن بنت حسین بن علی بن أبی طالب

آپ سے حضرت عبداللہ بن زبیر بن العوام نے شادی کی، اس شادی کا تذکرہ مندرجہ ذیل علماء نے کیا ہے:

عباس القمی نے ''منتہی الآمال'' ۱/۳۳۱ مطبوعہ: الدار الاسلامیہ ۱/۴۹۰ اور مطبوعہ: مؤسسۃ النشر قم میں، ابن عنبہ نے ''عمدۃ الطالب'' ص ۲۸۸، مطبوعہ: دار الحیاۃ، میں بلاذری نے ''أنساب الأشراف'' ۲/۱۹۳ء میں اور مصعب الزبیری نے ''أنساب قریش'' ص ۵۰ میں۔

مصعب الزبیری نے بیان کیا ہے کہ آپ کا نام: ام الحسین تھا، مزید فرماتے ہیں: ''اور ام الحسین، عبداللہ بن زبیر کی زوجیت میں تھیں، ان کے بطن سے بکر اور رقیہ (درج) پیدا ہوئے'' (نسب قریش ص ۵۰)

مذکورہ عبارت میں اشتباہ ہے، صحیح یہی ہے کہ آپ کا نام "ام الحسن" تھا۔

اس کا تذکرہ ابن طباطبا نے "أبناء الإمام في مصر والشام" ص ۷۷، مطبوعہ: جبل المعرفہ میں اور عمدۃ الطالب ص ۹۲، مطبوعہ انصاریان کے حاشیہ میں عمری کی "المجدی" سے نقل کرتے ہوئے کیا ہے، فرماتے ہیں: "ابو الحسن عمری "المجدی" میں فرماتے ہیں: "ام الحسن - یہ ام ولد کے بطن سے تھیں - عبداللہ بن الزبیر کی زوجیت میں آئیں، اور رقیہ، عمرو بن المنذر بن الزبیر بن العوام کی زوجیت میں آگئیں"۔

اسی طرح ابن حبیب نے "المحبر" ص ۵۷ میں اور ابن قتیبہ نے "المعارف" ص ۲۱۲، میں ذکر کیا ہے۔

اسی طرح کا اشتباہ ابو عمر حازی بن سالم الحازی کو بھی ہوا ہے، انھوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کا نام ام الحسین بنت الحسن تھا، انھوں نے بھی مصعب الزبیری کی "نسب قریش" پر اعتماد کیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ بھی وہم میں مبتلا ہو گئے، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: نصح الآبی، ص ۸۲، اور ہو سکتا ہے کہ مصعب زبیری کا وہم یا کاتب کی غلطی ہو نہ کہ ان کی، لیکن محقق نے بھی اس غلطی کو نہیں پکڑا!؟

ابن عنبہ، ابو الحسین زید بن الحسن کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:
اور اپنے چچا حضرت حسین کی شہادت کے بعد عبداللہ بن زبیر کے ہاتھ پر بیعت کی، کیونکہ آپ کی حقیقی بہن حضرت عبداللہ بن زبیر کی زوجیت میں تھی ابو نصر بخاری کہتے ہیں: جب عبداللہ شہید ہو گئے تو زید نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور مدینہ واپس آ گئے"۔ (عمدۃ الطالب، ص ۹۵، مطبوعہ: انصاریان)

۳-رقیہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب

آپ سے حضرت عمرو بن زبیر بن العوام نے شادی کی، اس شادی کا تذکرہ مندرجہ ذیل لوگوں نے کیا ہے: عباس قمی نے "منتہی الآمال" ص ۳۴۲، مطبوعہ: الدار الاسلامیہ ۱/۳۶۰ اور ۱/۴۰۳ مطبوعہ: موسسۃ النشر قم۔ میں الاعلمی نے "تراجم اعلام النساء" ص ۳۴۶، میں، ابوالحسن عمری نے "المجدی" میں، ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" ص ۸۸، مطبوعہ: دار الحیاۃ ص ۶۴، مطبوعہ: انصاریان میں، مصعب الزبیری نے "نسب قریش" ص ۵۰ میں اور ابن حبیب نے "المحبر" ص ۵۷ میں۔

۴-ملیکہ بنت الحسن (المثنی) ابن الحسن بن علی بن ابی طالب

آپ سے حضرت جعفر بن مصعب بن زبیر نے شادی کی، اور آپ کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں۔

دیکھئے: "نسب قریش" ص ۵۳۔

۵-موسیٰ بن عمر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

آپ نے عبیدۃ بنت زبیر بن ہشام بن عروۃ بن زبیر بن العوام سے شادی کی، اور جن کے بطن سے عمر (درج) اور صفیہ اور زینب پیدا ہوئے۔ (دیکھئے: "نسب قریش" ص ۷۴)

۶-جعفر (الاکبر) ابن عمر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے فاطمہ بنت عروۃ بن زبیر بن العوام سے شادی کی، جن کے بطن سے علی

پیدا ہوئے۔(دیکھئے: "نسب قریش" ص ۶۷)

۷۔عبداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن أبی طالب:

آپ نے ام عمرو بنت عمرو بن زبیر بن عمرو بن عمرو بن زبیر سے شادی کی، مصعب زبیری نے اس کی تفصیل یوں نقل کی ہے: "عبداللہ بن الحسین بن علی بن الحسین بن ابی طالب کی اولاد میں: بکر، قاسم، ام سلمہ اور زینب پیدا ہوئے، یہی (زینب) وہ ہیں جن سے امیرالمومنین ہارون نے شادی کی، اور یہ ان کی زوجیت میں ایک رات رہیں، پھر ان کو طلاق دے دی، اس لئے اہل مدینہ نے آپ کو زینب لیلۃ (ایک رات کی زینب) کا لقب دیا، یہ ام ولد تو بیہ کے بطن سے ہیں، اس کے علاوہ ان (عبداللہ) کی اولاد میں جعفر اور فاطمہ پیدا ہوئے، ان دونوں کی ماں: اُم عمرو بنت عمرو بن الزبیر بن عمرۃ بن عمرو بن زبیر ہیں۔(نسب قریش، ص ۶۳، ۶۴)

۸۔محمد بن عوف بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب:

آپ نے صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر سے شادی کی، جن کے بطن سے علی اور حسن پیدا ہوئے۔(نسب قریش ص ۷۷)

۹۔بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب:

آپ کے شوہر حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام ہیں اور انہی سے حمزہ کی اولاد ہوئی۔

مصعب زبیری کے کلام کا خلاصہ یہ ہے: عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی اولاد کا

تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''......اور ام کلثوم کو معاویہ نے اپنے بیٹے کے لئے پیغام دیا تو عبداللہ نے ان کا معاملہ حضرت حسین بن علی کے حوالے کیا، حضرت حسین نے ان کی شادی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب سے کی، اور یزید بن معاویہ سے ان کا نکاح نہیں کیا، قاسم کی زوجیت میں رہتے ہوئے ان کے بطن سے ایک بیٹی کی ولادت ہوئی جس سے حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام نے شادی کی، اور انہی سے ان کی اولاد ہوئی، اس کے بعد طلحہ بن عمر بن عبیداللہ نے ان سے شادی کی تو ان کی زوجیت میں رہتے ہوئے بھی اولاد ہوئی، ان سے طلحہ کی بھی اور حمزہ کی بھی اولاد چلی، پھر قاسم کا انتقال ہوا تو ان سے حجاج بن یوسف نے شادی کی جو اس وقت مدینہ اور مکہ کے گورنر تھے، عبدالملک بن مروان نے اس کو خط لکھ کر اس کو چھوڑ دینے کا حکم دیا تو اس نے انہیں طلاق دے دی''۔ (نسب قریش ص ۸۳، جمہرة انساب، ص ۹۱)

ایک دوسری جگہ حضرت زبیر بن العوام کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور حمزہ بن عبداللہ بن زبیر کی اولاد میں: ابوبکر، یحییٰ ہیں، ان دونوں کے والد حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر ہیں اور والدہ: فاطمہ بنت القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب ہیں، اور ان (فاطمہ) کی والدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہیں، اور ان (ام کلثوم) کی والدہ زینب بنت علی بن ابی طالب ہیں اور ان (زینب) کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ان کے ماں شریک بھائی ابراہیم بن طلحہ بن عمر بن عبیداللہ معمر ہیں......'' (نسب قریش، ص ۲۴۱)

ایک اہم نوٹ

حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد العزیٰ بن قصی، والد اور والدہ دونوں جانب سے نسب کے شرف کے جامع ہیں کیونکہ:

ان کی ماں: فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ہیں۔

ان کی ماں: ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ہیں۔

ان کی ماں: زینب بنت علی بن ابی طالب ہیں۔

ان کی ماں: حضرت فاطمہ بنت محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی ہیں۔

ان کی ماں: حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔

ان کی ماں: فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم ہیں۔ یہ قبیلہ بنی لوی کی شاخ بنی عامر سے ہیں۔

ان کی ماں: ہالہ بنت عبدمناف ہیں، جو قصی کی شاخ بنو الحارث سے ہیں۔

۱۰۔ محمد (النفس الزکیہ) ابن عبداللہ (المحض) ابن الحسن (المثنی) ابن الحسن (السبط) ابن علی بن ابی طالب:

آپ نے فاختہ بنت فلیح بن محمد بن المنذر بن زبیر بن العوام سے شادی کی اور آپ کے بطن سے طاہر پیدا ہوئے۔

دیکھئے: "سر السلسلة العلوية" ص ۱۸، حاشیہ "عمدۃ الطالب" ص ۹۶، مطبوعہ: انصاریان، اور "نسب قریش" ص ۴۵۔

۱۱۔ حسین (الأصغر) ابن علی (زین العابدین) ابن الحسین الشہید:

آپ نے خالدہ بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر بن العوام سے شادی کی۔ اس نکاح کا تذکرہ محمد حسین الأعلمی نے "تراجم أعلام النساء" ص ۳۶۱ میں کیا ہے۔

"نسب قریش" میں آپ کا نام اُم خالد مذکور ہے، اس کی عبارت یوں ہے:" اور حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: عبداللہ، عبیداللہ، علی، اُمیمہ الکبریٰ ہوئے، ان کی ماں: اُم خالد بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر..... ہے"۔ ("نسب قریش" ص ۷۳)

۱۲۔ سکینہ بنت حسین بن علی بن أبی طالب:

آپ سے مصعب بن زبیر بن العوام نے شادی کی، اگرچہ اس شادی کا بعض علماء نے نہایت کمزور اسباب و دلائل کی وجہ سے انکار کیا ہے۔ (۱) لیکن وسیع مراجع اور کتب تاریخ و انساب میں اس کا ثبوت موجود ہے، اگر میں یہاں پر چند مراجع و مصادر کا

---

(۱) مثلاً: ڈاکٹر محسن باقر موسوی نے اپنی کتاب "السیدة سکینة بنت الحسین بین حقائق التاریخ وأوهام المؤرخین" نے، اسی طرح علی محمد دخیل نے اپنی کتاب "سکینة بنت الحسین" میں، شیخ محمد رضا الحکیمی نے اپنی کتاب "أعیان النساء" ص ۱۲۵ میں، ان حضرات نے سکینہ بنت الحسین بن مصعب بن زبیر بن العوام کی شادی کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے۔

تذکرہ کروں جن میں حضرت سکینہ - رضوان اللہ علیہا - کی زندگی اور حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ آپ کے نکاح کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تو بحث زیادہ طویل ہو جائے گی۔ البتہ پھر بھی علمائے تاریخ و انساب کی اہم کتابوں کی جانب اشارہ کر دیا جاتا ہے۔

بلاذری (ت ۲۷۹ھ) کہتے ہیں: ''حضرت حسن کی حضرت زینب کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت حسین کی رباب کے بطن سے حضرت سکینہ بنت حسین پیدا ہوئیں، جن سے عبد اللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب نے شادی کی لیکن ان (عبد اللہ) کا جلدی ہی انتقال ہو گیا، اس کے بعد یہ حضرت مصعب بن زبیر کی زوجیت میں آ گئیں، ان کی زوجیت میں رہتے ہوئے ان کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں۔ جو بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔ اور پھر ان کے شوہر بھی شہید کر دیے گئے، اس لئے بعد میں یہ کہا کرتی تھیں: اے کوفہ والو! اللہ کی تم پر لعنت ہو، بچپن میں تم نے مجھے یتیم بنا دیا اور بڑے ہوئے بیوہ کر دیا......''۔

(''أنساب الأشراف'' ۲/۱۹۵، مطبوعہ: مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، تحقیق: شیخ محمد باقر المحمودی)

محمودی کی تحقیق کے ساتھ ''أنساب الأشراف'' اپنے علمی مقام و مرتبہ کی وجہ سے کافی فائق ہے، اور ڈاکٹر سہیل زکار کے تحقیق والے نسخے سے بہت سے اعتبارات سے عمدہ ہے، اس کی وجہ کا اندازہ باریک بین قاری بذات خود کر سکتا ہے۔

اسی مذکورہ عبارت کا تذکرہ محمد بن حبیب (ت ۲۴۵ھ) نے بھی ص ۴۳۸ میں اس عنوان ''ان لوگوں کے نام جنہوں نے تین یا زیادہ شوہروں سے شادی کی'' کے تحت کیا ہے، ابن حبیب کی کتاب دراصل مستشرقین کی تحقیق کے ساتھ ہے اور یہ انساب و تاریخ کے

تذکرہ کروں جن میں حضرت سکینہ۔ رضوان اللہ علیہا۔ کی زندگی اور حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ آپ کے نکاح کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے تو بحث زیادہ طویل ہو جائے گی۔ البتہ پھر بھی علمائے تاریخ وانساب کی اہم کتابوں کی جانب اشارہ کر دیا جاتا ہے۔

بلاذری (ت ۲۷۹ھ) کہتے ہیں: ''حضرت حسن کی حضرت زینب کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور حضرت حسین کی رباب کے بطن سے حضرت سکینہ بنت حسین پیدا ہوئیں، جن سے عبداللہ بن حسین بن علی بن ابی طالب نے شادی کی لیکن ان (عبد اللہ) کا جلدی ہی انتقال ہو گیا، اس کے بعد یہ حضرت مصعب بن زبیر کی زوجیت میں آ گئیں، ان کی زوجیت میں رہتے ہوئے ان کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں۔ جو بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔ اور پھر ان کے شوہر بھی شہید کر دیے گئے، اس لئے بعد میں یہ کہا کرتی تھیں: اے کوفہ والو! اللہ کی تم پر لعنت ہو، بچپن میں تم نے مجھے یتیم بنا دیا اور بڑے ہوئے بیوہ کر دیا......''۔

(''أنساب الأشراف'' ۲/۱۹۵، مطبوعہ: مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، تحقیق: شیخ محمد باقر المحمودی)

محمودی کی تحقیق کے ساتھ ''أنساب الأشراف'' اپنے علمی مقام و مرتبہ کی وجہ سے کافی فائق ہے، اور ڈاکٹر سہیل زکار کے تحقیق والے نسخے سے بہت سے اعتبارات سے عمدہ ہے، اس کی وجہ کا اندازہ باریک بین قاری بذاتِ خود کر سکتا ہے۔

اسی مذکورہ عبارت کا تذکرہ محمد بن حبیب (ت ۲۴۵ھ) نے المحبر ص ۴۳۸ میں اس عنوان ''ان لوگوں کے نام جنھوں نے تین یا زیادہ شوہروں سے شادی کی'' کے تحت کیا ہے، ابن حبیب کی کتاب ڈاکٹر ہ الیختن شتیر کی تحقیق کے ساتھ ہے اور یہ انساب و تاریخ کے

اہم ترین مصادر میں سے ہے۔

ابن حبیب ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابن الکلبی (ت ۲۰۴ھ) کے بیان کردہ انساب کو روایت کیا ہے، خاص طور پر ان کی کتاب "جمہرۃ النسب" اور دوسری کتابوں سے۔

جہاں تک ابن قتیبہ (ت ۲۷۶ھ) کا تعلق ہے تو انہوں نے یوں بیان کیا ہے:
"اور جہاں تک سکینہ کا تعلق ہے تو مصعب بن زبیر نے ان سے شادی کی تو وہ وفات پاگئے....." (المعارف ص ۲۱۴)

اس کے بعد ابن الکلبی (ت ۲۰۴ھ) کا قول نقل کیا ہے: "اور مصعب بن عمیر سے ان کی ایک باندی پیدا ہوئی تھی....." اور ابن الکلبی (ت ۲۰۴ھ) قدیم ترین ماہر انساب ہیں، ہم تک ان کی کتابوں کے مخطوطات پہنچ سکے ہیں، ان کے بعد دوسرے لوگ آئے تو انہی سے روایات بیان کیں، اس میں کمی زیادتی اور حذف واضافہ کرکے کتابیں لکھیں اور ان کی کتابوں کو روایت کیا۔

ان اساطین فن سے اکثر مؤرخین، سیرت نگاروں اور علمائے انساب نے مصعب بن زبیر سے سکینہ بنت حسینؓ کی شادی کا قصہ نقل کیا ہے، جو لوگ اس شادی کا انکار کرتے ہیں وہ اس وہم کا اظہار کرتے ہیں کہ آل علی اور آل زبیر کے مابین عداوت ودشمنی پائی جاتی تھی، جو بھی دونوں عظیم گھرانوں کے مابین سابقہ اور بعد میں آنے والی رشتہ داریوں کا بیان پڑھے گا اس کو معلوم ہو جائے گا کہ ان دونوں کے مابین کوئی عداوت نہیں تھی، اور جو مصعب زبیری کی "نسب قریش" سے نقل کردہ ضمیمہ کا مطالعہ کرے گا وہ حقیقت حال سے خود بخود واقف ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ اس رشتہ کا تذکرہ ان لوگوں نے بھی کیا ہے: ابن الجوزی نے ''المنتظم'' میں، علامہ ذہبی نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں، خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں، اور دوسرے لوگوں نے بھی تذکرہ کیا ہے۔

۱۳- حسین بن الحسن بن علی بن ابی طالب:

آپ نے امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر بن العوام سے شادی کی۔

ابو نصر بخاری ''سر السلسلۃ العلویۃ'' ص ۱۰۳، میں فرماتے ہیں: ''حسین بن الحسن کی اولاد میں: محمد، علی، حسن، فاطمہ پیدا ہوئے، ان کی ماں امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر ہیں''۔

۱۴- علی (الخرزی) ابن الحسن بن علی بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن العوام سے شادی کی۔

ابو نصر بخاری فرماتے ہیں: ''حسن بن علی - معروف بخرزی - کی اولاد میں حسن ہوئے، ان کی ماں فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر بن العوام ہیں''۔ (سر السلسلۃ العلویۃ ص ۱۰۴)

۱۵- فاطمۃ بنت علی بن ابی طالب:

آپ سے منذر بن عبیدۃ بن زبیر بن العوام نے شادی کی۔ مصعب زبیری کہتے ہیں: ''فاطمہ بنت علی، محمد بن ابی سعید بن عقیل کی زوجیت میں تھیں، انھی کے بطن سے حمیدہ کی ولادت ہوئی، پھر یہ سعید بن اسود بن ابو البختری کی زوجیت میں آئیں،

ان کی زوجیت میں رہتے ہوئے بُرہ اور خالدہ کی ولادت ہوئی، پھر منذر بن عبیدہ بن زبیر بن العوام کی زوجیت میں آئیں تو عثمان اور کندہ (رزیخ) کی ولادت ہوئی۔ (نسب قریش ص ۴۶)

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: ابن حبیب کی "المحبر" ص ۵۶، ۵۷، اصہار علی بن ابی طالب - رضی اللہ عنہ - ضمیمہ میں ان کو بالتفصیل بیان کیا جائے گا کیونکہ اس کا موضوع سے گہرا تعلق ہے۔ اس کے علاوہ ابن الطقطقی نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: "فاطمۃ الکبری ابوسعید بن عقیل کی زوجیت میں تھی تو حمیدہ کی پیدائش ہوئی، پھر سعید بن الاسود البختری کی زوجیت میں آئیں تو بُرہ اور خالدہ کی ولادت ہوئی، پھر منذر بن عبیدہ بن زبیر کی زوجیت میں آئیں تو عثمان اور کثیرۃ کی ولادت ہوئی (۱) (الاصیلی ص ۴۰)

---

(۱) الاصیلی کے محقق حاشیہ میں بیان کرتے ہیں کہ "ان سب کے تعارف کے لئے ملاحظہ فرمایئے" المجدی" ص ۱۷، ۱۸، لباب الانساب ۱: ۳۳۳، ۳۳۴، شیخ مفید کی "الارشاد" ۱/۳۵۴، ۳۵۵، علامہ مجلسی کی "بحار الانوار" ۴۲/۱۰۷، ۱۱۰، محقق نے بھی ان تمام رشتہ داریوں کے بارے میں کسی طرح کا کوئی تردیدی قول بھی نقل نہیں کیا ہے حالانکہ تحقیق کی دنیا میں ان کو ایک خاص مقام ہے خاص طور پر انساب کی کتابوں پر انہوں نے تحقیقی کام کیا ہے۔ مہدی الرجائی نے انساب سے متعلق دسیوں کتابوں پر تحقیقی کام کیا ہے، مثلاً: الاصیلی فی أنساب الطالبیین، ابن الطقطقی، التحفۃ العمریۃ فی أنساب خیر البریۃ" محمد کاظم الیمانی الموسوی، "الشہاب الثاقب فی بیان معنی الناصب" یوسف البحرانی "الطرائف فی معرفۃ مذاہب الطوائف" ابن طاؤوس "مفاتیح الشرائع" فیض کاشانی التعلیقۃ علی أصول الکافی، سید الداماد "ارشاد الطالبین إلی نہج المسترشدین" فاضل المقداد "عدۃ الأحد ثین إلی طریقۃ المحدثین" فاضل الکاظمی "رسائل الشریف المرتضی، اختیار معرفۃ الرجال، الکشی وغیرہ آپ علامہ مرعشی نجفی ماہر انساب کے شاگرد ہیں۔

۱۶- أحمد (ھفیۃ) ابن علی بن الحسین (الأصغر) ابن علی زین العابدین:

آپ نے زبیریۃ سے شادی کی۔

''المجدی'' میں عمری آپ کے بارے میں کلام کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: ''آپ کی اولاد میں جعفر بن عبداللہ بن الحسین الأصغر بن علی بن الحسین۔علیہما السلام۔ ہوئے، آپ فضل وکمال کے حامل اور عمدہ صفات سے متصف تھے، آپ کی والدہ زبیریۃ تھیں، جن کو ھصحا کے لقب سے پکارا جاتا تھا.....'' (عمدۃ الطالب، حاشیۃ ص۲۹۰، مطبوعہ: أنصاریان) ان کو ابن الزبیریۃ بھی کہا جاتا تھا۔ (عمدۃ الطالب، حاشیہ، ص ۲۹۱ مطبوعہ: أنصاریان)

۱۷-ابراہیم بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے بریکہ بنت عبید اللہ بن محمد بن المنذر بن زبیر بن العوام سے شادی کی، مصعب زبیری فرماتے ہیں: ''ابراہیم بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں حسین (درج) عبداللہ، زینب، فاطمہ ہیں، ان سب کی ماں: بریکۃ بنت عبداللہ بن محمد بن المنذر بن زبیر بن العوام ہیں۔'' (نسب قریش ص ۷۵)

قارئین کرام! یہ آل علی اور آل زبیر کے مابین مصاہرات اور رشتہ داریوں کی ایک جھلک تھی، اور جو بھی ان دونوں خاندانوں کے درمیان عداوت ودشمنی کا دعویٰ کرتا ہے، میرے خیال میں یہی اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کافی ہیں، شیخ مفید نے ام کلثوم بنت علی بن علی بن ابی طالب سے حضرت عمر بن الخطاب کے نکاح کا انکار کیا ہے، ان کے اور

دیگر لوگوں کے نزدیک اس کا سبب صرف یہ ہے کہ زبیری نے اس کی روایت بیان کی ہے اور مشہور ماہر انساب زبیر بن بکار فرماتے ہیں: اور علویین سے زبیریوں کی عداوت معروف ومشہور ہے"۔ میرے خیال میں گذشتہ تفصیل کے بعد یہ عداوت مشکوک ہی نہیں بلکہ ریت کا ڈھیر بن جاتی ہے۔

اہل بیت اور قبیلۂ بنو عدی کے آل خطاب کے

مابین رشتہ داریاں

۱-محمد بن عبداللہ-رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم

آپ نے حضرت حفصہ بنت عمر بن الخطاب سے نکاح فرمایا، اس نکاح کا تذکرہ تمام مصادر و مراجع میں موجود ہے، جس کو ثابت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۲-حسین (الأفطس) ابن علی بن علی (زین العابدین) ابن الحسین:

آپ نے خالد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی صاحبزادی سے شادی کی، اس شادی کا تذکرہ ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" ص ۳۳۷، مطبوعہ: دار الحیاۃ ص ۳۱۵ مطبوعہ انصاریان میں کیا ہے، فرماتے ہیں: "جہاں تک حسین بن الأفطس کا تعلق ہے، جن کی ماں (ابو الحسن عمری کے بقول) عمریہ ہیں، وہ خالد بن ابو بکر بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب کی صاحبزادی ہیں"۔ (عمدۃ الطالب ص ۳۱۵، مطبوعہ: انصاریان) اس کا تذکرہ محمد صادق بحر العلوم اور حسین بحر العلوم دونوں محققین نے اپنی تحقیق کردہ کتاب "رجال السید بحر العلوم" حاشیہ ص ۲۳ میں کیا ہے، مزید دیکھئے: تراجم أعلام النساء، ص ۳۶۱۔

مصعب زبیری کہتے ہیں: "ان کی والدہ جویریہ بنت خالد بن ابی بکر بن عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب ...... ہیں"۔ ("نسب قریش" ص ۷۳)

۳- حسن (المثنی) ابن الحسن بن علی بن ابی طالب:

آپ نے رملہ بنت سعید بن زید بن نفیل العدوی سے شادی کی، جن کے بطن سے محمد، رقیہ اور فاطمہ پیدا ہوئے، اس شادی کا تذکرہ ابن عنبہ نے عمدۃ الطالب ص ۱۲۰ مطبوعہ: دار الحیاۃ، ص ۹۲، مطبوعہ: انصاریان میں کیا ہے، حاشیہ میں لکھتے ہیں: ''اور حسن المثنی کا ایک دوسرا بیٹا بھی تھا، جس کا نام محمد تھا، اور دو بیٹیاں رقیہ اور فاطمہ تھیں، ان کی ماں رملہ بنت سعید بن زید بن نفیل العدوی ہے اور محمد بن الحسن المثنی کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، اس کا تذکرہ ''مناہل الضرب'' میں کیا ہے''۔

۴- ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب:

آپ سے حضرت عمر بن الخطابؓ نے شادی کی۔

اگرچہ بعض علماء نے اس شادی کا انکار کیا ہے لیکن اس کا تذکرہ انساب کی اہم اور مستند کتابوں میں موجود ہے اور جو بھی ابن الطقطقی کی کتاب ''الاصیلی فی أنساب الطالبیین'' ص ۵۸ (تحقیق: مہدی الرجائی) کا مطالعہ کرے گا اس کو اس شادی کے ثبوت میں کوئی تامل نہیں ہوگا۔

''امیر المومنین علی بن ابی طالب - علیہ السلام - کی صاحبزادیوں'' کے بارے میں فرماتے ہیں اور ام کلثوم: ان کی والدہ فاطمۃ الزہراء - علیہا السلام - ہیں، ان سے حضرت عمر بن الخطاب نے شادی کی اور ان کے بطن سے زید کی ولادت ہوئی، پھر یہ حضرت عبد اللہ جعفر کی زوجیت میں آئیں۔ (الاصیلی ص ۵۸)

محقق نے حاشیہ میں اس شادی کے ثبوت کے سلسلہ میں بالتفصیل بیان کیا ہے

اور انساب کے سلسلہ میں حجۃ النساب کی حیثیت رکھنے والے ابوالحسن عمری (۱) کے قول کو بھی نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: "المجدی" ص ۱۷۰ میں لکھا ہے کہ حضرت فاطمہ کے بطن سے پیدا ہونے والی حضرت ام کلثوم بنت علی - جن کا نام رقیہ علیہا السلام ہے - حضرت عمر بن الخطاب کی زوجیت میں آئیں اور حضرت زید کی ولادت ہوئی، ان کی اور ان کی والدہ کی وفات ایک ہی دن میں ہوئی۔

بغداد کے بلند پایہ زاہد اور مشہور زمانہ مورخ ابومحمد الحسن بن القاسم بن محمد الحوید العلوی المحمدی (رحمۃ اللہ علیہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے جس سے شادی کی تھی وہ شیطانہ تھی، جب کہ دوسرے یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے نکاح کے بعد ان کو اپنی زوجیت میں نہیں رکھا، بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ سب سے پہلی خاتون ہیں جن سے جبراً شادی کی گئی، اس سلسلہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد روایات وہ ہیں جن کو ابھی ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے ان کی شادی حضرت عمر سے ان کے والد کی رضامندی سے کی اور حضرت عمر کی زوجیت میں رہتے ہوئے زید کی ولادت ہوئی۔"
(الاصیلی، حاشیہ ص ۵۸-۵۹)

ہاں مہدی الرجائی نے اس سلسلہ میں شیخ مرتضی کا کلام نقل کیا ہے جس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ان سے جبراً شادی کی گئی ہے، اس کے بعد مہدی الرجائی نے یہ کہہ کر بات ختم کی ہے کہ "اس مسئلہ کے رد وقدح کے بارے میں کافی کلام کیا گیا ہے جس کو ذکر کرنے کی یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے"۔ اس لئے میں مسئلہ کو مختصر کرتے ہوئے ایجاز کے ساتھ چند باتیں لکھ دیتا ہوں:

ڈاکٹر موسوی نے بھی اپنی کتاب "السیدہ سکینۃ بنت الحسین بین

حقائق التاریخ واوھام المؤرخین" میں اسی سبب کا تذکرہ کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ان کی شادی مصعب زبیری سے جبراً کی گئی تھی۔ لیکن یہ عجیب وغریب بات معلوم ہوتی ہے اور اس کو کوئی مان بھی نہیں سکتا ہے کیونکہ یہ بنو ہاشم کے لئے گالی کی مانند ہے جس کو شریف لوگ پسند نہیں کر سکتے ہیں، اور ہر خاص وعام اس بات سے واقف ہے کہ بنو ہاشم تمام لوگوں میں مقام بلند رکھتے ہیں، اور وہ اس وقت اتنی طاقت اور افرادی قوت کے حامل تھے کہ جس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا ہے، پھر ان کی بہادری، عظیم کردار اور اپنی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے جان ومال کی قربانی کے باوجود ان کو ذلت ورسوائی کا کیسے سامنا کرنا پڑتا، ایک دیہاتی عربی کی عزت وناموس پر بھی اگر کوئی حملہ آور ہوتا ہے تو وہ بھی اس کے لئے اپنی جان نچھاور کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا حالانکہ حسب ونسب یا علم وتقویٰ سے اس کا کوئی دور تک کا واسطہ نہیں ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود بہت سے ایسے واقعات موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عربی بدوی کی عزت وناموس پر اگر کوئی حملہ آور ہو وہ غصہ سے بے قابو ہو جاتا ہے چاہے اس پر حملہ جائز طور پر کیا گیا ہو یا ناجائز طور پر، لہذا پھر اہل بیت کے بنو ہاشم اس کو کیسے برداشت کر سکتے ہیں، اسی طرح کا ایک واقعہ متعدد کتب میں مذکور ہے البتہ یہاں پر ابن عنبہ کی "عمدۃ الطالب" (ص ۹۰، مطبوعہ: انصاریان) سے نقل کیا جاتا ہے، وہ حسن المثنیٰ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: "آپ کی کنیت ابو محمد تھی، اور جہاں تک تعلق ہے خولہ بنت منظور بن زبان بن سیار بن عمرو بن جابر بن عقیل بن سمی بن مازن بن فزارہ بن ذبیان کا یہ تو محمد بن طلحہ بن عبید اللہ کی زوجیت میں تھیں اور جنگ جمل میں ان (محمد بن طلحہ) کی شہادت ہوئی، انہی کے بطن سے محمد کی اولاد ہوئی، اس کے بعد حسن بن علی بن ابی طالب - علیہ السلام - نے ان سے شادی کی، اس کی خبر ان کے

والد منظور بن زبان کو ہوئی تو وہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اپنا جھنڈا مسجد نبوی کے دروازہ پر گاڑ دیا اور مدینہ میں کوئی قیسی ایسا نہیں بچا جو اس کے پیچھے داخل نہ ہوا ہو، پھر آپ نے اعلان کیا: کیا میرے جیسے شخص کی بیٹی کے بارے میں میری اجازت کے بغیر کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟ سب نے جواب دیا: نہیں، جب حضرت حسن نے یہ دیکھا تو اس کی بیٹی کو اس کے حوالے کر دیا، اس کے بعد اس نے اپنی بیٹی کو ہودج میں اٹھایا اور مدینہ سے لے کر نکل گیا، جب بقیع پہنچا تو اس کی بیٹی نے اس سے کہا: ابا جان! آپ کہاں جا رہے ہیں، یہ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حسن ہیں۔ اس نے جواب دیا: اگر اس کو تمہاری ضرورت ہوگی، وہ ضرور ہم سے آ کر ملے گا، جب مدینہ کے کھجور کے باغات کے درمیان یہ لوگ چل رہے تھے تو حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر ان کے پاس آ کر ملتے ہیں، والد نے اپنی بیٹی کو ان کے حوالے کر دیا اور مدینہ منورہ دوبارہ اس کو بھیج دیا......"۔

قارئین کرام اب بذات آپ خود غور کر سکتے ہیں۔

۵- اُم کلثوم بنت ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب

آپ نے ابو بکر (ابن القتس) ابن عثمان بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب سے شادی کی۔ (نسب قریش ص ۷۸)

بنو تیم اور بالخصوص آل طلحہ اور اہل بیت کے مابین رشتہ داریاں

۱- حسن بن علی بن ابی طالب:

آپ نے ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی سے شادی کی۔ حضرت حسن کی اولاد میں فاطمہ، ام عبداللہ، طلحہ بن الحسن ہیں، اس نکاح کا تذکرہ متعدد کتب مراجع میں موجود ہے۔ دیکھئے:

''الارشاد'' شیخ مفید، ص۱۹۴، ''منتہی الآمال'' شیخ عباس القمی، ۱/۱۵۱، فصل ۱۲، حضرت حسین کی اولاد میں، ''کشف الغمۃ فی معرفۃ الائمۃ'' اربلی ۲/۵۷۵، ''الانوار النعمانیۃ'' الجزائری ۱/۳۷۴۔

الجزائری فرماتے ہیں: ''اور حسین الاثرم بن حسن، طلحہ، فاطمہ، ان کی ماں ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ہیں۔

اسی طرح اس نکاح کا تذکرہ ابن حبیب نے ''المحبر'' ص۶۶، میں کیا ہے۔ مصعب زبیری ''نسب قریش'' ص۵۰ میں فرماتے ہیں: ''طلحہ بن حسن درج ہیں، ان کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ہیں، ان کی والدہ کی دو بہنیں فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب اور آمنہ بنت عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق ہیں''۔

اسی طرح ابن قتیبہ نے ''المعارف'' ص۲۱۲، میں ابن الطقطقی نے ''الاصیلی فی انساب الطالبیین'' ص۶۳، میں اس کا تذکرہ کیا ہے، اور تقریباً مصعب زبیری کی طرح بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: اور آپ کے اخیافی بھائی ابراہیم اور داؤد اور ام القاسم سب محمد سجاد بن

طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں ہیں"۔

اسی طرح دوسرے مصادر میں بھی اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۲- حسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی سے شادی کی، حضرت حسن نے اپنی وفات سے پہلے اپنے بھائی حضرت حسین کو ام اسحاق سے شادی کرنے کی وصیت کی تھی، اور ایسا ہی ہوا، اور انہی کے بطن سے فاطمہ بنت الحسین- رضی اللہ عنہم اجمعین- پیدا ہوئیں۔

دسیوں کتب مصادر، مراجع میں اس نکاح کا تذکرہ موجود ہے، لہذا ذرا غور فرمائیے کہ اہل بیت- رضوان اللہ علیہم- اپنے پاس زوجہ صالحہ رکھنے کے کتنے خواہش مند ہیں- اور وہ زوجہ صالحہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی ہیں۔

اس کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب میں کیا گیا ہے:

"الارشاد" ص ۱۹۴، "منتہی الآمال" ص ۱۵۱، فصل ۹، مطبوعہ الدار الاسلامیہ، "الانوار النعمانیہ" ۳/۱۴ فرماتے ہیں: اور فاطمہ بنت حسین جن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں۔

اسی طرح اس کا تذکرہ مصعب زبیری نے "نسب قریش" ص ۵۹، میں اور ابن قتیبہ نے "المعارف" ص ۲۱۳ میں کیا ہے۔

۳- عبدۃ بنت علی بن حسین بن ابی طالب:

آپ سے نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ تیمی نے شادی کی تھی، مصعب زبیری کہتے ہیں: "اور عبدہ، محمد بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر کی زوجیت میں تھیں، انکی

ابن حبیب "المحبر" ص ۴۳۸ میں فرماتے ہیں: "حفصہ بنت عمران بن ابراہیم بن طلحہ بن عبید اللہ نے قاسم بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے شادی کی، اس کے بعد ہاشم بن عبد الملک کی زوجیت میں آ گئیں۔ پھر محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان کی، پھر عون بن محمد بن علی بن ابی طالب کی، پھر عبد اللہ بن حسن بن حسین کی اور پھر عثمان بن عروہ بن زبیر کی زوجیت میں آ گئیں۔

۶- ابو علی ابراہیم بن محمد (المحدث) ابن الحسن بن محمد (الجوانی) ابن عبید اللہ الاعرج ابن الحسن (الاصغر) ابن علی (زین العابدین)۔

آپ نے تیمیہ سے شادی کی۔

ابن عنبہ کی کتاب "عمدۃ الطالب" کے محقق فرماتے ہیں: "عمری نے "المجدی" میں بیان کیا ہے کہ ابوالحسن علی کی ولادت ہوئی، اور کوفہ میں آپ کی پرورش ہوئی ان کی ماں اور آپ کے بھائی حسین کی ماں تیمیہ ہے، کوفہ میں آپ کی وفات ہوئی اور کندہ کے قریب آپ کی قبر ہے۔"

(حاشیہ عمدۃ الطالب ص: ۲۹۴ مطبوعہ: انصاریان)

اہل بیت اور بنو امیہ کے مابین رشتہ داریاں

ان دونوں خاندانوں کے درمیان بہت زیادہ رشتہ داریاں پائی جاتی ہیں، ان سب کا تذکرہ یہاں پر ممکن نہیں ہے۔ کیوں کہ بنو امیہ قبیلہ عبد مناف کی ایک بہت بڑی شاخ ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسب میں عبد مناف سے جا ملتے ہیں، ان کا نسب یوں ہے: امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ ان کے درمیان جو رشتے سب سے زیادہ مشہور ہوئے اور جن کو میں تلاش کر سکا ہوں ان کا تذکرہ کروں گا، وہ تقریباً اتنے ہیں:

۱۔ حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم – رسول اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں:

ان دونوں سے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب نے شادی کی۔

حضرت عثمان بن عفان کی والدہ ہیں: اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔

اور ان کی والدہ (اروی) کی ماں ہیں: بیضاء (ام حکیم) بنت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ یہ آنحضور ﷺ کی پھوپھی اور رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی جڑواں بہن ہیں۔ یعنی حضرت عثمان بن عفان والد کی طرف سے اموی اور منافی ہیں اور والدہ کی جانب سے منافی ہیں اور نانی کی طرف سے ہاشمی ہیں۔

ان رشتہ داریوں کو ثابت کرنے کے لئے مصادر و مراجع کے ذکر کرنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کا ثبوت اظہر من الشمس ہے، تمام کتب مصادر و مراجع میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

۲۔ حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ سے حضرت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی نے شادی کی، آپ عبد شمسی پھر مناقی ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف سے جا کر نسب ملتا ہے اور بنو امیہ کے ساتھ (عبد شمس) یعنی ابو امیہ کے ساتھ جا کر ملتا ہے۔

حضرت ابو العاص ؓ کی والدہ

ہالہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی والدہ کا نسب قصی کے ساتھ جا کر ملتا ہے، وہ ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد کی بہن اور آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کی خالہ ہیں، اس شادی کا تذکرہ بھی تمام کتب مصادر و مراجع میں موجود ہے۔

۳۔ حضرت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب

آپ نے امامہ بنت ابی العاص بن ربیع بن عبد شمس بن عبد مناف سے شادی کی جن کی والدہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ ہیں، اور حضرت زینب کی والدہ حضرت ام المومنین خدیجہ بنت خویلد ہیں، اس شادی کا تذکرہ بھی تمام کتب مصادر و مراجع ہیں محفوظ ہے بلکہ مشہور یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ہی نے حضرت علی ؓ کو اپنی وفات سے پہلے حضرت امامہ سے نکاح کرنے کی وصیت کی تھی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے نزدیک حضرت امامہ کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

اسی طرح آپ (امامہ) کے والد حضرت ابو العاص بن ربیع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔(۱)

۴- حضرت خدیجہ بنت علی بن أبی طالب

آپ ﷺ سے حضرت عبداللہ بن عامر بن کریز الأموی نے شادی کی، ان کا پورا نام عبداللہ بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے، رسول ﷺ کے ساتھ آپ کا نسب عبد مناف سے جا ملتا ہے، آپ ہاشمی ہیں، اور یہ معروف ہیںہ عبد شمس، امیہ کے والد ہیں اور وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی ہیں، کیونکہ حضرت عثمان کی والدہ أروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب ہیں اور عبداللہ بن عامر کی والدہ دجاجہ بنت اسماء بنت صلت سلمیہ ہیں، اور یہ عبداللہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ان کو آپ ﷺ کے پاس لایا گیا جب کہ یہ چھوٹے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہماری ہی طرح ہیں اور آپ ﷺ ان کے جسم پر اپنا لعاب لگانے لگے اور تعوذ پڑھنے لگے، اور وہ نبی کریم ﷺ کا لعاب نگلنے لگے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: وہ سیراب ہیں، وہ جس زمین کو بھی ہاتھ لگاتے تھے وہاں پانی ظاہر ہوتا تھا۔

اس شادی کا تذکرہ مندرجہ ذیل کتب مصادر میں کیا گیا ہے:

---

(۱) حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے مقام و مرتبہ کے بارے میں تفصیل کے لئے دیکھئے: فتح الباری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، حدیث نمبر ۳۷۲۹ اور حضرت ابو العاص کے تعارف کے لئے دیکھئے الاصابہ ۴/۱۵۸، مطبوعہ مکتبہ مصر، اور امام احمد کی کتاب فضائل الصحابہ حدیث نمبر ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵۔

ابن حبیب نے "المحبر" کے ۵۳ میں "اصہار علی بن ابی طالب" میں بیان کیا ہے:

"اور عبدالرحمن بن عقیل کی زوجیت میں خدیجہ بنت علی تھیں، اور پھر ابو السنابل عبداللہ عامر بن کریز کی زوجیت میں آ گئیں"۔

یہی عبارت مصعب زبیری کی "نسب قریش" ص ۴۶ میں بھی مذکور ہے۔ (۱)

ابن عنبہ کی "عمدہ الطالب" کے حاشیہ پر ابن الحسن عمری کی "المجدی" ص ۹۰ مطبوعہ انصاریان میں حضرت علی بن ابی طالب کی کئی بیٹیوں کا تذکرہ کیا ہے، اس میں ہے:

۱۔ ام کلثوم، حضرت فاطمہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئیں، ان کا نام رقیہ ہے، یہ حضرت عمر بن الخطاب کی زوجیت میں آئیں اور ان سے زید پیدا ہوئے۔

۲۔ زینب الکبریٰ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی زوجیت میں آ گئیں اور ان کے بطن سے علی، عون اور عباس پیدا ہوئے۔

۳۔ رملہ: یہ عبداللہ بن ابی سفیان بن الحرث بن عبدالمطلب کی زوجیت میں آ گئیں۔

۴۔ ام الحسن: یہ جعدۃ بن ہبیرۃ مخزومی کی زوجیت میں آ گئیں۔

---

(۱) دیکھئے: جلد ۷/ ۸۸ (۲۱۸۰) مطبوعہ: مکتبہ مصر، علامہ ابن کثیر نے بھی "البدایہ والنہایہ" میں ابن عبداللہ عامر کی فتوحات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے۔ آپ بہادر اور سخی تھے، پورے خراسان، سجستان اور کرمان کے علاقوں کو فتح کیا یہاں تک کہ غزنہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ ہی کی امارت کے دوران فارس کا آخری بادشاہ یزدجرد مارا گیا۔ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے نیشاپور سے احرام باندھ کر آئے، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عرفہ میں حوض بنوائے اور وہاں کے لئے پانی جاری کروایا۔ حضرت عثمانؓ بن عفان نے آپ کو بصرہ کا والی مقرر فرمایا۔

۵-اُمامہ: یہ صلت بن عبداللہ بن نوفل بن الحرث بن عبدالمطلب کی زوجیت میں آئیں۔

۶-فاطمہ: یہ ابوسعید بن عقیل کی زوجیت میں آئیں۔

۷-خدیجہ: یہ ابن کریز(۱) جو بنوعبد شمس سے تعلق رکھتے ہیں کی زوجیت میں آئیں۔

۸-میمونہ: یہ مسلم بن عقیل کی زوجیت میں آئیں۔

۹-رقیہ الصغریٰ: یہ مسلم بن عقیل کی زوجیت میں آئیں۔

۱۰-زینب الصغریٰ: یہ محمد بن عقیل کی زوجیت میں آئیں۔

۱۱-اُم ھانی (فاختہ): یہ عبدالرحمن بن عقیل کی زوجیت آئیں۔

۱۲-نفیسہ: یہ اُم کلثوم صغریٰ ہیں، عبداللہ بن عقیل الاصغر کی زوجیت میں آئیں۔

ابن الطقطقی کی "الاصیلی" میں ہے: "اور خدیجہ: یہ عبدالرحمن بن عقیل کی زوجیت میں تھیں، اس کے بعد حضرت عثمان اور حضرت معاویہ کی جانب سے مقرر کردہ امیر البصرۃ عبداللہ کریز کی زوجیت میں آئیں۔"

اسی طرح "تراجم أعلام النساء" ص ۳۲۵ اور "جمہرۃ أنساب العرب" لابن حزم ص ۶۸، میں بھی ان کا تذکرہ ہے۔

۵-رملہ بنت علی بن أبی طالب:

آپ سے معاویہ بن مروان بن الحکم نے شادی کی۔

(۱) یہاں پر ان کے نام کا تذکرہ نہیں کیا گیا ہے۔ نہ معلوم اس کا کیا سبب ہے حالانکہ یہ بہت بڑے ماہر انساب ہیں اور یہ بات مشہور اور تمام کتب مصادر میں موجود ہے۔

معاویہ کا مکمل نام: معاویہ بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے۔

اس شادی کا تذکرہ مصعب زبیری نے "نسب قریش" ص ۴۵ میں یوں کیا ہے، فرماتے ہیں: رملہ، ابوالهیاج ہاشمی کی زوجیت میں تھیں، ان کا نام عبداللہ بن ابوالحارث بن عبدالمطلب ہے، ان کے بطن سے اولاد ہوئی، اس کے بعد یہ معاویہ بن مروان بن الحکم کی زوجیت میں آ گئیں۔

مزید دیکھئے جمہرۃ أنساب العرب، ابن حزم ص ۸۷۔

۶۔ علی بن الحسن بن علی بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے رقیہ بنت عمر العثمانیہ سے شادی کی، جس کا تذکرہ ابوالنصر بخاری نے کیا ہے، فرماتے ہیں: اور علی بن الحسن بن علی الحرزی ہی نے رقیہ بنت عمر العثمانیہ سے شادی کی، اور وہ اس سے پہلے مہدی بن منصور کی زوجیت میں تھیں، ہادی نے اس کو پسند نہیں کیا اور طلاق دینے کا حکم دیا، علی بن الحسن نے طلاق دینے سے انکار کیا اور کہا: مہدی کوئی اللہ کے رسول نہیں تھے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے نکاح کرنا کسی کے لئے حرام ہو، اور نہ ہی مہدی مجھ سے اشرف و برتر ہیں" (سر السلسلۃ العلویۃ: ص ۱۰۴)

یہی عبارت تھوڑی اضافہ کے ساتھ ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" ص ۳۹۲ مطبوعہ انصاریان میں نقل کی ہے، اور اس قصہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "موسیٰ ہادی نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو اتنا مارا گیا یہاں تک کہ وہ بے ہوش ہو گئے"۔

۷۔ زینب بنت الحسن (المثنی) ابن الحسن بن علی بن أبی طالب:

آپ سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے شادی کی، مروان کا نسب اس سے

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، اس شادی کا تذکرہ دسیوں کتب مصادر میں موجود ہے، دیکھئے: نسب قریش ص: ۵۲، "جمرۃ أنساب العرب" ص ۱۰۸، مصعب زبیری فرماتے ہیں: "زینب بنت حسن بن حسن بن علی، یہ ولید بن عبد الملک بن مروان - جو خلیفہ تھے - کی زوجیت میں تھیں"۔ (نسب قریش ص ۵۲)

اسی طرح ان سے معاویہ بن مروان بن الحکم نے شادی کی، ابن حزم فرماتے ہیں: "معاویہ بن مروان بن الحکم کی اولاد میں ولید بن معاویہ ہیں، جن کی ماں زینب بنت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں۔" (جمھرۃ أنساب العرب ص ۱۰۸)

۸- نفیسہ بنت زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب:

آپ سے ولید بن عبد الملک بن مروان نے شادی کی۔

یہ بھی مشہور و معروف شادی ہے، اسی شادی کی وجہ سے بہت سے امور وقوع پذیر ہوئے، مثلاً ولید کا زید بن الحسن کا اکرام کرنا، ان کی بیٹی ان کی زوجیت میں ہونے کی وجہ سے، اس شادی کا تذکرہ تفصیل سے ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" میں کیا ہے۔

فرماتے ہیں: "زید کی ایک بیٹی تھی جس کا نام نفیسہ تھا، وہ ولید بن عبد الملک بن مروان کی زوجیت میں آئیں اور ان سے ان کی اولاد ہوئی، مصر میں ان کی وفات ہوئی، وہیں پر ان کی قبر ہے، انہی کو اہل مصر "الست نفیسہ" کہتے ہیں"۔ (عمدۃ الطالب ص ۷۰، مطبوعہ: أنصاریان)

اس کے بعد مزید فرماتے ہیں: "زید، ولید بن عبد الملک کے نزدیک ایک اہم مقام رکھتے تھے، وہ ان کو اپنے تخت پر بٹھاتے تھے اور ان کا اکرام کرتے ہیں کیونکہ ان کی

بیٹی ان کی زوجیت میں تھی، ایک مرتبہ آپ نے ایک ہی وقت میں ان کو تیس ہزار دینار دیے۔

دیکھیے: منتھی الآمال ۱/ ۲۴۱، مطبوعہ: موسسۃ النشر الاسلامی، قم۔

۹-اُم اُبیھا بنت عبداللہ بن جعفر بن اَبی طالب:

آپ سے عبدالملک بن مروان نے شادی کی۔

بلاذری کہتے ہیں: "عبداللہ کی ایک بیٹی تھی جس کو ام ابیھا کہا جاتا تھا، اس سے عبدالملک بن مروان نے شادی کی۔" (أنساب الأشراف ص ۵۹-۶۰)

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام ام کلثوم تھا اور اس سے عبدالملک نے شادی کی اور پھر اس کو طلاق دے دی، پھر اس سے ابان بن عثمان بن عفان نے شادی کی، بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ الگ الگ دو عورتیں ہیں، اور جس سے عبداللہ نے پھر علی بن عبد اللہ بن عباس نے شادی کی وہ ام ابیھا ہے، عمر الکحالہ "اعلام النساء" ص ۲۰ میں کہتے ہیں: "اور اس سے عبدالملک بن مروان نے دمشق میں شادی کی پھر اس کو طلاق دی، اس کے بعد اس سے علی بن عبداللہ بن عباس نے شادی کی اور انہی کی زوجیت میں رہتے ہوئے ان کی وفات ہوئی۔

"تاریخ الیعقوبی" ص ۳۲۲ میں ہے: "علی بن عبداللہ بن عباس کے بائیس بچے تھے..... اور عبداللہ الأکبر کی والدہ ام ابیھا بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ہیں"۔

۱۰-ام القاسم بنت الحسن بن الحسن بن علی بن اَبی طالب:

آپ سے مروان بن ابان بن عثمان بن عفان نے شادی کی۔

مصعب زبیری فرماتے ہیں: "ام القاسم بنت الحسن یہ مروان بن ابان بن عثمان

بن عفان کی زوجیت میں تھیں، ان کے بطن سے محمد بن مروان کی پیدائش ہوئی، اس کے بعد یہ حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کی زوجیت میں آئیں، اور انہی کے پاس وفات پائی۔ ان کی زوجیت میں رہتے ہوئے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔" (نسب قریش ص ۵۳)

۱۱- فاطمہ بنت الحسین (الشہید) بن علی بن ابی طالب:

آپ سے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے شادی کی۔

آپ کی زوجیت میں رہتے ہوئے محمد الدیباج کی ولادت ہوئی جن کو سن ۱۴۵ھ میں منصور دوانیقی کے جیل میں اپنے بھائیوں عبداللہ المحض اور حسن المثلث اور دوسرے اہل بیت کے ساتھ شہید کیا گیا، اور فاطمہ اس سے پہلے حسن المثنیٰ کی زوجیت میں تھیں، جن سے عبداللہ (المحض)، حسن (المثلث) اور ابراہیم (الغمر) کی ولادت ہوئی، بعض علماء بسا اوقات اس نسب کے بارے میں غفلت کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے کہ استاذ علی محمد دخیل نے اپنی کتاب "فاطمہ بنت الحسین" میں لکھا ہے، ان کا خیال یہ ہے کہ انہوں نے صرف حسن (المثنیٰ) سے شادی کی، انہوں نے اپنی کتاب "اعیان النساء، عبر العصور المختلفة" میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، فاطمہ بنت الحسین کا تعارف کراتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ ان کی شادی حسن المثنیٰ سے ہوئی اور ان کی اولاد انہی سے ہوئی، ان کو منصور دوانیقی کے جیل میں مقید کیا گیا اور پھر وہیں شہید کیا گیا، لیکن انہوں نے اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے کہ ان کے ساتھ محمد الدیباج بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان بھی شہید کیے گئے۔

البتہ اس کے باوجود علمائے انساب و تاریخ کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے

جنہوں نے اس کو ثابت کیا ہے کہ فاطمۃ بنت الحسین نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے شادی کی ، اور ان سے ان کی اولاد ہوئی ، اور ام فاطمۃ یہ اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی کی والدہ ہیں۔

اب یہاں چند ایسے مراجع کا حوالہ دیا جا رہا ہے جن سے اس شادی کا ثبوت ملتا ہے، ان مراجع سے چند عبارتیں نقل کی جا رہی ہیں، جن سے اس کی مکمل وضاحت ہوتی ہے، یہ کتابیں انساب سے متعلق ہیں اور تمام مذاہب اور گروہوں کے نزدیک مسلم ہیں۔

تین مستند اقتباسات جن سے فاطمۃ بنت الحسین کی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے شادی کا ثبوت ملتا ہے:

ابن الطقطقی نے اپنی کتاب: ''الأصیلي في أنساب الطالبین'' میں فاطمہ بنت الحسین کی شادی کا تذکرہ کیا ہے اور مستند روایات کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے، اس سے پہلے اس کتاب کے بارے میں، اس کے محقق کے بارے میں اور انساب پر تصنیف شدہ کتابوں میں اس کتاب کی علمی قدر و قیمت کے بارے میں لکھا جا چکا ہے۔

فرماتے ہیں:

''یحیی تک متصل سند کے ساتھ منقول ہے کہ یحییٰ نے کہا کہ مجھ سے موسی بن عبد اللہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: مجھ سے عیسی بن عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب-علیہ السلام- نے بیان کیا کہ عبداللہ بن الحسن بن الحسن-علیہ السلام-حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ-صلی اللہ علیہ وسلم- کے گھرانہ میں مسجد میں پیدا ہوئے، اور جب حسن بن الحسن-علیہ السلام- کی وفات ہوئی تو فاطمہ بنت الحسین-علیہا السلام-حضرت عمرو بن عثمان بن عفان کی زوجیت میں آئیں اور ان سے ان کی اولاد ہوئی۔

اسی طرح یحییٰ تک متصل سند کے ساتھ منقول ہے کہ یحییٰ نے بیان کیا کہ مجھ سے اسماعیل بن یعقوب نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے حضرت حسن بن الحسن کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ بنت الحسین-علیہا السلام-کو پیغام نکاح دیا تو انہوں نے شادی کرنے سے انکار کر دیا، اس لئے انہوں (عبداللہ بن عمرو) نے عبداللہ بن محمد بن

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق (جو ابن ابوعتیق کے نام سے معروف تھے) سے بات کی، اور فاطمہ بنت الحسن کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ ان کی زوجیت میں تھیں، اس لئے ابن ابوعتیق نے اپنی بیوی ام اسحاق سے بات کی، اور ام اسحاق نے اپنی بیٹی فاطمہ بنت الحسین سے بات کی اور بہت اصرار کیا یہاں تک کہ اس بات کی قسم کھالی کہ جب تک فاطمہ بنت الحسین، عبداللہ بن عمرو سے شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی ہیں اس وقت تک دھوپ میں کھڑی رہوں گی، اور وہ دن میں دو گھنٹے دھوپ میں کھڑی رہیں، یہاں تک کہ فاطمہ بنت الحسین باہر نکلیں تو اپنی والدہ کو دھوپ میں دیکھ کر نکاح کے لئے آمادگی کا اظہار کر لیا۔

یحییٰ کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث اسماعیل بن یعقوب سے سنی، البتہ میں نے اس کو ثبت نہیں کیا، میرا بھائی اس کو اور اچھی طرح بیان کرتا تھا اور اس کو یاد اور زیادہ از بر تھی۔

اس کے علاوہ یحییٰ تک متصل سند کے ساتھ منقول ہے کہ یحییٰ نے کہا: مجھ سے اسماعیل بن یعقوب نے بیان کیا کہ میں نے اپنے چچا عبداللہ بن موسیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ عبداللہ بن الحسن فرماتے تھے: جب محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کی پیدائش ہوئی تو اس وقت مجھے ان سے اتنی نفرت تھی جتنی اور کسی کے ساتھ نہیں تھی، پھر جب وہ بڑے ہوئے اور انہوں نے مجھ سے حسن سلوک کیا تو مجھے ان سے اتنی محبت ہوئی جتنی کبھی اور کسی سے نہیں ہوئی"۔ (الاصیلی ص ۶۵-۶۶)

ایک اقتباس ــ جس کو "عمدۃ الطالب" کے محقق نے نقل کیا ہے:

"حسن "المثنیٰ" کے بعد فاطمہ، مشہور شاعر العرجی کے چچا عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان اموی کی زوجیت میں آ گئیں، ان سے ان کے کئی بچے ہوئے محمد (جو اپنے بھائی عبداللہ بن الحسن کے ساتھ شہید ہوئے) ان کو دیباج بھی کہا جاتا تھا، قاسم، رقیہ یہ سب عبداللہ بن عمرو کے بچے ہیں، اس کا تذکرہ ابوالفرج اصفہانی نے "مقاتل الطالبین" میں کیا ہے۔" (عمدۃ الطالب، حاشیہ ص ۹۰، مطبوعہ: انصاریان)

مصعب زبیری کی "نسب قریش" سے ایک دوسرا اقتباس:

حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: محمد (انہی کے نام پر ان کی کنیت رکھی گئی تھی، ان کی والدہ رملہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہیں) عبداللہ بن حسن، حسن، ابراہیم، زینب، ام کلثوم، یہ سب حسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں ہیں، ان کی والدہ فاطمہ بنت الحسین بن علی ابی طالب ہیں"۔ اس کے بعد حسن (المثنیٰ) کی فاطمہ بنت الحسین سے شادی اور وفات کے وقت ان کی اولاد کا تذکرہ کیا ہے، اس کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے فاطمہ بنت الحسین کی شادی کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "ان کے بطن سے محمد الدیباج، قاسم (ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی) رقیہ پیدا ہوئے، یہ سب عبداللہ بن عمرو کی اولاد میں ہیں، عبداللہ بن الحسن یہ سب سے بڑے بیٹے تھے، وہ کہتے ہیں: "مجھے عبداللہ بن عمرو سے زیادہ نفرت کسی سے نہیں ہوئی اور ان کے بیٹے محمد (جو میرے بھائی تھے) سے زیادہ محبت بھی میں نے کسی سے نہیں کی"۔ (نسب قریش ص ۵۱-۵۲)

شیخ عباس قمی کی "منتھی الآمال" کے بعض متفرق اقتباسات:

عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کے ساتھ فاطمہ بنت الحسین کے نکاح کا ثبوت مختلف نصوص کے ذریعہ ملتا ہے، مزید یہ بھی کہ ان کے بطن سے (عبداللہ المحض) کے بھائی) محمد الدیباج، حسن (المثلث)، ابراہیم (الغمر) کی پیدائش ہوئی۔

شیخ عباس قمی نے اپنی کتاب "منتھی الآمال" میں مختلف جگہوں پر اس نکاح کا ثبوت پیش کیا ہے، عبداللہ بن الحسن بن علی بن ابی طالب اور آپ کے دونوں صاحبزادوں محمد اور ابراہیم کی شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "......اور عبداللہ (المحض) اور آپ کے دونوں بیٹے محمد اور ابراہیم المحض کے بھائی الدیباج وغیرہ......" (منتھی الآمال ۱/۲۹۸، مطبوعہ: مؤسسۃ النشر، قم)

رباح بن عثمان، منصور کے جیلر ابوالازھر کے ساتھ مدینہ گئے، وہ نہایت خبیث النفس اور شریر نسان تھا، اس نے محمد الدیباج کے ساتھ حسن کے تمام بیٹوں کو نکال کر قید کیا، ان کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال دیں، ان کے ساتھ بہت سختی کا معاملہ کیا اور ان کو "ربذہ" لے کر چلا گیا"۔ (منتھی الآمال ۱/۳۰۵، مطبوعہ: مؤسسۃ النشر، قم)

"خلاصہ کلام یہ کہ: وہ حسن کے تمام بیٹوں کو اور محمد الدیباج کو ربذہ لے کر آیا، ان کو دھوپ میں کھڑا کیا، منصور کی جانب سے ایک شخص پہنچا اس نے کہا: تم میں محمد بن عبداللہ بن عثمان کون ہے؟ محمد الدیباج کھڑے ہوئے تو ان کو گرفتار کر کے منصور کے پاس لے کر آیا، راوی کا کہنا ہے کہ: محمد اس (منصور) کے پاس تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ ہم

نے کوڑوں کی آواز سنی، اور ہم کو محسوس ہو گیا کہ محمد کے ساتھ کیا معاملہ کیا جا رہا ہے، جب وہ ہمارے پاس نکل کر واپس آئے تو ہم نے دیکھا کہ ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا، اور مارنے اور کوڑوں کی وجہ سے حبشی غلام کی طرح کالے ہو گئے تھے، ان کی ایک آنکھ بھی ناکارہ کر دی گئی تھی، ان کا چہرہ خون آلود تھا۔

ان کو بھی اپنے بھائی عبداللہ المحض کے ساتھ کھڑا کر دیا، وہ ان سے بہت محبت کرتے تھے، محمد پیاس کی وجہ سے نڈھال ہو گئے، وہ پانی مانگتے تھے کسی نے بھی منصور کے ڈر کی وجہ سے ان کی بات نہیں سنی، یہاں تک کہ عبداللہ نے آواز لگائی: کون رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو پانی کا ایک گھونٹ پلائے گا؟! اہل خراسان میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے پانی پلایا۔

یہ بھی منقول ہے کہ محمد کے کپڑے کوڑوں اور خون کی وجہ سے جسم کے ساتھ چمٹ گئے تھے، زیتون کا تیل لگا کر ان کے کپڑوں کو الگ کیا گیا، کپڑوں کے ساتھ ان کی کھال بھی بعض جگہوں سے نکل گئی .....''۔ (منتھی الآمال، مطبوعہ: موسسۃ النشر الاسلامی، قم ۱/۵۰۴)

ابو الفرج کہتے ہیں: ''منصور نے عبداللہ (المحض) کو غصہ دلانے کے لئے عثمانی (محمد الدیباج) کو مارا اور عبداللہ کے سامنے اس کو عار دلانے لگا، جب وہ ان کی پیٹھ پر کوڑوں کے نشان دیکھتے تو بہت افسوس کرتے''۔ (منتھی الآمال ۱/۵۰۵، مطبوعہ: موسسۃ النشر، قم)

علامہ ابن الجوزی کے پوتے بیان کرتے ہیں: (محمد اور ابراہیم کی شہادت سے پہلے) منصور نے خراسان میں اپنے نائب کو لکھا: پورا خراسان محمد اور ابراہیم کی بغاوت کی

وجہ سے ہمارے خلاف اٹھ کھڑا ہوا ہے اور یہ سلسلہ کافی طویل ہوتا چلا جا رہا ہے، اس نے محمد الدیباج کا سر قلم کر دیا اور اس کو منصور کے پاس بھجوایا، سر کے ساتھ کچھ لوگ یہ گواہی دینے کے لئے بھیجے کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن ہی کا سر ہے جن کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ ہیں"۔ (منتھی الآمال ۱/۵۰۲، مطبوعہ: موسسۃ النشر، قم)

"ابن الجوزیؒ بیان کرتے ہیں کہ منصور نے محمد دیباج کو بلایا (ان کی صاحبزادی ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن کی زوجیت میں تھیں) منصور نے ان سے کہا: بتاؤ دونوں جھوٹے فاسق کہاں ہیں (یعنی: محمد اور ابراہیم)؟ انہوں نے کہا: واللہ! میں نہیں جانتا ہوں، یہ سن کر ان کو چار سو کوڑے لگائے، پھر ان کو ایک موٹی قمیص پہنوائی پھر اس کو ایسے کھینچوایا کہ اس کے ساتھ کھال بھی نکل گئی، وہ بہت حسین وجمیل تھے، اسی لئے ان کو دیباج کہا جاتا ہے، ان کی آنکھ پر بھی ایک کوڑا لگا جس کی وجہ سے ان کی آنکھ چلی گئی۔

اس کے بعد ان کو اپنے بھائی عبد اللہ بن الحسن کے پاس باندھ کر لے جایا گیا جب کہ وہ پیاس سے نڈھال ہو چکے تھے، کسی کو بھی انہیں پانی پلانے کی ہمت نہیں ہوئی اس لئے عبد اللہ چیخ پڑے: اے مسلمانو! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پیاس کی وجہ سے مر سکتی ہے؟" (منتھی الآمال ۱/۵۰۴، مطبوعہ: موسسۃ النشر، قم)

"انساب الاشراف" میں ہے: فاطمہ بنت الحسین، حسن بن الحسن کی زوجیت میں تھیں، ان کے بطن سے عبد اللہ بن حسن بن حسن، حسن بن حسن بن حسن اور ابراہیم بن حسن بن حسن کی ولادت ہوئی، اس کے بعد وہ عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان یعنی عبد اللہ (المطرف) کی زوجیت میں آئیں ان کے بطن سے محمد پیدا ہوئے"۔ (انساب الاشراف ۲/۲۱۹، مطبوعہ: دار الفکر، تحقیق: ڈاکٹر سہیل زکار، ۲/۱۹۸، مطبوعہ: موسسۃ

لأعلمی للمطبوعات، تحقیق: محمد باقر المحمودی)

محمد (دیباج) بن عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی شہادت کا واقعہ ابو الفرج اصفہانی نے "مقاتل الطالبین" میں نقل کیا ہے اور ابن قتیبہ نے بھی "المعارف" ص ۱۹۹ میں کیا ہے۔

قارئین کرام! دسیوں کتب مراجع میں حضرت فاطمہ بنت الحسین کا تعارف موجود ہے، ان سب میں اس نکاح کا تذکرہ موجود ہے، سابقہ نصوص و دلائل کے بعد شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی ہے، طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم مزید دلائل پیش کرتے لیکن انصاف پسند حضرات کے لئے مذکورہ دلائل ہی کافی وشافی ہیں۔

۱۲- حسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے لیلیٰ یا آمنہ بنت ابی مرہ سے شادی کی، جن کا تعلق قبیلہ ثقیف اور اموی خاندان سے ہے، اس لئے وہ ثقفیہ اور اُمویہ کہلاتی ہیں۔

شیخ عباس قمی فرماتے ہیں: "حضرت حسین کی ازواج میں لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروۃ بن مسعود ثقفیہ ہیں، جن کی ماں میمونہ بنت ابی سفیان ہیں جو علی اکبر کی والدہ ہیں۔ اور علی اکبر اپنے والد کی طرف سے ہاشمی ہیں اور اپنی والدہ کی جانب سے ثقفی اور اموی ہیں"۔

(منتھی الآمال ۱/۸۲۰، مطبوعہ: مؤسسۃ النشر، قم ۱/۶۵۲، ۶۵۳، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ)

مزید دیکھئے: "نسب قریش" ص ۵۷ جس میں مصنف فرماتے ہیں: "حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: علی اکبر (جن کی شہادت اپنے والد اور والدہ کے ساتھ طف میں ہوئی) اور آمنہ یا لیلیٰ بنت ابی مرۃ بن عروۃ بن مسعود بن معتب بن مالک بن

معتب بن عمرو بن سعد ابن عوف بن قسی ہیں۔ ان (آمنہ) کی والدہ حضرت میمونہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ ہیں"۔

ان کا تذکرہ علامہ تستری نے "تواریخ النبی والآل" ص ۱۰۸ مطبوعہ: دارالشرافۃ نے بھی کیا ہے۔

۱۳۔ اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عمر بن عثمان بن عفان سے شادی کی۔

مصعب زبیری فرماتے ہیں: "اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: یحیٰ ہیں، ان کی والدہ عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عمر بن عثمان بن عفان ہیں جن کی والدہ کلثم بنت وہب بن عبدالرحمن ابن وہب بن عبداللہ اکبر بن زمعہ بن الاسود ہیں"۔ (نسب قریش ص ۶۵) اسی طرح آپ کا تذکرہ ابن حزم نے "جمہرۃ انساب العرب" میں عبداللہ بن علی بن حسین (جو الارقط کے نام سے معروف تھے) کی اولاد کے ذیل میں کیا ہے، لیکن وہاں پر آپ کا نام عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بیان کیا ہے۔

۱۴۔ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب:

آپ سے ابان بن عثمان بن عفان نے شادی کی۔

علامہ دیار بکری آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "آپ کی زوجیت میں ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر (طیار) بن ابی طالب تھیں"۔

لیکن ابن حزم نے "جمہرۃ انساب العرب" میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے اپنے

چچازاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب سے شادی کی، پھر آپ سے حجاج بن یوسف ثقفی نے شادی کی اور پھر طلاق دے دی۔

ابن حزم فرماتے ہیں: ''عبداللہ بن جعفر کی اولاد میں..... ام کلثوم ہیں جن کی والدہ زینب بنت علی بن ابی طالب ہیں اور ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے حجاج بن یوسف نے شادی کی، اس نے طلاق دے دی، حجاج سے پہلے یہ اپنے چچازاد بھائی قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کی زوجیت میں تھیں، قاسم کی کوئی اولاد نہیں ہوئی''۔ (جمہرۃ أنساب العرب ص ۶۹)

دو اہم نوٹ:

۱- ام کلثوم اور آپ کے والد کی ماں (آپ کی دادی) دونوں کے ناموں کے مابین کافی خلط مبحث ہوا ہے، حجاج نے ان میں سے کس کے شادی کی اور عبدالملک کے حکم سے کس کو طلاق دی، ان سب چیزوں کے بارے میں اشتباہ ہو گیا ہے۔

۲- ابن حزم اور علامہ دینوری دونوں کی روایتوں کے مابین تطبیق کی شکل یہ ہے کہ ابان بن عثمان نے ام کلثوم سے قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب سے پہلے یا بعد میں نکاح کیا ہوگا۔

۱۵- لبابہ بنت عبداللہ ابن عباس ابن عبدالمطلب:

آپ نے ولید بن عتبہ بن ابی سفیان (حضرت معاویہ کے بھتیجے) سے شادی کی۔

البتہ عباس بن علی بن ابی طالب سے شادی کرنے کے بعد ان سے شادی ہوئی اور اس کے بعد اخیر میں زید بن حسن کی زوجیت میں رہیں۔ (دیکھئے: ''المحبر'' ص ۴۴۱،

"نسب قریش" ۱۳۳، حاشیہ "عمدۃ الطالب" ص ۴۴ ، مطبوعہ : انصاریان)

فرماتے ہیں: زید بن الحسن کے بعد لبابہ، ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کی زوجیت میں آئیں، ان کے بطن سے قاسم کی پیدائش ہوئی۔

اس کے علاوہ یہ اسماعیل بن طلحہ بن عبید اللہ تیمی کی زوجیت میں بھی رہیں، جیسے کہ مصعب زبیری نے "نسب قریش" ص ۴۹ میں بیان کیا ہے۔

۱۶۔ رملۃ بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب:

آپ نے سلیمان بن ہشام بن عبد الملک بن مروان بن حکم اُموی سے شادی کی، دیکھئے "المحبر" ص ۴۴۹، جس میں مصنف فرماتے ہیں: "رملہ بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب نے سلیمان بن ہشام بن عبد الملک سے شادی کی، اس کے بعد قاسم بن ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کی زوجیت میں آئیں لیکن ان کو عبد اللہ بن علی نے قتل کر دیا تو اس کے بعد علی کے بیٹے اسماعیل یا صالح کی زوجیت میں آئیں"۔

۱۷۔ اُم محمد بنت عبد اللہ بن جعفر بن اُبی طالب:

آپ نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان سے شادی کی، ابن حزم فرماتے ہیں: "اُم محمد بنت عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب سے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی"۔ (جمہرۃ أنساب العرب ٦٩)۔

۱۸۔ خدیجہ بنت حسین بن حسن بن علی بن ابی طالب:

آپ نے اسماعیل بن عبد الملک بن حارث بن ابی العاص بن امیہ سے شادی کی، ابن حزم فرماتے ہیں: "اسماعیل بن حارث بن حکم (بن ابی العاص بن امیہ) کی اولاد

میں محمد الاکبر، حسین، اسحٰق اور مسلمہ ہیں، ان سب کی ماں خدیجہ بنت حسین بن حسن بن علی بن طالب ہیں''۔ (جمہرۃ أنساب العرب ص۱۰۹)

۱۹- ابراہیم بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب:

آپ نے رقیہ الصغریٰ بنت محمد دیباج بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان سے شادی کی۔

ابن حزم فرماتے ہیں: ''......عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان (مطرف) کی اولاد میں محمد الاکبر، محمد الاصغر (جو دیباج کے نام سے معروف ہیں) اور قاسم ہیں......محمد دیباج کی اولاد میں: عبدالعزیز، خالد...... رقیہ الکبریٰ، عبداللہ، عثمان، قاسم......اور رقیہ الصغریٰ ہیں، رقیہ الکبریٰ نے محمد بن ہشام بن عبدالملک بن مروان سے شادی کی اور رقیہ الصغریٰ نے ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب سے شادی کی''۔ (جمہرۃ أنساب العرب ص۸۳)

اس کا تذکرہ شیخ عباس قمی نے بھی کیا ہے فرماتے ہیں: ''منصور نے محمد دیباج کو طلب کیا اور ان کی صاحبزادی رقیہ، ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی زوجیت میں تھیں''۔ (منتهى الآمال ۲/ ۵۰۴ مطبوعہ: موسسۃ النشر قم)

۲۰- حسن بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن أبی طالب:

آپ نے خلیدۃ بنت مروان بن عتبہ بن سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ سے شادی کی۔

ابن حزم فرماتے ہیں: ''سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کی اولاد

میں: عمرو الاشدق، ابان ...... یحییٰ، محمد، عبداللہ ...... داؤد، سلیمان، عثمان ...... معاویہ، سعید ......اور عنبسہ ہیں، عنبسہ حجاج کے ہمنشینوں میں تھے۔"

اس کے بعد آگے فرماتے ہیں: "عنبسہ کی اولاد میں: عبدالرحمٰن، زیاد، مروان اور امیہ ہیں، زیاد بن عنبسہ کی اولاد میں: ابراہیم بن زیاد اور علی بن زیاد ہیں اور پھر مروان بن عنبسہ کی اولاد میں خلیدہ پیدا ہوئیں جن سے حسن بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب نے نکاح کیا اور ان سے ان کی اولاد ہوئی......" (جمہرۃ أنساب العرب ص ۸۱، ۸۲)

۲۱- لبابہ بنت عبداللہ بن محمد بن علی بن أبی طالب:

آپ سعید بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص بن اُمیہ کی زوجیت میں رہیں اور عبداللہ بن علی بن محمد بن علی بن أبی طالب کی زوجیت میں رہنے کے بعد ان کی زوجیت میں آگئیں۔ (نسب قریش ص: ۷۲)

۲۲- نفیسہ بنت عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب:

آپ سے عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان بن حرب نے شادی کی اور ان کے بطن سے علی اور عباس پیدا ہوئے۔ (نسب قریش ص ۷۹)

خانوادۂ علوی اور عباسیوں کے مابین رشتہ داریاں

یہ رشتہ داریاں صرف خاص طور پر خانوادۂ علوی اور صحابہ۔رضوان اللہ علیہم۔ کے درمیان نہیں تھیں، بلکہ آلِ علی اور آلِ عباس اور دوسرے لوگوں کے مابین بھی تھیں۔ ان میں سے بعض رشتہ داریوں کا بیان مندرجہ ذیل سطور میں کیا جا رہا ہے:

۱۔محمد (جواد) ابن علی (رضا) ابن موسیٰ (کاظم):

آپ نے ام فضل بنت مامون بن ہارون رشید سے شادی کی۔(۱)

یہ نکاح ماہِ صفر کے اواخر سن ۲۰۲ھ میں ہوا، اس رشتہ کا تذکرہ متعدد علماء نے کیا ہے، البتہ نام بیان کرنے کے سلسلہ میں تھوڑا سا اختلاف پایا جاتا ہے۔(۲)

اس رشتہ کا تذکرہ مندرجہ ذیل لوگوں نے کیا ہے:

محمد الاعظمی حائری نے "تراجم اعلام النساء" ص ۲۳۹ میں، ہاشم معروف حسنی نے "سیرۃ الأئمہ الاثنی عشر" ص ۴۰۴، اور ۴۰۵ میں "الارشاد" ص ۳۲۱ میں، اس میں آپ کا نام اُمِ الفضل بیان کیا گیا ہے، اسی طرح ابن آشوب نے "المناقب" ۴/۲۲۲ میں تذکرہ کیا ہے، علامہ تستری نے "تواریخ النبی والآل" ص ۱۱۱ مطبوعہ دار الشرافہ میں، اس کتاب کے محقق نے حاشیہ میں مندرجہ ذیل مصادر کا تذکرہ کیا ہے: "تفسیر القمی" ص ۱۹۲،

---

(۱) خلفائے عباسیین کا نسب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس بن عبد المطلب سے ملتا ہے۔

(۲) علمائے انساب کے مابین مامون کی اس بیٹی کے نام کے سلسلہ میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے، جس سے محمد (الجواد) نے نکاح کیا کہ ان کا نام ام فضل ہے یا ام حبیبہ؟

"الاحتجاج" ۲/۲۴۰، "بحار الانوار" ۵۰/۷۴، ح ۳، ۹۷، ح ۳۔

علامہ تستری فرماتے ہیں: "ام الفضل بنت مأمون کے علاوہ ہمیں اور کوئی نام نہیں مل سکا، علامہ قمی نے ریان بن شبیب کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ شادی کے بعد مامون نے حکم دیا کہ خاص وعام لوگوں کو ان کے مقام ومرتبہ کے اعتبار سے بٹھایا جائے، اس کے کچھ ہی دیر بعد ہم نے ملاحوں کی آوازوں کی طرح کچھ آوازیں سنیں، اس کے بعد دیکھا کہ کچھ خدام ایک چاندی سے بنی ہوئی کشتی لے جارہے ہیں، جو ریشم کی رسیوں سے ایک گاڑی پر بندھی ہوئی تھی، وہ گاڑی مختلف قیمتی خوشبوں سے بھری ہوئی تھی۔

اس کے بعد مامون نے حکم دیا کہ خاص اور اہم لوگ ان خوشبوؤں میں سے اٹھائیں اور استعمال کریں، اس کے بعد عام لوگوں کے پاس اس کو لے جایا گیا انہوں نے بھی ان خوشبوؤں کا استعمال کیا، دستر خوان لگائے گئے اور لوگوں نے کھانا کھایا...... (اس کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں) ...... پھر مامون نے حکم دیا تو ابو جعفر کے سامنے مختلف قیمتی سامان، مختلف کھانے کی چیزیں اور سکے پیش کیے گئے"۔ (تواریخ النبی والآل ص ۱۱۱، مطبوعہ: دار الشرافۃ)

شیخ عباس قمی فرماتے ہیں: "امام جواد -علیہ السلام- کی ام الفضل کے بطن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی"۔ (منتھی الآمال ۲/۵۷۹، مطبوعہ: موسسۃ النشر قم)

۴-علی (رضا) ابن موسیٰ (کاظم) ابن جعفر (صادق):

آپ نے ام حبیب بنت مامون بن ہارون رشید عباسی سے شادی کی۔ اس رشتہ کا دسیوں کتب مصادر ومراجع میں تذکرہ کیا ہے، اور یہ بات مشہور ومعروف ہے کہ علی رضا،

مامون کے داماد ہیں، صرف اتفاق نہیں بلکہ مامون نے ان کو اپنا نامور و معروف ولی عہد بنایا اور اس کے بعد بہت سے امور وقوع پذیر ہوئے۔

اس رشتہ کا تذکرہ کرنے والوں میں یہ لوگ خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

علامہ تستری 'تواریخ النبي والآل'' ص ۱۱۱ مطبوعہ: دارالشرافة، محقق نے حاشیہ میں متعدد دیگر مصادر کا بھی ذکر کیا ہے: ''عیون أخبار الرضا'' ۲/ ۲۳۸، حدیث ۲، بحار الانوار ۴۹/ ۲۲۱، حدیث ۹، ص: ۳۰۳، حدیث ۱۱۔

شیخ عباس قمی فرماتے ہیں: ''ان (مامون) کی بیٹی ام حبیب کا نکاح ان سے ان کے چچا اسحاق بن جعفر نے کروایا اور اس سال امام رضا - علیہ السلام - کے بھائی ابراہیم بن موسی کو مامون کے حکم سے امیر الحج مقرر کیا گیا''۔ (منتہی الآمال ۲/ ۲۵۹، مطبوعہ: مؤسسۃ النشر، قم)

۳- عبید اللہ بن محمد بن عمر (أطرف) ابن علی بن أبي طالب:

آپ نے ابو جعفر منصور کی پھوپھی سے نکاح کیا، عمر بن عبید اللہ کی عمر چھبیس سال کی ہوئی، انہوں نے زینب بنت خالد ابن محمد باقر سے بھی شادی کی۔ اس کا تذکرہ ابونصر بخاری نے ''سر السلسلة العلوية'' ص ۱۳۵، میں کیا ہے۔

۴- أم کلثوم بنت موسی (جون) ابن عبد اللہ (المحض) ابن حسن بن علی بن أبي طالب:

آپ نے عباسی خاندان میں منصور کے بھتیجے سے نکاح کیا، ''عمدۃ الطالب'' کے محقق نے ابوالحسن عمری کی ''المجدی'' سے نقل کیا ہے کہ: ''موسی بن عبد اللہ (جن کا لقب

جون ہے) کے بارہ بچے تھے جن میں سے نو لڑکیاں تھیں..... جہاں تک ام کلثوم کا تعلق ہے
ابن دینار کے بقول وہ منصور کے بھتیجے کی زوجیت میں آ گئیں''۔ (عمدۃ الطالب ص ۱۳۴،
مطبوعہ: دار الحیاۃ، ص ۱۰۳، مطبوعہ: انصاریان)

۵۔ زینب بنت عبداللہ بن حسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب:

آپ نے امیر المؤمنین ہارون رشید عباسی سے نکاح کیا۔

مصعب زبیری کہتے ہیں: ''ابن الحسین بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: محمد، قاسم، ام سلمہ، زینب ہیں، یہ سب ام ولد نوبیہ کے بطن سے ہیں، ان ہی سے امیر المؤمنین ہارون نے شادی کی، ایک ہی دن کے بعد ان کو طلاق دی، اسی لئے اہل مدینہ نے ان کا لقب ''زینب لیلۃ'' (یعنی ایک رات کی زینب) رکھا.....'' (نسب قریش ص ۳۷، تفصیل کے لئے دیکھئے: جمہرۃ انساب العرب، حسین بن علی بن حسین بن ابی طالب کی اولاد کے ذیل میں۔

۶۔ محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن کی صاحبزادی:

آپ کا نکاح امیر المؤمنین محمد بن ابی العباس سے ہوا۔

ابن حبیب فرماتے ہیں: ''محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن حسن کی صاحبزادی کا نکاح محمد بن ابوالعباس سے ہوا، ان (صاحبزادی) کے والد کی شہادت کے بعد مدینہ میں ان کی شادی ہوئی اور صبح ہوتے ہی ان کو طلاق دے دی، اس کے بعد ان سے عیسیٰ بن علی نے نکاح کیا، ان کے بعد محمد بن ابراہیم اور پھر حسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی

زوجیت میں آئیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حسن بن ابراہیم نے ان کی بہن سے نکاح کیا۔" (المحبر ص: 449-450)

7- میمونہ بنت حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن آبی طالب:

آپ کا نکاح عباسی خلیفہ مہدی سے ہوا۔

ابن حزم اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں: حسن، حسن (دوسرے) علی، جعفر، عبداللہ، محمد، اسحاق، زید، یحییٰ، میمونہ ہیں، میمونہ سے عباسی خلیفہ امیر المومنین مہدی نے نکاح کیا"۔ "جمہرة أنساب العرب" حسین بن زید کی اولاد کے ذیل میں، مزید دیکھئے: ابن قتیبہ کی "المعارف" ص 219، فرماتے ہیں: "جہاں تک حسین بن زید کا تعلق ہے تو وہ نابینا ہوگئے اور ان کی بیٹی میمونہ، مہدی کی زوجیت میں تھی، ان کا ایک بیٹا ہوا۔"

آخری بات

قارئین کرام! ان ناموں، رشتہ داریوں اور انساب سے واقف ہونے کے بعد آپ عدل وانصاف سے کام لیجئے، آپ اہل بیت اور صحابہ کرام کے مابین الفت ومحبت، اخوت وہمدردی اور ایک دوسرے کے حق میں دلوں کے اندر صفائی کا مشاہدہ کریں گے، آپ کے دل کے یقین، حسن ظن اور اطمینان کے لئے اتنا کچھ کافی ہے، مختلف مصادر ومراجع اور کتب انساب سے ہم نے یہ نصوص جمع کئے ہیں تاکہ اس موضوع سے متعلق جو کچھ موجود ہے اس کو آپ تک پہنچایا جاسکے۔ اس عمل سے میں صرف اللہ بزرگ وبرتر کی رضا کا طالب ہوں، وہ مجھے اس کا بہترین صلہ اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ کیونکہ اس سے صرف اہل بیت اور صحابہ کے عظیم مقام وشرف کو بیان کرنا مقصود ہے، جو ان کو عمل اور نسب کی وجہ سے حاصل ہوا۔

اس سے آپ نے علم انساب کی اہمیت اور صحابہ کرام کے نسب کے سلسلہ میں طعن وتشنیع کرنے سے اجتناب کرنے کی ضرورت کو خوب اچھی طرح محسوس کیا ہوگا، کیونکہ ان سب کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔

میں نے کوشش کی ہے کہ کتب انساب، تاریخ، سیرت اور تراجم میں سے صرف انہی چیزوں کو پیش کیا جائے جو قارئین کے لئے مفید ہوں اور جن سے قارئین کو فائدہ حاصل ہوتا ہو، ہم نے بعض موضوعات کو بالتفصیل بیان نہیں کیا،

اس لئے کہ ان کا تذکرہ ہم ایک دوسری کتاب میں کریں گے۔(۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں خیر کے جملہ اعمال کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

بروز پیر ۱۹ / جمادی الآخرہ سنہ ۱۴۲۶ھ

مطابق ۲۵ / جولائی ۲۰۰۵ء

---

(۱) میں نے مناسب سمجھا کہ سوائے صحابہ اور صحابیات کے انساب کو جمع کیا جائے جن کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے، ان کے لئے ایک دوسری کتاب لکھی گئی ہے اس لئے یہاں پر صرف عشرہ مبشرہ، امہات المؤمنین اور بعض جلیل القدر صحابہ کے انساب کو بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

ضمیمے

ضمیمہ (۱)

مصعب الزبیری کی ''نسب قریش'' سے ایک اہم اقتباس

جس میں آل زبیر اور آل علی کے مابین الفت ومحبت کے قوی دلائل موجود ہیں۔

مصعب الزبیری (وفات ۲۳۲ھ) نے اپنی کتاب ''نسب قریش'' ص ۴۷ (مطبوعہ: دار المعارف، مصر) میں اس روایت کو نقل کیا ہے جس میں آل علی بن ابی طالب اور آل زبیر بن العوام۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کے مابین پائے جانے والی الفت ومحبت، مودّت ورحمت اور قرابت داری کے قوی دلائل موجود ہیں، فرماتے ہیں:

''عبد الملک بن مروان تخت نارواں ہوا تو اس نے ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن ولید بن مغیرہ کو خط لکھا، وہ اس کی جانب سے مدینہ کا گورنر تھا، ہشام بن اسماعیل کی صاحبزادی عبد الملک کی زوجیت میں تھی اور وہی عبد الملک کے بیٹے ہشام کی ماں ہیں، عبد الملک نے ہشام بن اسماعیل کو لکھا: ''آل علی کے ذریعہ علی بن ابی طالب پر سب وشتم کرواؤ اور آل عبد اللہ بن زبیر کے ذریعہ عبد اللہ بن زبیر پر۔'' ہشام کے پاس جب عبد الملک کی یہ تحریر پہونچی تو آل علی اور آل عبد اللہ بن زبیر ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوئے اور انہوں نے انکار کردیا، ہشام کی بہن آئی، وہ صاحب رائے اور عقلمند تھی اس نے کہا: ''اے ہشام! کیا تم سمجھتے ہو؟ کون ہے جو اپنے خاندان کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کرنا گوارا کریگا۔ امیر المؤمنین کی طرف پھر سے رجوع کرو۔'' اس نے کہا: ''میں ایسا نہیں کروں گا''۔

اس نے کہا: اگر ایسا کرنا ضروری ہی ہے تو آل علی کو حکم دیا جائے کہ وہ آل زبیر پر سب وشتم کریں، اور آل زبیر کو حکم دیا جائے کہ وہ آل علی پر سب وشتم کریں اور ہشام اس پر راضی ہو گیا۔ لوگوں کو یہ سن کر کچھ خوشی ہوئی کیونکہ یہ ان کے لئے آسان تھا، لہذا سب سے پہلے حسن بن حسن بن علیؓ کو حکم دیا گیا اور وہ کھڑے ہوئے، ان کی کھال نہایت باریک تھی، وہ اس دن نہایت باریک کپڑے کی قمیص زیب تن کئے ہوئے تھے، ہشام نے کہا: ''بولو اور آل زبیر پر سب وشتم کرو'' انہوں نے کہا: ''ان کی قرابت داریاں ہیں، میں بھی ان کا پاس ولحاظ کرنا چاہتا ہوں۔ اے لوگو! میں تمہیں راہ نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو''۔ یہ سن کر ہشام نے اپنے قریب کھڑے جلاد سے کہا: ''مارو!'' اس نے قمیص کے اوپر سے ہی ایک کوڑا مارا جو کھال کے بیچ سے نکل گیا اور کھال اکھڑ گئی، یہاں تک کہ پیروں کے نیچے سنگ مرمر پر خون بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی نے کہا: امیر محترم! ان کو رہنے دیجئے میں ان کی طرف سے آل زبیر کو سب وشتم کرنے کے لئے کافی ہو جاؤں گا! علی بن حسین وہاں حاضر نہیں ہوئے، وہ بیمار تھے یہ بیمار بن گئے تھے، اسی طرح عمر بن عبداللہ بن زبیر بھی وہاں نہیں آئے، ہشام نے ان کو بلانا چاہا، لیکن اس سے کہا گیا کہ وہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے، کیا آپ انہیں قتل کر دیں گے؟ یہ سن کر اس نے ان کو بلانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

آل زبیر کی طرف سے بعض لوگ حاضر ہو گئے، جنہوں نے سب کی جانب سے کفایت کی، عمر کہا کرتے تھے: ''اللہ جس چیز کو بھی بلندی اور عروج عطا کرتا ہے اس کے مقام ومرتبہ کو کوئی گرا نہیں سکتا ہے، دیکھو، بنو امیہ لوگوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں، حضرت

علی کے مقام و مرتبہ کو کم کرنا چاہتے ہیں اور ان کو سب و شتم کرنے پر لوگوں کو آمادہ کرتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بلند کرنا چاہتا ہے!'' ثابت بن عبداللہ بن زبیر موجود نہیں تھے وہ بعد میں آئے (وہ حسن بن حسن کی خالہ کے بیٹے ہیں، ان کی والدہ تماضر بنت منظور (خولہ بنت منظور کی سگی بہن) ہیں) یہ ہشام بن اسماعیل کے پاس آئے اور کہا: ''میں اس مجمع میں موجود نہیں تھا لہٰذا میرے لئے لوگوں کو پھر سے جمع کیجئے میں بھی اس میں حصہ لینا چاہتا ہوں''۔ ہشام نے کہا: آپ ایسا کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ حاضرین کی مرضی سے ہی آپ کو نہیں بلایا گیا۔'' انہوں نے کہا: ''آپ کو ضرور ایسا کرنا ہوگا ورنہ میں امیر المومنین کو خط لکھوں گا اور ان کو بتاؤں گا کہ میں نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا تھا لیکن انہوں نے مجھے موقع نہیں دیا۔'' اس نے سب لوگوں کو جمع کیا اور یہ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: ''لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد و عیسی بن مریم، ذلک بما عصوا و کانوا یعتدون''۔

ترجمہ: ''بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا، ان پر داؤد کی اور عیسیٰ بن مریم کی زبانی لعنت کی گئی، ایسا اس لئے ہوا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حدود سے تجاوز کرتے تھے''۔

اس کے بعد کہا: اے لوگو! وہ ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے، وہ بہت ہی برا کام کرتے تھے، سن لو! اللہ لعنت کرنے والے پر لعنت کرے، اللہ کی لعنت و پھٹکار ہو زبان آور، شیطان کے مارے ہوئے پر، ایسی چیز کی تمنا کرنے والے پر جس کا وہ اہل نہیں ہے، بے حیثیت و کمینہ صفت پر! سن لو! اللہ کی لعنت ہو تجھ پر اور ایک دوسرے کے اوپر

داغنوں والے پر، بندھے ہوئے گدھے کی طرح فتنہ میں کودنے والے پر یعنی محمد بن ابی حذیفہ پر ۔ امیر المومنین پر اژدہوں کے سر پھینکنے والے پر، بن لوا اللہ کی لعنت ہو بھتیجے عبید اللہ بن عبد الرحمن بن سمرہ پر، جو تمام کے اعتبار سے نافرمانوں میں سب سے زیادہ برا، سب سے زیادہ نقصان دہ اور سب سے زیادہ بے حیثیت ہے۔ اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو اور اس کی زوجیت میں رہنے والی عورت پر بھی!! اس سے ہشام بن اسماعیل کی ماں مراد تھی، یعنی: امۃ اللہ بنت مطلب بن ابی البختری بن ہاشم بن حارث بن اسد بن عبد العزیٰ، اسماعیل بن ہشام کے بعد یہ عبید اللہ بن عبد الرحمن کی زوجیت میں آئی تھی۔ عبید اللہ عورتوں کے نزدیک محبوب ترین شخص تھے، ثابت نے جب یہ بات کہی تو ہشام نے ان کو قید کرنے کا حکم دے دیا اور کہا: "میں سمجھ رہا ہوں کہ تم تو امیر المومنین کے رشتہ داروں پر ہی سب وشتم کر رہے ہو۔" ثابت مسلسل قید ہی میں رہے یہاں تک کہ عبد الملک بن مروان کو ان کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے یہ تحریر لکھ کر بھیجی کہ "ان کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ انہوں نے صرف اختلاف کرنے والوں کو برا بھلا کہا ہے"۔

فضیل بن مرزوق کہتے تھے: میں نے حسن بن حسن کو ان کے بارے میں غلو سے کام لینے والے شخص سے کہتے ہوئے سنا: "تم لوگوں کا برا ہو، اللہ کے لئے ہم سے محبت کرتے رہو جب تک کہ ہم اللہ کی اطاعت کرتے رہیں اور اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں تو ہم سے نفرت کرو! کیونکہ اگر صرف رسول اللہ ﷺ سے قرابت ورشتہ داری کی وجہ سے بغیر اطاعت کئے ہوئے اللہ کسی کو فائدہ پہنچاتا تو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین ان کے سب سے زیادہ مستحق تھے، اس لئے ہمارے بارے میں حق بات کہو، کیونکہ

یہ تمہارے مقاصد کے اعتبار سے تمہارے لئے سب سے زیادہ نفع بخش ہے، اور ہم بھی اسی کے ذریعہ آپ سے خوش رہیں گے"۔

حسن کی جب وفات ہوئی تو انہوں نے اپنے بھائی ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ تیمی کو وصیت کی: (۱)

(۱) وصیت کرنے والا، جس کو وصیت کی جا رہی ہے وہ اور جن کے بارے میں وصیت کی گئی سب کے سب اچھے لوگ ہیں۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبید اللہ تیمی جن کو حسن المثنیٰ نے اپنی اولاد کے بارے میں وصیت کی، یہ قریش کے اہم اور نامور لوگوں میں سے تھے، ان کو "اسد الحجاز" (حجاز کا شیر) اور "اسد قریش" (قریش کا شیر) کہا جاتا تھا، یہ حسن المثنیٰ ابن حسن کے بھائی ہیں، ان دونوں کی ماں خولہ بنت منظور بن زبان ہیں، جب حسن المثنیٰ نے ان کو اپنی اولاد کے بارے میں وصیت کی تو ان کی اولاد انہی کی پرورش میں رہی، یہاں تک کہ سن شعور کو پہونچنے کے بعد ان کو ان کا پورا مال بغیر کچھ خرچ کئے ہوئے حوالے کر دیا، اور کہا: جو کچھ میں نے تم پر خرچ کیا ہے وہ میں نے اپنے مال میں آپ لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کی نیت سے خرچ کیا ہے، یہ ان پر خوب خرچ کرتے تھے، عمدہ قسم کے گھوڑوں پر ان کو سوار کرتے تھے، اور ریشمی کپڑا پہناتے تھے۔ (دیکھئے: "التبیین فی انساب القرشیین" ص۳۲۴-۳۲۵)

ضمیمہ (٢)

"جمهرة من الأنساب والمصاهرات" کا ایک اقتباس

جس میں بعض اہم نکات اور دلائل موجود ہیں:

عمر الاطرف:

ابن الطقطقی عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جہاں تک عمر الاطرف بن علی بن ابی طالب - علیہ السلام - کا تعلق ہے تو ان کی والدہ اور ان کی بہن کی والدہ رقیہ جڑواں ہیں، ان کی والدہ کا نام ام حبیب بنت ربیعہ بن یحیی بن العبد بن علقمہ بن حارث بن عتبہ بن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلب بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار ہے"۔ (الاصیلی ص ۳۳۱) یعنی: ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نزار سے جاملتا ہے۔

ابن عنبہ کہتے ہیں: "قاسم بن محمد بن جعفر کی صاحبزادی طلحہ بن عمر بن عبید اللہ بن معمر تیمی کی زوجیت میں آئی، ان کے بطن سے ابراہیم بن طلحہ کی پیدائش ہوئی، ان کو "ابن الخمس" کہا جاتا تھا، یعنی ان کی پانچ پشتی ماؤں (والدہ، نانی، پرنانی ....) کی جانب

اشارہ ہوتا تھا"۔ (عمدۃ الطالب ص ۳۶ مطبوعہ: انصاریان)

ان کی پانچ پشتیں مائیں (والدہ، نانی.....) یہ ہیں: (۱) قاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب کی صاحبزادی (۲) جن کی والدہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی صاحبزادی ہیں (۳) جن کی والدہ حضرت زینب بنت علی بن ابی طالب ہیں (۴) ان (زینب) کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۵) جن کی والدہ حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن عبد مناف ہیں۔

ابن عنبہ نے موسیٰ الجون کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: "ابراہیم بن الجون، ان کی والدہ ام سلمہ بنت محمد بن طلحہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر ہیں، اور طلحہ بن عبداللہ بن عبد الرحمٰن کی والدہ عائشہ بنت طلحہ بنت عبید اللہ ہیں اور ان (عائشہ) کی والدہ ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق ہیں"۔ (عمدۃ الطالب ص ۱۰۲ مطبوعہ: انصاریان)

نسب میں مقامِ بلند کی حامل خاتون:

ابن حبیب "المحبر" ص ۴۴ میں بیان کرتے ہیں، اسی طرح اس کا ذکر ابن قتیبہ نے بھی "المعارف" ص ۲۰۰ میں کیا ہے کہ: "ایک ایسی خاتون جن کا سلسلۂ نسب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر (رضی اللہ عنہم) سب سے ملتا ہے۔ گویا کہ یہ سب ان کے آباء میں ہیں۔ وہ خاتون ہیں: حفصہ بنت محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان (بن عفان)

ان (حفصہ) کی والدہ: خدیجہ بنت عثمان بن عروۃ بن زبیر ہیں۔ اور حضرت عروۃ کی والدہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر ہیں، محمد کی والدہ: فاطمہ بنت حسین بن علی ہیں، فاطمہ بنت حسین کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ ہیں، اور عبد اللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کی والدہ: حفصہ بنت عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ہیں، بعض لوگوں نے زینب بنت عبد اللہ بن عمر کا بھی نام ذکر کیا ہے۔

ابن حبیب سے اس کی وضاحت رہ گئی کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کا نسب کیسے ملتا ہے، وہ اس طور پر کہ حضرت حسین بن علی کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ ہیں، اگرچہ ان خاتون کا سلسلۂ نسب خبیب کے ذکر کردہ انساب میں سے ہر ایک سلسلۂ نسب میں آنحضور ﷺ کے ساتھ جا ملتا ہے، لیکن اس کی بھی وضاحت ضروری تھی، آگے ذکر کردہ نقشہ سے اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

حضرت حفصہ بنت محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کا شجرہ نسب

تابعین میں شاذ و نادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جس کا نسب ان آٹھوں شاخوں میں نبی کریم ﷺ کے نسب کریم کے ساتھ جا ملتا ہو، میری معلومات کے مطابق ان حضرت کے علاوہ اور کسی کا نسب آپؐ سے اس طرح نہیں ملتا ہے۔ جہاں تک صحابہ کا تعلق ہے تو عنقریب ایک صحابیہ کا نسب آگے آ رہا ہے جن کا نسب نو شاخوں کے ذریعہ آنحضور ﷺ سے جا ملتا ہے۔

ان جلیل القدر صحابیہ کا نسب جن کا سلسلہ نو اعتبار سے والد کی جانب سے اور آٹھ اعتبار سے ماؤں کی جانب سے آنحضور ﷺ سے جا ملتا ہے، کسی اور صحابہ کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے:

(ہند بنت عتبہ)

رسول اللہ ﷺ کا نسب
محمد ← عبداللہ ← عبد المطلب ← ہاشم ← عبد مناف ← قصی ← کلاب ← مرہ ← کعب ← لوی ← غالب ← فہر

ہند بنت عتبہ کا نسب
ہند ← عتبہ ← ربیعہ ← عبد شمس ← عبد مناف

ام ہند کا نسب
صفیہ ← امیہ ← حارثہ ← الاوقص ← ہلال ← سلیم ← منصور ← عکرمہ ← خصفہ ← قیس ← عیلان ← مضر

ام صفیہ کا نسب
آمنہ ← نوفل ← عبد مناف

ام آمنہ کا نسب
قلابہ ← جابر ← نصر ← مالک ← حسل ← عامر ← لوی

ام قلابہ کا نسب
تماضر ← حارث ← حبیب ← جذیمہ ← مالک ← حسل ← عامر ← لوی

ام تماضر کا نسب
صماء ← سعید ← سہم ← عمرو ← ہصیص ← کعب

ام صماء کا نسب
عاتکہ ← عبد العزیٰ ← قصی

ام عاتکہ کا نسب
ریطہ (اعطلیا) ← کعب ← سعد ← تیم ← مرہ

ام ریطہ (اعطلیا) کا نسب
قیلہ ← حذافہ ← جمح ← عمرو ← ہصیص ← کعب

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ امہات المومنین کا نسب ملنے کو ثابت کرنے والا ایک خاکہ

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشرہ مبشرہ کا نسب ملنے کو ثابت کرنے والا ایک خاکہ

محمد رسول اللہ ﷺ — عبداللہ — عبد المطلب — ہاشم — عبد مناف — قصی — کلاب — مرہ — کعب — لوی — غالب — فہر — مالک — نضر — کنانہ — خزیمہ — مدرکہ — الیاس

علی — ابو طالب

عثمان — عفان — ابو العاص — امیہ — عبد شمس

زبیر — عوام — خویلد — اسد — عبد العزی

سعد — ابی وقاص — وہیب — عبد مناف — زہرہ

عبد الرحمن — عوف — عبد عوف — ابن الحارث — زہرہ

ابو بکر — ابو قحافہ — عامر — عمرو — کعب — سعد — تیم

طلحہ — عبید اللہ — عثمان — عمرو — عامر — عثمان — کعب — سعد — تیم

عمر — خطاب — نفیل — عبد العزی — عبداللہ — قرط — رزاح — رزاح — عدی

سعید — زید — عمرو — نفیل — عبد العزی — رباح — عبداللہ — قرط — رزاح — عدی

ابو عبیدہ — عبداللہ — جراح — ہلال — وہیب — ضبہ — حارث

رسول اللہ ﷺ کی والدہ کا نسب: آمنہ — وہب — عبد مناف — زہرہ — کلاب — مرہ

ضمیمہ (۳)

علم الانساب کی اہمیت ومقام اور اس کے بارے میں عربوں کا اہتمام

ابن الطقطقی نے "الاصیلی" ص ۳۰۱ اور ابن عنبہ نے "عمدۃ الطالب" ص ۱۴۷، مطبوعہ: انصاریان میں اس قصے کو بیان کیا ہے جس میں اس سلسلہ میں بہت سے دلائل موجود ہیں، یہاں پر ابن الطقطقی کی نقل کردہ روایت کو بیان کیا جا رہا ہے:

کہتے ہیں: "جہاں تک جعفر بن ابی الاغر کا تعلق ہے تو وہ مشہور ماہر انساب اور فاضل شخص ہیں اور انہی کا واقعہ منقول ہے، وہ "نیل" کے رہنے والے ہیں، مجھ سے مشہور زمانہ مورخ علامہ ابو الفضل عبد الرزاق بن احمد شیبانی (۱) نے بیان کیا وہ کہتے ہیں: مجھ سے ماہر انساب احمد بن مہنا عبیدلی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے چچا علی بن مہنا کے تحریر کردہ خط سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عظیم ماہر انساب عبد الحمید بن عبد اللہ بن اسامہ کے تحریر کردہ خط سے نقل کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو عبد اللہ بن اسامہ بن احمد بن علی بن محمد بن عمر بن یحییٰ حسینی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن ۵۰۲ھ میں حج کیا اور میرے رفیق سفر عز الدین ابو نزار عدنان بن عبد اللہ بن المختار تھے، ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا، اس کے بعد ہم حرم کے اونچے علاقہ میں کچھ دیر کے لئے لیٹ گئے، ہمارے پاس سے ایک شخص گذرا جس کے پیچھے دو غلام ہتھیار لئے ہوئے بطور محافظ تھے، مجھ سے ابو نزار نے

---

(۱) یہ علامہ مورخ کمال الدین ابو الفضل عبد الرزاق بن احمد بن محمد ہیں جو ابن الفوطی بغدادی کے نام سے مشہور اور "مجمع الآداب" کے مصنف ہیں، ان کی وفات ۷۲۳ھ میں ہوئی۔

کہا: میرا خیال یہ ہے کہ یہ شخص ماہر انساب جعفر بن ابو البشر ہوں گے، جاؤ اور میری طرف سے ان کو سلام عرض کرو، میں گیا، میں قد کے اعتبار سے لمبا تھا میں نے ان کے سر کو بوسہ دیا اور انہوں نے میرے سینے سے اپنا سر لگایا اور کہا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: آپ ہی کا چچازاد بھائی ہوں۔

کہا: علوی ہو؟ میں نے کہا: ہاں

کہا: حسنی، حسینی، محمدی، عمری، عباسی کس سے آپ کا تعلق ہے؟(۱)

میں نے کہا: حسینی

انہوں نے کہا: باقر، باہر، عمر الاشرف، زید، حسین الاصغر، علی کس کی اولاد میں سے ہو؟

میں نے کہا: زیدی، انہوں نے کہا: حسنی، عیسوی یا محمدی؟

میں نے کہا: حسنی، انہوں نے کہا: یعنی ذوالعبرۃ سے آپ کا تعلق ہے، تو ان کے کون سے بیٹے کی اولاد سے تمہارا تعلق ہے؟

میں نے کہا: یحییٰ کی اولاد سے، انہوں نے کہا: عمری، محمدی، عیسوی، حمزی، قاسمی، حسنی، یحیوی کیا ہو؟

میں نے کہا: عمری، انہوں نے کہا: کیا احمد بن محمد کی اولاد میں سے ہو؟

---

(۱) حسنی سے مراد: حسن سبط کی اولاد، حسینی: حضرت حسین شہید کی اولاد، محمدی: محمد بن الحنفیہ کی اولاد، عمری: عمر الاطرف کی اولاد، عباسی: حضرت عباس (ابو قربہ) کی اولاد مراد ہے، انہی پانچ کے خاندان حضرت علی بن ابی طالب کی اولاد ہے، اور ان میں سے دو کے خاندان میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد ہے یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین جن کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء ہیں، رضی اللہ عنہم اجمعین

میں نے کہا: بنو محمد سے، انہوں نے کہا: تم محدث ماہر نسب حسین کوفی کی اولاد میں سے ہو، تو ان کے کس بیٹے کی اولاد میں سے ہو؟ زید، عمر، یحیٰ کس کی اولاد سے؟

میں نے کہا: یحیٰی کی اولاد سے، پوچھا: عمری یا حسینی، میں نے کہا: عمری، کہا: ابوالحسن محمد اور ابوطالب محمد ابوالغنائم میں سے کس کی اولاد میں ہو؟ میں نے کہا: ابوطالب کی اولاد میں۔

انہوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ تم علی بن طالب کے خاندان میں سے یحیٰی کی اولاد میں سے ہو، اس کے بعد پوچھا: کیا تم اسامہ کے بیٹے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔

اس کے بعد ہم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

علم الأنساب کے بارے میں عربوں کے اہتمام پر دلالت کرنے والا ایک دوسرا واقعہ

عکرمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے، انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ اپنے آپ کو مختلف قبائل کے سامنے پیش کر کے ان کو دعوت دینے لگے تو ایک مرتبہ آپ ﷺ نکلے اور ابو بکرؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم عربوں کی ایک مجلس میں پہنچے۔ حضرت ابو بکرؓ آگے بڑھے اور سلام کیا، حضرت علی فرماتے ہیں: حضرت ابو بکرؓ خیر کے کام میں آگے رہنے والے تھے، وہ ماہر انساب بھی تھے، انہوں نے پوچھا: آپ کون لوگ ہیں؟ بیٹھے ہوئے لوگوں نے جواب دیا: ہمارا تعلق قبیلۂ ربیعہ سے ہے، حضرت ابو بکر نے پوچھا: کیا ربیعہ کی سب سے ممتاز شاخ سے؟ انہوں نے جواب دیا: اس سے ممتاز ترین شاخ سے ہمارا تعلق ہے۔ حضرت ابو بکر نے پوچھا: کون سی ممتاز ترین شاخ سے آپ لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: قبیلۂ ذہل اکبر سے، ابو بکرؓ نے پوچھا: کیا آپ میں عوف بن محلم ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عوف کی وادی میں کوئی گرمی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، ابو بکرؓ نے پوچھا: قبیلۂ کندہ کے بادشاہوں کے ماموں آپ کے خاندان میں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، پوچھا: قبیلۂ لخم کے بادشاہوں کے داماد آپ کے خاندان میں ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ نے کہا: آپ کا تعلق قبیلۂ ذہل اکبر سے نہیں بلکہ ذہل اصغر سے ہے، اس کے

بعد نوجوانوں میں سے ایک لڑکا کھڑا ہوا جس کا نام دغفل تھا، اس نے پوچھا: ارے صاحب! آپ نے ہم سے اتنے سوالات کئے ہم نے سب سوالات کے جوابات دئے، ہم نے کچھ بھی نہیں چھپایا۔ ذرا بتائے آپ کون ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: میں قبیلۂ قریش سے ہوں، اس نے کہا: واہ واہ! کیا کہنے! عزت و شرف اور سیادت وقیادت والے خاندان سے آپ کا تعلق ہے، قریش کی کس شاخ سے آپ ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: تیم بن مرۃ کی اولاد سے، اس نے کہا: کیا آپ میں قصی بن کلاب ہیں جنھوں نے تمام قبائل کو جمع کیا اس لئے ان کو ''مجمع'' کہا گیا؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: نہیں۔ اس نے پوچھا: کیا آپ کے درمیان ہاشم ہیں جنھوں نے اپنی قوم کے لئے ثرید بنوا کر تقسیم کروایا جس وقت مکہ کے لوگ کسمپرسی کے عالم میں تھے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا آپ کے درمیان شیبۃ الحمد، عبدالمطلب (جن کا چہرہ تاریک رات میں چمکتے چاند کی طرح تھا) ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: نہیں، اس نے کہا: کیا آپ کا تعلق اہل سقایہ (زمزم پلانے والوں) سے ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا: نہیں۔

اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اونٹنی کی لگام کھینچی اور رسول ﷺ کے پاس واپس لوٹ گئے''۔ (مقدمہ: أبناء الإمام في مصر والشام، ابن طباطبا ص: ۵۲)

اسی مفہوم کا ایک دوسرا واقعہ

یزید بن شیبان بن علقمہ بن زرارۃ بن عدس کہتے ہیں کہ میں حج کی نیت سے نکلا یہاں تک کہ میں منیٰ میں مقام محصب کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ایک شخص ایک سواری پر سوار ہے اور اس کے ساتھ دس نوجوان تھے ان میں سے ہر ایک کے پاس لاٹھی تھی، وہ لوگوں کو ان

کے ذریعہ اس سے بتارہے تھے اور ان کے لئے جگہ بنارہے تھے، جب میں نے اس شخص کو دیکھا تو میں نے قریب جا کر اس سے کہا: آپ کا تعارف؟ اس شخص نے جواب دیا: میں قبیلۂ مہرۃ کا ایک فرد ہوں جو بطن وادی میں رہتے ہیں، کہتے ہیں یہ سن کر مجھے اس شخص سے کچھ نفرت سی ہوگئی اور میں اس کے پاس سے چلا آیا: اس نے مجھے آواز دی، کیا بات ہے؟ میں نے کہا: آپ میری قوم میں سے نہیں ہیں، نہ ہی آپ مجھے پہچانتے ہیں اور نہ ہی میں آپ کو پہچانتا ہوں، اس نے کہا: اگر تمہارا تعلق شرفائے عرب سے ہے تو میں تم کو پہچان لوں گا، فرماتے ہیں: یہ سن کر میں نے اپنی سواری ان کی جانب واپس کی اور میں نے کہا: میرا تعلق شرفائے عرب سے ہے، اس نے کہا: اچھا بتاؤ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ میں نے کہا: میرا تعلق قبیلۂ مضر سے ہے، اس نے کہا: شہ سواروں میں سے یا جنگ نہ کرنے والوں میں سے؟ میں سمجھ گیا کہ شہ سواروں سے قیس کے لوگ مراد ہیں اور جنگ نہ کرنے والوں سے خندف کے لوگ مراد ہیں، میں نے کہا: میرا تعلق جنگ نہ کرنے والوں سے ہے، اس نے کہا: آپ قبیلۂ خندف کے ایک فرد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: ارنبہ (ڈرپوک) سے آپ کا تعلق ہے یا سرداران قوم سے؟ میں سمجھ گیا کہ ارنبہ سے ان کی مراد مدرکہ کے لوگ ہیں اور سرداران قوم سے بنو طابخہ مراد ہیں، میں نے کہا: میرا تعلق سرداران قوم سے ہے، اس نے کہا: تو کیا آپ بنو طابخہ کے ایک فرد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، اس نے کہا: آپ کا تعلق ادنی طبقہ سے ہے یا اصل لوگوں سے؟ میں سمجھ گیا کہ ادنی طبقہ سے رباب کے لوگ مراد ہیں اور اصل سے بنو تمیم مراد ہیں، میں نے کہا: میرا تعلق اصل لوگوں سے ہے، اس نے کہا: تو کیا آپ بنو تمیم کے ایک فرد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: تو آپ کا تعلق اکثریت والے لوگوں سے ہے یا قلیل تعداد والے لوگوں سے یا ان کے

دوسرے بھائیوں سے؟ میں سمجھ گیا کہ اکثریت والے لوگوں سے ان کی مراد زید مناۃ کی اولاد ہے، قلیل تعداد والے لوگوں سے حارث کی اولاد مراد ہے اور ان کے بھائیوں سے بنو عمرو بن تمیم مراد ہیں۔ میں نے کہا: میرا تعلق اکثریت والے لوگوں سے ہے۔ اس نے کہا: تو کیا آپ زید کی اولاد میں سے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: آپ کا تعلق سمندر سے ہے، یا ساحلوں سے ہے یا گڑھوں سے ہے؟ میں سمجھ گیا کہ سمندروں سے ان کی مراد بنو سعد ہیں، ساحلوں سے بنو مالک بن حنظلہ اور گڑھوں سے بنو امرء القیس بن زید مراد ہیں۔ میں نے کہا: میرا تعلق ساحلوں سے ہے۔ اس نے کہا: تو کیا آپ مالک بن حنظلہ کے ایک فرد ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: آپ کا تعلق کشادہ گھاٹیوں سے ہے یا دروں سے یا تنگ گھاٹیوں سے؟ میں سمجھ گیا کہ کشادہ گھاٹیوں سے مجاشع کے لوگ مراد ہیں، دروں سے نہشل کے لوگ مراد ہیں اور تنگ گھاٹیوں سے بنو عبداللہ بن دارم کے لوگ مراد ہیں۔ میں نے ان سے کہا: میرا تعلق تنگ گھاٹیوں سے ہے۔ اس نے کہا: تو کیا آپ عبداللہ بن دارم کی اولاد میں سے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: آپ کا تعلق گھروں میں رہنے والوں سے ہے یا فوج کے دستوں سے؟ میں سمجھ گیا کہ گھروں میں رہنے والوں سے زرارہ کی اولاد مراد ہے اور فوج کے دستوں سے ان کے حلیف مراد ہیں۔ میں نے کہا: میرا تعلق گھروں میں رہنے والوں سے ہے۔ اس نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یزید بن شیبان بن علقمہ بن زرارہ بن عدس ہیں۔

(ماخوذ از مقدمہ تابناء الإمام في مصر والشام ص ۳۵، ابن الکلبی کی "جمهرة النسب" ص ۲۷۷ مطبوعہ: عالم الکتاب۔ محقق نے اَمالی القالی ۲/ ۲۹۸ میں بھی اس قصہ کے مذکور ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔)

ضمیمہ نمبر (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور عشرہ مبشرہ

مندرجہ ذیل سطور میں رسول اکرم ﷺ کے دامادی رشتے اور عشرہ مبشرہ کے بارے میں ایک خاکہ دیا جا رہا ہے جس کو میں نے مختلف مراجع اور مصادر سے اخذ کیا ہے، خاص طور پر ابن حبیب کی "المحبر" بلاذری کی "انساب الاشراف" مصعب زبیری کی "نسب قریش" ابن قتیبہ کی "المعارف" ابن عنبہ کی "عمدۃ الطالب" کے حواشی اور "الاصیلی فی انساب الطالبین" سے استفادہ کیا گیا ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دامادی رشتوں کو بیان کرنے میں بنیادی طور پر آخری دو کتابوں پر انحصار کیا گیا ہے۔

	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں
۱	ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد شمس	زینب بنت رسول اللہ ﷺ
۲	عثمان بن عفان	رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ
۳	عثمان بن عفان	ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ (حضرت رقیہ کے بعد)
۴	علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم	فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ

	حضرت ابوبکر صدیقؓ کے داماد	ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادیاں
۱	محمد رسول اللہ ﷺ	عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ
۲	زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد	اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ
۳	طلحہ بن عبید تیمی	ام کلثوم بنت ابوبکر صدیقؓ
۴	عبدالرحمٰن بن احول بن عبداللہ بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم	ام کلثوم (طلحہ بن عبیداللہ کے بعد)
	حضرت عمر بن خطابؓ کے داماد	**حضرت عمر بن خطابؓ کی صاحبزادیاں**
۱	محمد رسول اللہ ﷺ	حفصہ بنت عمر
۲	خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم	حفصہ بنت عمر (نبی ﷺ سے پہلے)
۳	ابراہیم بن نعیم نحام عدوی	رقیہ بنت عمر (ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب ہیں)۔
	حضرت عثمان بن عفانؓ کے داماد	**حضرت عثمان بن عفانؓ کی صاحبزادیاں**
۱	عبدالرحمٰن بن ہاشم بن مغیرہ	مریم بنت عثمان
۲	عبدالملک بن مروان بن حکم	مریم بنت عثمان (عبدالرحمٰن بن ہاشم بن مغیرہ کے بعد)
۳	عبداللہ بن خالد بن اسید بن ابوالعیص بن امیہ	ام عثمان بنت عثمان

۴	حارث بن حکم بن ابو العاص بن امیہ	عائشہ بنت عثمان
۵	عبداللہ بن زبیر بن عوام	عائشہ بنت عثمان (حارث بن حکم کے بعد)
۶	مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیہ	ام ابان بنت عثمان
۷	سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن امیہ	ام عمرو بنت عثمان
۸	عبداللہ بن خالد بن اسید	ام خالد بنت عثمان (ام عثمان کے بعد)
۹	خالد بن ولید بن عقبہ بن ابی معیط	اروی بنت عثمان
۱۰	ابو سفیان بن عبد اللہ بن خالد بن اسید	ام البنین بنت عثمان
حضرت علی بن ابی طالبؓ کے داماد		حضرت علی بن ابی طالبؓ کی صاحبزادیاں
۱	عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	زینب بنت علی (۱) (زینب الکبری)
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	ام کلثوم بنت علی (۲)
۳	عون بن جعفر بن ابی طالب	ام کلثوم بنت علی، (عمر بن خطاب کے بعد)
۴	محمد بن جعفر بن ابی طالب	ام کلثوم (عون بن جعفر کے بعد)

(۱) ان کے بطن سے جعفر، عون اور عباس کی ولادت ہوئی۔

(۲) ان کے بطن سے زید اور رقیہ کی ولادت ہوئی۔

۵	عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب	ام کلثوم (محمد کے بعد)
۶	مسلم بن عقیل بن ابی طالب	رقیہ بنت علی (رقیہ الصغریٰ)(۱)
۷	جعدہ بن ھبیرہ بن ابی وھب المخزومی	ام الحسن بنت علی
۸	جعفر بن عقیل بن ابی طالب	ام الحسن بنت علی (جعدہ بن ھبیرہ کے بعد)
۹	عبداللہ بن زبیر بن عوام	ام الحسن بنت علی (جعفر بن عقیل کے بعد)
۱۰	ابو الھیاج عبد اللہ بن ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب	رملۃ بنت علی
۱۱	معاویہ بن مروان بن الحکم بن العاص	رملۃ بنت علی (ابو الھیاج کے بعد)
۱۲	عبداللہ بن عقیل بن ابو طالب	ام ھانی بنت علی
۱۳	عبداللہ بن عقیل بن ابو طالب	میمنہ بنت علی (ام ھانی کے بعد)
۱۴	فراس بن جعدہ بن ھبیرہ	زینب (الصغریٰ) بنت علی
۱۵	محمد بن عقیل بن ابو طالب	رقیہ (الصغریٰ) بنت علی

(۱) ابو الحسن عمری کی زوجیت میں رقیہ الصغریٰ تھیں اور مصعب الزبیری کی زوجیت میں رقیہ الکبریٰ، ان کے بطن سے مسلم کی زوجیت میں رہتے ہوئے عبداللہ، علی اور محمد کی ولادت ہوئی۔

۱۶	تمام بن عباس بن عبدالمطلب	میمونہ بنت علی، عبداللہ بن عقیل کے بعد
۱۷	کثیر بن عباس بن عبدالمطلب	زینب بنت علی
۱۸	کثیر بن عباس بن عبدالمطلب	ام کلثوم الصغریٰ (نفیسہ)
۱۹	تمام بن عباس بن عبدالمطلب	ام کلثوم الصغریٰ (نفیسہ)
۲۰	محمد بن عقیل بن ابی طالب	رقیہ الصغریٰ، مسلم بن عقیل کے بعد
۲۱	محمد بن ابو سعید بن عقیل بن ابی طالب	فاطمہ (الکبریٰ) سعید بن الاسود کے بعد
۲۲	سعید بن الاسود بن ابی البختری	فاطمہ الکبریٰ (سعید بن اسود کے بعد)
۲۳	منذر بن عبیدۃ بن زبیر بن عوام	فاطمہ (الکبریٰ) (سعید بن اسود کے بعد)
۲۴	صلت بن عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب	امامہ بنت علی
۲۵	عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب	خدیجہ بنت علی (صلت کے بعد)
۲۶	عبداللہ بن عامر بن کریز بن حبیب	خدیجہ بنت علی (ابوالسنابل کے بعد)
۲۷	عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب	ام ھانی بنت علی (فاختہ)
	حضرت طلحہ بن عبیداللہ تیمیؓ کے داماد	حضرت طلحہ بن عبیداللہ کی صاحبزادیاں

۱	عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق	عائشہ بنت طلحہ
۲	مصعب بن زبیر بن عوام	عائشہ بنت طلحہ (عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کے بعد)
۳	عمر بن عبید اللہ بن معمر تیمی	عائشہ بنت طلحہ (مصعب بن زبیر کے بعد)
۴	حسن بن علی بن ابی طالب	ام اسحاق بنت طلحہ
۵	حسین بن علی بن ابی طالب	ام اسحاق بنت طلحہ
۶	عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر الصدیق	ام اسحاق بنت طلحہ
۷	تمام بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن معمر بن عثمان تیمی	الصعبۃ بنت طلحہ
۸	عقبہ بن سعید بن العاص	الصعبۃ بنت طلحہ (تمام بن المغیرۃ کے بعد)
۹	عمر بن محمد بن عبید اللہ بن عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم	مریم بنت طلحہ
	حضرت زبیر بن عوامؓ کے داماد	حضرت زبیر بن عوامؓ کی صاحبزادیاں

۱	عبد اللہ بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن المخزوم	خدیجہ (الکبریٰ) بنت الزبیر
۲	جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف	خدیجہ (الکبریٰ) بنت الزبیر، عبد اللہ بن ابی ربیعہ کے بعد پھر دوبارہ عبد اللہ بن ابی ربیعہ کی زوجیت میں آئیں۔
۳	عبد اللہ بن السائب بن ابی جیش بن المطلب بن اسد	خدیجہ (الکبریٰ) عبد اللہ بن ابی ربیعہ کے بعد
۴	عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام	ام الحسن بنت زبیر
۵	ولید بن عثمان بن عفان	عائشہ بنت زبیر
۶	یعلی بن منبہ التمیمی	حبیبہ بنت زبیر
۷	عبد اللہ بن عباس بن علقمہ	حبیبہ بنت زبیر، یعلی بن منبہ کے بعد
۸	عمرو بن سعید بن عاص	سودۃ بنت زبیر
۹	عبد الملک بن عبد اللہ بن عامر بن کریز	ہند بنت زبیر
۱۰	عثمان بن عبد اللہ بن حکیم بن حزام	رملۃ بنت زبیر

۱۱	خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان	رملہ بنت زبیر، عثمان بن عبداللہ کے بعد
۱۲	ابو لیسار عمر بن عبدالرحمٰن بن عبید اللہ بن شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس	خدیجہ (الصغریٰ) بنت زبیر
حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے داماد		عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی صاحبزادیاں
۱	یزید بن ابی سفیان بن حرب	فاختہ بنت عبدالرحمٰن
۲	یحیٰ بن الحکم بن ابوالعاص بن امیہ	ام القاسم (الصغریٰ) بنت عبدالرحمٰن، یہ بھی منقول ہے کہ عبداللہ بن عثمان بن عفان نے ان سے شادی کی۔
۳	عبداللہ (الاکبر) بن عثمان بن عفان	ام الحکم بنت عبدالرحمٰن
۴	عبداللہ بن الاسود بن عوف	حمیدۃ بن عبدالرحمٰن
۵	ابوعبیدۃ بن عبداللہ بن عوف	امۃ الرحمٰن بنت عبدالرحمٰن
۶	عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب	صفیہ بنت عبدالرحمٰن
۷	ابراہیم بن قارظ بن خالد کنانی	آمنہ بنت عبدالرحمٰن
۸	ابراہیم بن قارظ بن خالد کنانی	مریم بنت عبدالرحمٰن، اپنی بہن آمنہ کے بعد ان کی زوجیت میں آگئیں۔

۹	مسور بن مخرمہ	جویریہ بنت عبدالرحمٰن
۱۰	عمر بن عبداللہ بن عوف	ام یحییٰ بنت عبدالرحمٰن
	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے داماد	سعد بن ابی وقاصؓ کی صاحبزادیاں
۱	مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب الثقفی	حفصہ بنت سعد
۲	معاویہ بن عمیر بن اسحاق بن معاویہ الکندی	حفصہ بنت سعد، مغیرہ بن شعبہ کے بعد
۳	ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف	ام القاسم بنت سعد
۴	ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف	ام کلثوم بنت سعد
۵	عبدالرحمٰن بن ہاشم بن عمرو بن عتبہ بن عمرو بن عتبہ بن نوفل بن اُھیب	ام عمران بنت سعد
۶	طلیب بن ہاشم بن عمرو بن عتبہ	ام عمران بنت سعد، ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ہاشم کے بعد ان کی زوجیت میں آ گئیں۔
۷	عثمان بن عبدالرحمٰن بن عوف	ام الحکم (الصغریٰ) بنت سعد
۸	جابر بن اسود بن عوف	ام الحکم (الکبریٰ) بنت سعد
۹	ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص	ام عمرو بنت سعد

۱۰	عبد الرحمٰن بن عامر بن ابی وقاص	ام عمرو بنت سعد، ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے بعد
۱۱	عیاض بن عبد اللہ بن عیاض بن ثمامہ بن اسود بن حارث بن معاویہ	ہند بنت سعد
۱۲	عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث	حمیدہ بنت سعد
۱۳	جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل	ام عمرو بنت سعد
۱۴	سلیمان بن عامر بن ابی وقاص	ام عمرو بنت سعد (جبیر بن مطعم کے بعد)
۱۵	محمد بن جبیر بن مطعم	ام ایوب بنت سعد
۱۶	ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص	ام اسحاق بنت سعد
۱۷	عثمان بن حنیف	ام اسحاق بنت سعد (ہاشم بن عتبہ کے بعد)
۱۸	عبد اللہ بن ابی احمد بن جحش بن رئاب	ام اسحاق بنت سعد (عثمان بن حنیف کے بعد)
۱۹	عبد الرحمٰن بن عامر بن ابی وقاص	رملہ بنت سعد
۲۰	سہیل بن عبد الرحمٰن بن عوف	عمرۃ بنت سعد

	حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے داماد	سعید بن زید کی صاحبزادیاں
۱	منذر بن زبیر بن عوام	عاتکہ بنت سعید(۱)
۲	عبد الرحمن بن عبد اللہ بن حارث المرادی	ام الحسن بنت سعید
۳	عبد الرحمن بن حویطب بن عبد العزی	ام حبیب (الکبری) بنت سعید
۴	عبد الرحمن بن ابی سفیان بن حویطب	ام حبیب (الکبری) (عبد الرحمن بن حویطب کے بعد)
۵	عبد اللہ بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب	ام زید (الکبری) بنت سعید
۶	مختار بن ابی عبید بن مسعود	ام زید (الصغری) بنت سعید
۷	عاصم بن منذر بن زبیر بن عوام	ام عبد بنت سعید

(۱) عاتکہ بنت زید: یہ سعید بن زید کی بہن ہیں اور عاتکہ بنت سعید بن زید پہلی والی عاتکہ کے بھائی کی صاحبزادی ہیں۔

ضمیمہ نمبر (۵)

رسول ﷺ کے ہم زلف افراد: (۱)

	رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف	خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے
۱	ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی	انھوں نے ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجہ کی بہن سے شادی کی
۲	ربیعہ بن عبد العزی بن عبد شمس	انھوں نے ہالہ بنت خویلد سے اپنے بھائی کے بعد شادی کی۔
۳	وہب بن عبد بن جابر بن عتاب بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف	انھوں نے ہالہ بنت خویلد سے ربیعہ بن عبد العزی کے بعد شادی کی۔
۴	قطن بن وہب بن عمرو بن حبیب بن سعد بن مالک بن مصطلق	انھوں نے ہالہ بنت خویلد سے شادی کی۔

(۱) ہم نے بنیادی طور پر دو کتابوں پر اعتماد کیا ہے: (۱) ابن حبیب کی "المحبر" (۲) عبد المومن دمیاطی کی "نساء رسول الله ﷺ و اولاده ومن سالفه من قريش وغيرهم" ان کے علاوہ باقی مراجع میں اہم مراجع یہ ہیں:

نسب قریش: مصعب زبیری، أنساب الأشراف: بلاذری، جمہرۃ انساب العرب: ابن حزم، طبقات الکبری: ابن سعد، الاستیعاب: ابن عبد البر، الاصابہ: ابن حجر عسقلانی، سیر اعلام النبلاء: علامہ ذہبی۔

۵	عبد اللہ بن بجاد بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب	آپ نے رقیقہ بنت خویلد سے شادی کی۔
۶	علاج بن ابی سلمہ بن عبد العزی بن غیرۃ	آپ نے خالدہ بنت خویلد سے شادی کی۔
	رسول ﷺ کے ہم زلف	**عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے**
۱	زبیر بن عوام بن خویلد	آپ نے اسماء بنت ابی بکر صدیق، حضرت عائشہ کی بہن سے شادی کی۔
۲	طلحہ بن عبید اللہ تیمی	آپ نے ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق سے شادی کی۔
۳	عبد الرحمٰن بن ابی ربیعۃ بن مغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشی	آپ نے ام کلثوم بنت ابی بکر سے حضرت طلحہ کے بعد شادی کی۔
	رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف	**حضرت سودہ کی جانب سے**
۱	حویطب بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی العامری	آپ نے ام کلثوم بنت زمعہ سے شادی کی اور ان کے بطن سے حکم بن عبد الرحمن کی ولادت ہوئی۔
۲	عبد الرحمٰن بن عوف	آپ نے ام حبیب بنت زمعہ سے شادی کی۔

۳	عبد بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود	آپ نے امیمہ بنت زمعہ سے شادی کی اور ان کے بطن سے مسلم، معمر، عائشہ، مریم اور ام یحیٰ کی ولادت ہوئی۔
۴	معبد بن وھب العبدی	آپ نے بریرۃ بنت زمعہ سے شادی کی۔
رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف		**حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے**
۱	عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب	آپ نے فاطمہ بنت عمر یعنی حضرت حفصہ کی بہن سے شادی کی۔
۲	ابراہیم بن نعیم النحام بن عبداللہ بن اسید بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب	آپ نے رقیہ بنت عمر سے شادی کی۔
۳	عبدالرحمٰن بن معتمر بن عبداللہ بن ابی سلول	آپ نے زینب بنت عمر سے شادی کی۔
۴	عبداللہ بن عبداللہ بن سراقہ بن انس بن اذاۃ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب	آپ نے زینب بنت عمر سے عبدالرحمٰن بن معتمر کے بعد شادی کی۔

	رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف۔	حضرت ام سلمہؓ کی جانب سے
۱	زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی	آپ نے قریبہ (الکبریٰ) بنت ابی امیہ یعنی حضرت ام سلمہ کی بہن سے شادی کی
۲	عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	آپ نے قریبۃ (الصغریٰ) سے شادی کی
۳	معاویہ بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس	آپ نے قریبہ (الصغریٰ) سے حضرت عمر بن خطاب کے بعد شادی کی۔
۴	عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق	آپ نے قریبہ (الصغریٰ) سے حضرت معاویہ کے بعد شادی کی۔
۵	منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم	آپ نے ابو امیہ کی صاحبزادی سے شادی کی، ابن حبیب اور دوسرے لوگوں نے ان کا نام ذکر نہیں کیا ہے۔
۶	طلحہ بن عبید اللہ	آپ نے قریبہ بنت ابی امیہ سے شادی کی
۷	عبد اللہ بن سعید بن حکم	آپ نے ابو امیہ کی بیٹی سے شادی کی ان کا بھی نام مذکور نہیں ہے۔
۸	صہیب بن سنان النمری	آپ نے ریطہ بنت ابی امیہ سے شادی کی

	رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف	حضرت زینب بنت جحشؓ کی جانب سے
۱	مصعب (الخیر) بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی	آپ نے حمنہ بنت جحش، یعنی حضرت زینب کی بہن سے شادی کی۔
۲	طلحہ بن عبید اللہ تیمی	آپ نے حمنہ بنت جحش سے مصعب (الخیر) کے بعد شادی کی۔
۳	عبد الرحمن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرۃ	آپ نے حبیبہ بنت جحش یعنی حضرت زینب کی بہن سے شادی کی
	رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف	حضرت رملہ ام حبیبہؓ کی جانب سے
۱	حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف	آپ نے ہند بنت ابی سفیان یعنی حضرت رملہ کی بہن سے شادی کی۔
۲	محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف	آپ نے رملہ بنت ابی سفیان سے شادی کی
۳	سعید بن عثمان بن عفان	آپ نے رملہ سے محمد بن ابی حذیفہ کے بعد شادی کی
۴	عمرو (الاشدق) بن سعید بن العاص بن امیہ	آپ نے رملہ سے سعید بن عثمان کے بعد شادی کی۔

۵	سائب بن ابی حبیش	آپ نے جویریہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۶	عبد الرحمن بن حارث بن امیہ (الاصغر) بن عبد شمس بن عبد مناف	آپ نے جویریہ سے سائب کے بعد شادی کی۔
۷	صفوان بن امیہ بن خلف بن وھب بن حذافہ بن جمح	آپ نے امیمہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۸	حویطب بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی	آپ نے امیمہ سے شادی کی۔
۹	عبد اللہ بن معاویہ العبدی	آپ نے امیمہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۱۰	عیاض بن غنم بن زھیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ھلال بن مالک بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن النضر	آپ نے ام الحکم بنت ابی سفیانؓ یعنی حضرت ام حبیبہ کی بہن سے شادی کی۔
۱۱	عبد اللہ بن عثمان بن عبد اللہ بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن الحارث بن مالک بن حطیط الثقفی	آپ نے ام الحکم سے شادی کی۔

۱۲	سعید بن الأخنس بن شریق بن عمرو بن وھب بن علاج الثقفی	آپ نے صخرۃ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۱۳	عروہ بن مسعود بن عامر بن معتب الثقفی	آپ نے حضرت میمونہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۱۴	مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر الثقفی	آپ نے حضرت میمونہ سے حضرت عروہ بن مسعود کے بعد شادی کی۔
رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف		حضرت میمونہؓ کی جانب سے
۱	حضرت حمزہ بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے چچا)	آپ نے سلمی بنت عمیس، حضرت میمونہ کی بہن سے شادی کی۔
۲	عباس بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے چچا)	آپ نے لبابہ الکبری یعنی ام الفضل حضرت میمونہ کی بہن سے شادی کی۔
۳	حضرت جعفر بن ابی طالب (آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی)	آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس یعنی حضرت میمونہ کی بہن سے شادی کی
۴	حضرت ابوبکر صدیقؓ	آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس سے حضرت جعفر کے بعد شادی کی۔
۵	حضرت علی بن ابی طالبؓ	آپ نے اسماء بنت عمیس سے حضرت ابوبکر کے بعد شادی کی۔

۱۲	سعید بن الأخنس بن شریق بن عمرو بن وھب بن علاج الثقفی	آپ نے صخرۃ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۱۳	عروہ بن مسعود بن عامر بن معتب الثقفی	آپ نے حضرت میمونہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔
۱۴	مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر الثقفی	آپ نے حضرت میمونہ سے حضرت عروہ بن مسعود کے بعد شادی کی۔
	رسول اللہ ﷺ کے ہم زلف	حضرت میمونہؓ کی جانب سے
۱	حضرت حمزہ بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے چچا)	آپ نے سلمیٰ بنت عمیس، حضرت میمونہ کی بہن سے شادی کی۔
۲	عباس بن عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کے چچا)	آپ نے لبابہ الکبریٰ یعنی ام الفضل حضرت میمونہ کی بہن سے شادی کی۔
۳	حضرت جعفر بن ابی طالب (آپ ﷺ کے چچازاد بھائی)	آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس یعنی حضرت میمونہ کی بہن سے شادی کی
۴	حضرت ابو بکر صدیقؓ	آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس سے حضرت جعفر کے بعد شادی کی۔
۵	حضرت علی بن ابی طالبؓ	آپ نے اسماء بنت عمیس سے حضرت ابو بکر کے بعد شادی کی۔

۶	شداد بن اسامہ بن عمرو بن عبد اللہ بن جابر بن عتوارۃ بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ	آپ نے سلمیٰ بنت عمیس سے حضرت حمزہ کے بعد شادی کی۔
۷	ولید بن مغیرۃ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ	آپ نے لبابہ (الصغریٰ) بنت الحارث سے شادی کی۔
۸	ابی بن خلف بن وھب بن حذافہ بن جمح	اس نے عصماء بنت الحارث سے شادی کی۔
۹	زیاد بن عبد اللہ بن مالک بن بجیر الھلالی	انہوں نے عزہ بنت الحارث سے شادی کی۔
۱۰	عبد اللہ بن کعب بن عبد اللہ بن کعب بن عقبہ بن حارث بن منبہ بن الاوس بن خثعم	آپ نے سلامہ بنت عمیس سے شادی کی۔
۱۱	بنو جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کا ایک اعرابی ان کے نام کا تذکرہ کسی نے نہیں کیا ہے صرف ایک اعرابی شخص کے الفاظ بیان کئے ہیں۔	انہوں نے ام حفید ہزیلہ بنت حارث سے شادی کی۔

ابن حبیب نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حویطب بن عبد العزیٰ دو اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رسول اللہ ﷺ کے تین اعتبار سے، صحیح یہ ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ چار اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم زلف ہیں، کیونکہ انہوں نے بنت عبد اللہ بن ابی امیہ سے، حضرت حمنہ بنت جحش سے، حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق سے اور ابو سفیان کی ایک بیٹی سے شادی کی اور یہ سب بالترتیب امہات المومنین حضرت ام سلمہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق اور حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان (رضی اللہ عنہن) کی بہنیں ہیں۔

حضرت میمونہ بنت الحارث کی والدہ: ہند بنت عوف بن الحارث بن حماطہ بن جرش ہیں جن کا تعلق قبیلہ حمیر سے ہے، تمام عورتوں میں داماد کے اعتبار سے بہتر خاتون ہیں، ان کی بیٹیوں کے شوہر: حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت شداد بن اسامہ، حضرت ولید بن مغیرہ، ابی بن خلف، زیاد بن عبد اللہ، عبد اللہ بن کعب، اور بنی جعفر کے ایک اعرابی شخص ہیں، اور آخر میں سب سے افضل، سب سے بہتر و عظیم داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ضمیمہ نمبر (۶) نقشہ برائے توضیح مصاہرات

حضرت علی بن ابی طالبؓ کی رشتہ داریاں

حضرت علی بن ابی طالب کی ازواج اور آپ کی اولاد

حضرت حسن بن علی کی ازواج اور ان کی اولاد
ام کلثوم بنت فضل بن عباس سب سے پہلی بیوی
ام بشیر بنت ابی مسعود عقبہ خزرجی
زید
ام حسن
ام حسین
خولہ بنت منظور فزاریہ
حسن مثنی
ام ولد
عمر
قاسم
عبداللہ ابوبکر
ام ولد
عبدالرحمن
ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی
حسین اثرم
طلحہ
فاطمہ
جعدہ بنت اشعث بن قیس
ام ولد
ام عبداللہ
فاطمہ
ام سلمہ
رقیہ
مختلف بیویوں سے اولاد

حضرت حسین بن علی کی ازواج اور ان کی اولاد
اسماء بنت عطارد بن حاجب تمیمیہ
ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی
فاطمہ
رباب بنت امرئ القیس
سکینہ
"آمنہ"
عبداللہ
بچپن میں کربلا میں شہادت پائی
لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ ان کی والدہ میمونہ بنت ابی سفیان ہیں
علی اصغر
کربلا میں ان کی شہادت ہوئی اور ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی
قبیلہ قضاعہ کی ایک خاتون
جعفر
باندیوں سے
عمر
ابوبکر
علی زین العابدین

حضرت علی زین العابدین بن حسین کی ازواج اور ان کی اولاد
ام عبداللہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب
زید
محمد باقر
جیداء باندی
عمر الاشرف
زید
ان کی نسل سے عمر الجحری ہیں
ام ولد رومیہ عثمان
عبدالرحمٰن
حسین اصغر
سلیمان
ام ولد
خدیجہ
علی اصغر
ان کے شوہر محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب ہیں
ام ولد
فاطمہ
علیہ
ام کلثوم
مختلف باندیوں سے اولاد
محمد اصغر
حسن
ام حسن
ملیکہ
قاسم
سلیمان
ام الحسین

محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی ازواج اور ان کی اولاد
ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق
ان کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن
بن ابی بکر صدیق
جعفر صادق
عبداللہ
ام حکیم بنت اسد
بن مغیرہ ثقفیہ
عبیداللہ
ابراہیم
ام ولد
علی
زینب
ام ولد
ام سلمہ

جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی ازواج اوران کی اولاد
علی عریضی
ام ولد
فاطمہ کبری
باندیوں سے اولاد
فاطمہ صغری
یحییٰ
عباس
اسماء
باندی جس کا نام حمیدہ مغربیہ ہے
موسی کاظم
اسحاق
محمد
فاطمہ بنت حسین اثرم بن حسن بن علی بن ابی طالب
اسماعیل اعرج
عبداللہ افطح
زینب

موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی ازواج اور ان کی اولاد
باندیوں سے اولاد
بیٹیاں
عائشہ، ام کلثوم، میمونہ، ام سلمہ، بریہہ، حسنہ
آمنہ، رقیہ، خدیجہ، زینب، لبابہ، ام جعفر
کلثوم، رقیہ صغریٰ، ام ابیہا، حکیمہ، رقیہ کبریٰ
فاطمہ صغریٰ، فاطمہ کبریٰ، عباسہ، اسماء
بیٹے
عمر، زید النار، سلیمان، فضل، حسن
اسحاق، عبداللہ، عبیداللہ، حمزہ، محمد، احمد
ہارون، اسماعیل، قاسم، عباس، ابراہیم
علی، یحییٰ، داؤد، عقیل، محمد، عابد، جعفر
ابراہیم اکبر
باندی جس کا نام
تکتم ہے
علی رضا

سر السلسلۃ العلویۃ میں ہے کہ ان کی اولاد میں صرف محمد جواد ہیں، ص: ۳۸،
اور کشف الغمہ میں ہے کہ آپ کے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی ہے جس کا نام عائشہ ہے۔

محمد جواد کی ازواج اور ان کی اولاد علی ہادی اور حسن عسکری
موسیٰ مبرقع
خدیجہ
امامہ
میمونہ
ام احمد
زینب
حکیمہ
ام کلثوم
عمران
حسین
فاطمہ
ام ولد ان کا نام سمانہ مغربیہ
احمد
حسین
علی
محمد
جعفر
بریہہ
عبداللہ
محمد الاعرج
احمد
محمد ابوعلی
موسیٰ ابوالحسن
علی ابوالقاسم
حسن ابومحمد
علی ہادی
حسن عسکری
جعفر
ان کی والدہ ام ولد ہیں جن کا نام ریحانہ یا سوسن یا جدیا حدیث یا سلیل یا جدہ ہے

حضرت علی کی صاحبزادیوں کی رشتہ داریاں اور آپ کی اولاد

ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب

آپ کی والدہ فاطمۃ الزہراء بنت رسول اللہ ﷺ ہیں

ان کے شوہر:

- عمر بن خطاب
  - زید
  - رقیہ
- محمد بن جعفر
- عون بن جعفر
- عبداللہ بن جعفر

فاطمہ بنت علی بن ابی طالب

ان کے شوہر:

- محمد بن ابی سعد بن عقیل بن ابی طالب
  - حمیدہ
- سعید بن اسود بن عبدالعزی
  - خالد
  - برزہ
- منذر بن عبیدہ بن زبیر بن عوام
  - عثمان
  - کندہ

رملہ بنت علی بن ابی طالب

ان کے شوہر:

- عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب
- معاویہ بن مروان بن حکم اموی

جعفر صادق کا قول ہے کہ مجھے ابوبکر نے دو مرتبہ جنا ہے ان کو عمود الشرف کہا جاتا تھا۔

الارشاد للمفید ۲۷۰، تراجم اعلام النساء ۲۷/۸، عمدۃ الطالب لابن عنبہ ص ۲۲۵، الاصیلی لابن الطقطقی ۱۴۹۔

حضرت حسن و حسین سبطین کی رشتہ داریاں اوران دونوں کی اولاد

سکینہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب
آپ کی والدہ:
رباب بنت امرئ القیس ہیں
آپ کے شوہر
آپ سے آپ کے چچازاد بھائی
عبداللہ بن حسن نے شادی کی
ان سے ملنے سے پہلے ہی کربلا
میں شہید ہوئے
ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف نے بھی
آپ سے آپ کے چچازاد بھائی
عبدالرحمن بن حسن نے شادی کی
ان سے ملنے سے پہلے ہی کربلا
میں شہید ہوئے
مصعب بن زبیر
بن العوام
عبداللہ بن عثمان
بن عبداللہ بن
حکیم بن حزام
زید بن عمرو بن
عثمان بن عفان
اصبغ بن عبدالعزیز
بن مروان بن حکم
(حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بھائی)
حکیم
عثمان
ربیحہ
آپ کے شوہر عباس بن ولید بن عبدالملک ہیں

جعدہ بنت اشعث بن قیس بن معدی کرب
آپ کے شوہر
حسن بن علی بن ابی طالب
عباس بن عبداللہ بن عباس
یعقوب بن طلحہ بن عبیداللہ
ابوبکر

فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب
آپ کی والدہ:
ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی
آپ کے شوہر
حسن بن حسن بن علی
عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان
عبداللہ
محض
ابراہیم
غمر
حسن
مثلث
قاسم
رقیہ
محمد
دیباج

یزدجرد بن کسریٰ کی بیٹیاں
پہلی
عبدالرحمٰن بن عوف
کی زوجیت میں
عثمان
دوسری
عبیداللہ بن عمر
کی زوجیت میں
سالم
تیسری
محمد بن ابی بکر
کی زوجیت میں
قاسم
چوتھی
حسین بن علی
کی زوجیت میں
علی زین العابدین
پانچویں
ولید بن عبدالملک
کی زوجیت میں
یزید
یہ سب فقہ وحدیث کے ائمہ ہیں

عاتکہ بنت زید
آپ کے شوہر
یہ سعید بن زید کی بہن اور حضرت عمر بن خطاب
کی چچا زاد بہن ہیں۔
ان کا لقب زوجۃ الشہداء ہے۔
عبداللہ بن ابی بکر
غزوہ طائف میں شہادت ہوئی
زید بن خطاب
عمر بن خطاب
زبیر بن عوام
محمد بن ابی بکر

اسماء بنت عمیس
آپ کے شوہر
حضرت فاطمہ الزہراء کی وفات کے بعد
ان کی تجہیز و تکفین کی ذمہ داری انہوں نے سنبھالی
جعفر بن ابی طالب
ابو بکر صدیق
علی بن ابی طالب
عبداللہ
محمد
عون
محمد ربیب
حضرت علی نے ان کو مصر کا والی بنایا
عون
یحیٰ
محمد

عبدہ بنت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب
آپ کے شوہر
محمد بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
علی بن حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب
نوح بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبیداللہ
فاطمہ بنت حسن مثنیٰ
آپ کے شوہر
معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید مخزومی
حسن
صالح
یزید

علی رضا بن موسیٰ کاظم
بن جعفر صادق
آپ کی بیویاں
آپ کی والدہ ام ولد ہیں جن کا نام نجم ہے
ام الفضل بنت مامون بن ہارون رشید
ان کی اولاد نہیں ہوئی
ام ولد سکینہ نوبیہ
محمد جواد
نفیسہ بنت زید بن حسن
بن علی بن ابی طالب
آپ کے شوہر
ولید بن عبدالملک بن مروان
ان سے ایک بیٹا پیدا ہوا
ام القاسم بنت الحسن مثنیٰ
آپ کے شوہر
مروان بن ابان بن
عثمان بن عفان
محمد
علی زین العابدین
ابن حسین
زینب بنت حسن مثنیٰ
آپ کی والدہ
فاطمہ بنت حسین
آپ کے شوہر
معاویہ بن عبداللہ
بن جعفر طیار
ولید بن عبدالملک بن مروان
یزید
صالح
حماد
حسین
زینب

مصعب بن زبیر بن عوام
آپ کی ازواج
عائشہ بنت طلحہ
بن عبداللہ تیمی
سکینہ بنت حسین
بن علی بن ابی طالب
فاطمہ بنت عبداللہ
بن سائب بن اسد
ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب
آپ کے شوہر
عبدالملک بن مروان
علی بن عبداللہ
بن عباس
ابان بن عثمان
بن عفان
حجاج بن یوسف ثقفی

حسن مثنیٰؒ کی ازواج واولاد

ازواج

- بنت عمر بن علی
- بنت محمد بن حنفیہ
- فاطمہ بنت حسین
  - عبداللہ محض
  - حسن مثلث
  - ابراہیم غمر
  - ام کلثوم — ان سے محمد بن علی بن حسین نے شادی کی
  - زینب — ان سے ولید بن عبدالملک بن مروان نے شادی کی
- ام ولد حبیبہ رومیہ
  - داؤد
  - جعفر
- رملہ بنت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عدوی
  - محمد
- مختلف باندیاں
  - رقیہ
  - قسیمہ
  - فاطمہ — ان سے معاویہ بن عبداللہ بن جعفر طیار نے شادی کی ان کے بعد ایوب بن مسلمہ بن عبداللہ بن ولید بن مغیرہ مخزومی نے ان سے شادی کی

آل زبیر کے ساتھ اہل بیت کی رشتہ داریوں پر مشتمل جامع خاکہ
اہل بیت
صفیہ بنت عبدالمطلب
ام الحسن (نفیسہ) حسن سبط
رقیہ بنت حسن سبط
ملیکہ بنت حسن مثنیٰ
موسیٰ بن عمر بن علی زین العابدین
جعفر بن عمر بن علی زین العابدین
محمد بن عون بن علی بن محمد (حنفیہ) بن علی بن ابی طالب
آل زبیر
عوام بن خویلد
عبداللہ بن زبیر بن عوام
عمرو بن منذر بن زبیر بن عوام
جعفر بن مصعب بن زبیر
عبیدہ بنت زبیر بن ہشام بن عروہ
فاطمہ بنت عروہ بن زبیر
صفیہ بنت محمد بن مصعب بن زبیر
زبیر بن عوام
فاطمہ
عمر
صفیہ
زینب
علی

اہل بیت
عبداللہ بن حسین بن علی زین العابدین
محمد بن عون بن علی بن محمد حنفیہ
بنت القاسم محمد بن جعفر بن ابی طالب
محمد نفس زکیہ
حسین بن علی زین العابدین
سکینہ بنت حسین شہید
حسین بن حسین بن سبط
علی بن حسن بن علی بن علی زین العابدین
آل زبیر
ام عمرو بنت عمرو بن عروہ بن زبیر
بنت محمد بن مصعب بن زبیر
حمزہ بن عبداللہ بن زبیر بن العوام
خدیجہ بنت علی بن محمد بن منذر بن زبیر
خالدہ بنت حمزہ بن مصعب بن زبیر
مصعب بن زبیر
امینہ بنت حمزہ بن منذر بن زبیر
فاطمہ بنت عثمان بن عروہ بن زبیر
بیٹے
علی
حسنہ
طاہر
محمد
علی
حسن
فاطمہ
حسن

اہل بیتؓ اور صحابہؓ کے اسماء اور قرابت داری پر ایک طائرانہ نگاہ اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج

شاید اصل صورتحال کی منظر کشی کرنے والی سب سے سچی زبان وہ ہے جو اعداد وشمار کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے، اس کے ذریعہ ایسے دلائل معلوم ہوتے ہیں جن کو قاری بغیر کسی محنت ومشقت سمجھ لیتا ہے۔

سابقہ بحث میں زیر بحث آئے ہوئے نام اور قرابت داریوں کے ذریعہ نہایت اہم چیزوں پر روشنی پڑتی ہے وہ یہ کہ اہل بیت اور صحابہ کے مابین ایک الفت ومحبت تھی جو اب قارئین سے پوشیدہ نہیں ہے، الا یہ کہ انسان کی نگاہ وبصیرت میں ہی کمزوری لاحق ہو جس کی وجہ سے حقائق واضح ہونے کے باوجود بہت سی چیزیں پوشیدہ رہ جاتی ہیں:

قد تنکر العین ضوء الشمس من رمد　　وینکر الفم طعم الماء من سقم

یعنی: کبھی کبھی آشوب چشم کی وجہ سے آنکھ سورج کی روشنی کا انکار کر دیتی ہے اور بیماری کی وجہ سے منہ پانی کا مزہ محسوس نہیں کر پاتا ہے۔

مندرجہ ذیل سطور میں سابقہ صفحات میں وارد شدہ اسماء اور قرابت داریوں کے اعداد وشمار دیے جا رہے ہیں، شاید جن اسماء وقرابت داریوں کو ہم بحث میں شامل نہ کر سکے جن کو حاصل کرنا ہمارے لئے ممکن نہ ہو سکا، ان کی تعداد کہیں زیادہ ہے، واللہ اعلم:

۱-اسماء:

۱-اہل بیت میں ابوبکر کے نام سے موسوم اشخاص کی تعداد (۷) سات

۲-اہل بیت میں عمر کے نام سے موسوم اشخاص کی تعداد (۱۷) سترہ

۳-اہل بیت میں عثمان کے نام سے موسوم اشخاص کی تعداد (۲) دو

۴-اہل بیت میں طلحہ کے نام سے موسوم اشخاص کی تعداد (۲) دو

۵-اہل بیت میں معاویہ کے نام سے موسوم اشخاص کی تعداد (۱) ایک

۶-اہل بیت میں عائشہ صدیقہ کے نام سے موسوم اشخاص کی تعداد: (۶) چھ

۲-قرابت داریاں

۱-اہل بیت اور آل صدیق کے مابین قرابت داریوں کی تعداد (۶) چھ

۲-اہل بیت اور آل زبیر کے مابین قرابت داریوں کی تعداد (۱۶) سولہ

۳-اہل بیت اور آل خطاب (عدوی) کے مابین قرابت داریوں کی تعداد (۵) پانچ

۴-اہل بیت اور آل طلحہ کے مابین قرابت داریوں کی تعداد (۲۲) بائیس

۵-علویوں اور عباسیوں کے مابین قرابت داریوں کی تعداد (۷) سات

۶-عشرہ مبشرہ کے مابین قرابت داریوں کی تعداد (۱۰۶) ایک سو چھ

یہ تعداد ہمیں معلوم ہو سکی اور جو ہمیں معلوم نہیں ہو سکی وہ کہیں اس سے زیادہ ہے۔

واللہ اعلم۔

فہرست مراجع ومصادر

(نوٹ: باحثین، مؤلفین اور محققین اکثر وبیشتر مراجع ومصادر کی ترتیب میں الفبائی ترتیب کا التزام کرتے ہیں لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اس ترتیب کا فائدہ صرف اتنا ہوتا ہے کہ کتاب کا نام تلاش کرنے میں آسانی ہوتی ہے، حالانکہ مراجع ومصادر کے صفحات کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے، اگرچہ اس کے ذریعہ تلاش کرنا آسان ہوجاتا ہے بلکہ اگر یہ ترتیب نہ بھی ہو تو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے، اس لئے میں جس ترتیب کو مفید اور بہتر سمجھتا ہوں مصنفین کی تاریخ وفات کے اعتبار سے مصادر کی ترتیب ہے، اس ترتیب کے ذریعہ ایک باحث کو مصادر کی اہمیت اور تاریخی ترتیب معلوم ہوجائے گی، مجھے امید ہے کہ یہ ترتیب تقلیدی طریقہ کے بجائے ایک نیا طریقہ بچھڑ کرانے کی کوشش کی جائے گی۔)

مراجع:

قرآن کریم

۱- جمہرۃ النسب، ابن الکلبی ابو المنذر ہشام بن محمد بن سائب الکلبی (ت ۲۰۴ھ) مطبوعہ: کویت ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳م، تحقیق: عبد الستار احمد فراج۔ دوسرا ایڈیشن: مطبوعہ: عالم الکتاب، بیروت، لبنان ۱۴۲۵ھ ۲۰۰۴م، تحقیق د۔ ناجی حسن۔

۲- کتاب النسب، أبو عبید القاسم بن سلام (ت ۲۲۴ھ) مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، لبنان، تحقیق: مریم محمد خیر الدرع ۱۴۱۰ھ، ۱۹۸۹م۔

۳- الطبقات الکبریٰ، محمد بن سعد بن منیع الزہری (ت ۲۳۰ھ) مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان۔

۴- نسب قریش، أبو عبد اللہ مصعب بن عبد اللہ زبیری (ت ۲۳۶ھ)، مطبوعہ: دار المعارف مصر، تحقیق: أ۔ لیفی بروفنسال

۵- المحبر، أبو جعفر محمد بن حبیب (ت ۲۴۵ھ) مطبوعہ: دار الآفاق الجدیدۃ، بیروت، لبنان، تحقیق: د۔ ایلزہ لیختن شتیر

۶- المعارف، أبو محمد عبد اللہ بن مسلم (ابن قتیبہ) (ت ۲۷۶ھ) مطبوعہ: الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، ۱۹۹۲م، تحقیق: د۔ ثروت عکاشہ

۷- أنساب الأشراف، أحمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری، (ت ۲۷۹ھ) مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، لبنان، تحقیق، د۔ سھیل زکار، د۔ ریاض زرکلی ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶م

دوسرا ایڈیشن: مطبوعہ: مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴م، تحقیق: شیخ محمد باقر المحمودی

۸- تاریخ الیعقوبی، أحمد بن أبی یعقوب بن جعفر بن وہب (ت ۲۸۴ھ)

۹- أصول الکافی، محمد بن یعقوب الکلینی (ت ۳۲۹ھ) مطبوعہ: دار أھل الذکر، تحقیق وتعلیق: محمد جعفر شمس الدین

۱۰- مقاتل الطالبیین: أبو الفرج الأصفہانی، (ت ۳۵۶ھ) مطبوعہ: دار المعرفہ بیروت، لبنان ۱۴۲۶ھ-۲۰۰۵م، تحقیق: سید احمد صقر

۱۱- سر السلسلۃ العلویۃ، أبو نصر البخاری سھل بن عبد اللہ (ت ۳۵۷ھ) مطبوعہ: بغداد، تقدیم: محمد صادق بحر العلوم

۱۲-الإرشاد في حجج الله على العباد، شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان العکبری (ت ۴۱۳ھ) مطبوعہ: دار المفید، تحقیق: موسسۃ آل البیت لتحقیق التراث ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۳م

۱۳- أبناء الإمام في مصر والشام: الحسن والحسين رضي الله عنهما، ابن طباطبا، یحییٰ بن محمد بن قاسم حسنی علوی، (ت ۴۷۸ھ) مطبوعہ مکتبہ جل المعرفة، مكتبة التوبة، السعودیہ، باہتمام: سید یوسف بن عبداللہ جمل اللیل، وہ نسخہ جس پر حواشی لکھے ہیں: ابن صدقہ حلبی (معروف بالوراق) نے ۱۱۸۰ھ میں، ابوالعون محمد السفارینی (ت ۱۱۸۸ھ) نے، اور محمد بن نصار ابراہیم مقدسی نے ۱۳۵۰ھ میں، مطبوعہ: ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م

۱۴-جمهرة أنساب العرب، ابن حزم ظاہری أندلسی، ابومحمد علی بن احمد بن سعید (ت ۴۵۶ھ) مطبوعہ: دار المعارف، مصر

۱۵- أسماء الصحابة الرواة وما لكل واحد من العدد، ابن حزم (ت ۴۵۶ھ) مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲م تحقیق: سید کسروی حسن

۱۶- المختصر من كتاب الموافقة بين أهل البيت والصحابة، الزمخشری محمود بن عمر بن محمد الزمخشری الخوارزمی (ت ۵۳۸ھ) مطبوعہ: دار الحدیث، مصر ۲۰۰۱م، تحقیق: سید ابراہیم صادق

۱۷- الشجرة المحمدية، محمد بن اسعد الجوانی (ت ۵۸۸ھ) مطبوعہ: کویت ۱۹۹۶م، تحقیق: خالد سعود زید۔

۱۸- تلقیح مفهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير ، جمال الدين ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی (ت ۵۹۷ھ) مطبوعہ: دارالارقم

۱۹- صحیح مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری نیساپوری، (ت ۲۶۱ھ) مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ ، بیروت ، لبنان ، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵م

۲۰- الجوهرة في نسب النبي وأصحابه العشرة محمد بن أبي بكر انصاری تلسانی (معروف بالبری) (ت ۶۸۱ھ): مرکز زاید للتراث والتاریخ ، الإمارات ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۱م تحقیق: د-محمد التونجی

۲۱- کشف الغمه في معرفة الأئمة ،ابوالحسن علی بن عیسیٰ ابوالفتح اربلی (ت ۶۹۳ھ) مطبوعہ: دار اضواء، بیروت، لبنان، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م

۲۲-ذخائر العقبي في مناقب ذوي القربى ،ابوالعباس احمد بن محمد طبری مکی (ت ۶۹۴ھ) مطبوعہ: مکتبۃ الصحابہ ، جدۃ ۱۴۱۵-۱۹۹۵م، تحقیق: اکرم البوشی

۲۳- الأصيلي في انساب الطالبين صفی الدین محمد بن تاج الدین (ابن الطقطقی حسنی) (ت ۷۰۹ھ) تحقیق: مهدی الرجائی، مطبوعہ: مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی المرعشی النجفی

۲۴- لسان العرب ،ابن منظور جمال الدين ابوالفضل محمد بن مکرم بن علی مصری افریقی (ت ۷۱۱ھ) مطبوعہ: دارالمعارف، مصر، تحقیق: عبداللہ الکبیر

۲۵- المختصر الصغير في سيرة البشير النذير ،عبدالعزیز بن محمد

ابراہیم بن سعد اللہ (ابن جماعۃ (ت ۷۶۷ھ) عالم الکتاب، بیروت، لبنان،
تحقیق: ڈاکٹر محمد کمال الدین عز الدین مطبوعہ: ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸م
۲۶- البدایۃ والنہایۃ، أبو الفداء ابن کثیر (ت ۷۷۴ھ) مطبوعہ: دار الفکر،
بیروت، لبنان ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م، تحقیق: صدقی جمیل العطار
۲۷- القاموس المحیط، ابوطاہر محمد مجد الدین محمد بن یعقوب شیرازی فیروز
آبادی (ت ۸۱۷ھ) مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، باہتمام: محمد
عرقسوسی ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶م
۲۸- عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، جمال الدین احمد بن علی
الحسینی (ابن عنبہ) (ت ۸۲۸ھ) مطبوعہ: انصاریان، قم ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶م،
دوسرا ایڈیشن: مطبوعہ: جل المعرفۃ، اور مکتبۃ التوبۃ، السعودیۃ ۱۴۲۳ھ-۲۰۰۳م،
تیسرا ایڈیشن، مطبوعہ: دار الحیاۃ، بیروت، لبنان
۲۹- فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ابن حجر عسقلانی احمد بن علی
(ت ۸۵۲ھ) مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰م
الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ابن حجر عسقلانی (ت ۸۵۲ھ)، مطبوعہ: بیت
الأفکار الدولیۃ
۳۰- الشجرۃ النبویۃ فی نسب خیر البریۃ، تکمیل: جمال الدین یوسف
بن حسن بن عبد الهادی المقدسی (ابن المبرد) (ت ۹۰۹ھ)، مطبوعہ: دار الکلم
الطیب، دمشق، بیروت، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۵م
۳۱- بحار الأنوار، محمد باقر مجلسی (ت ۱۱۱۱ھ)

۳۲-الأنوار النعمانية ، نعمۃ الجزائری الموسوی (ت ۱۱۱۲ھ) مطبوعہ: شرکت چاپ ایران

۳۳- تراجم أعلام النساء ، محمد حسین الأعلمی الحائری (۱)

۳۴- أعيان النساء، شیخ محمد رضا حکیمی

۳۵- منتهى الآمال في تواريخ النبي والآل ، شیخ عباس قمی، مطبوعہ: الدار الاسلامیۃ ، بیروت/ مکتبۃ الفقیہ السالمیۃ ، الکویت ، ترجمہ: أ- نادر التقی ، دوسرا ایڈیشن، مطبوعہ: مؤسسۃ النشر الاسلامی، قم، ایران

۳۶- تواريخ النبي والآل ، محمد تقی تستری، مطبوعہ: دار الشرافۃ ، ایران ، ۱۴۱۲ھ، تحقیق: شیخ محمود شریفی، أ- علی السکری۔

۳۷- الرحيق المختوم ، صفی الرحمن مبارکپوری، مطبوعہ: دار الوفاء المنصورۃ / دار المغنی ، ریاض ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰م

۳۸-معالي الرتب لمن جمع بين شرفي الصحبة والنسب ، مساعد سالم العبد الجابر، مطبوعہ: دار البشائر الاسلامیۃ ، بیروت ، لبنان/ مکتبۃ مساعد سالم العبد الجابر ، الکویت، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م

---

(۱) یہ اور اس کے بعد کی تمام کتابیں معاصر مؤلفین کی ہیں۔

من إصداراتنا
More Others